

کتابِ اسلامیہ میں باطل فرقوں کے رد و بدل کی خطرناک سازش
یعنی

تحریرِ شاہ

مُصَنَّف
فضل اللہ صابری حشتی

فلاح ریسرچ فاؤنڈیشن



کتاب اسلامیہ میں باطل فرقوں کے رد و بدل کی خطرناک سازش یعنی

تخریفات

مصنف

افضل اللہ صامری چشتی

ناشر

فلاح ریسرچ فاؤنڈیشن

O اعلیٰ O مبنی O غور O کانپور

ای میل abdullahalchisti@yahoo.com

رابطہ نمبر 9650288792

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ©

نام کتاب :	تحریفات
مصنف :	فضل اللہ صابری دہلوی
کمپوزنگ :	زیور قادری 98679 34085
صفحات :	۲۰۸
اشاعت اول :	اپریل ۲۰۱۱ء
تعداد :	۱۱۰۰
قیمت :	۱۳۰ روپے

ملذو کا بند

- ☆ دہلی: کتب خانہ امجدیہ، نیا محل، جامع مسجد، دہلی
- ☆ فاروقیہ بک ڈپو، نیا محل، جامع مسجد، دہلی
- ☆ ممبئی: رضا پبلی کیشنز، ۳۷ مین واڑہ روڈ، نزد بسم اللہ ہوٹل، ممبئی ۳
- ☆ بنگلور: 09663769064

☆ کان پور: 09650288792

Name of the Book: **Tehrifaat**

Author: Faziullah Sabri Chishti

Publishers : Falaah Research Foundation
F-25/1, Upper Ground Floor, Shaheen
Bagh, Abul Fazi Enclave II, Okhla,
New Delhi - 11 0025

Phone

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ.
(سورہ بقرہ ۴: ۴۲)

ترجمہ: اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور یہ دودھ انستہ حق نہ چھپاؤ

And mix not truth with falsehood, nor conceal the truth
when you know (what it is)

افتساب

میں اپنی اس کتاب کو

اپنے والدین کے نام

منسوب کرتا ہوں

جنہوں نے مجھے ہمیشہ سچ بولنے کی ترغیب دی اور ہمیشہ میری حوصلہ
افزائی کی جس کی بنیاد پر آج میں یہ کتاب اپنے قارئین کے سامنے پیش
کرنے کی عادت حاصل کر رہا ہوں۔

احقر العباد

فضل اللہ صابری چشتی

فہرست

صفحہ نمبر	نمبر شمار	کتاب
۶		گزارشات
۸		دباچہ
۱۵		پیش نظر
۲۳	۱	تفسیر النہر الماد میں تحریف
۳۰	۲	تفسیر ابن کثیر انگریزی نسخے میں تحریف
۳۲	۳	تفسیر روح البیان میں تحریف
۳۳	۴	تفسیر صاوی میں تحریف
۳۹	۵	سنن نو مذی کے انگریزی ترجمے میں تحریف
۴۱	۶	سنن نسائی میں تحریف
۴۷	۷	مدارج النورۃ میں تحریف
۴۹	۸	شعبہ الحق محدث دہلوی کی تحریر میں تحریف
۵۵	۹	شرح الشفاء میں تحریف
۶۳	۱۰	عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث میں تحریف
۷۲	۱۱	کتاب الافکار میں تحریف
۷۶	۱۲	القول المستحبات میں تحریف
۷۹	۱۳	القول البدیع میں تحریف
۸۹	۱۴	غنیۃ المطالبین میں تحریف
۹۲	۱۵	القول الحسن فیما یستفحح وعتا یسن میں تحریف
۹۶	۱۶	اشد العذاب میں تحریف

- ۱۰۵ کتاب ”تاملی رشیدیہ“ میں تحریف
- ۱۱۰ کتاب ”فضائل اعمال“ میں تحریف
- ۱۲۰ کتاب ”امداد الملوک“ میں تحریف
- ۱۲۵ کتاب ”نشر الطب فی ذکر النبی الحبيب“ میں تحریف
- ۱۳۱ کتاب ”صریح المستقیم“ میں تحریف
- ۱۳۷ کتاب ”تقویۃ الایمان“ میں تحریف
- ۱۴۴ کتاب ”تحفۃ المرصیہ“ میں تحریف
- ۱۵۲ کتاب ”تذکرۃ الناس“ میں تحریف
- ۱۵۵ کتاب ”حیات شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی“ میں تحریف
- ۱۵۹ غیر موجود کتاب کو نام ہلال الدین سیوطی کی طرف منسوب کرنا
- ۱۶۲ حضرت مہدی اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی یا محمد (ﷺ) کہنے والی حدیث پر تجزیہ
- ۲۰۰ خاتمۃ الکتاب

گزارشات

تمام نویاں اللہ تعالیٰ کے لیے جو نہایت مہربان اور رحیم ہے۔ اور درود سلام اس کے حبیب ﷺ کے لیے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بے شمار فضل و رحمت تمام صحابہ کرم و جملہ اہل بیت عظام پر۔ عصر حاضر میں اسلامی کتب میں کثرت سے بعض جماعت کی طرف سے تحریفات پوری ہیں۔ کوئی بھی حساس و روزے دار مسلمان اس گھناؤنے فعل کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ آج اگر ہم ان تحریفات کو اجاگر نہیں کریں گے تو آنے والی نسلیں اصل کتابوں سے اسلاف کے موقف کو سمجھنے میں ناکام رہے گی اور آسانی سے گمراہیت کا شکار ہو سکتی ہیں۔ کتابوں میں یہ تحریفات دراصل دین اسلام کی بنیادیں کمزور کرنے کی ایک سازش ہے۔ جیسا کہ یہود و نصاریٰ اپنی کتابوں کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

گزشتہ چند سالوں سے دینی کتابوں کی تحقیق و مطالعے کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ وہابی، غیر مقلد، دیوبندی، اہل قرآن وغیرہ گمراہ فرقے دینی کتابوں میں تحریف کر کے شائع کر رہے ہیں۔ یہ بد مذہب فرقے اتنے جری اور بے باک ہو گئے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو کوئی ثابت کرنے کے لیے نہ صرف اسلاف اہل سنت کی کتابوں میں جن پر اسلامی عقائد کی بنیادیں کھڑی ہیں، ان میں تحریف و تغیر کر رہے ہیں بلکہ اپنے انکار کی ان تمام تحریروں میں بھی تحریف و خیانت کر رہے ہیں جن سے ہمارے موقف کی تائید ہوتی ہے۔ اگر آج ہم نے ان تحریفات کی طرف توجہ نہ دی، اور ان کی گرفت نہ کی تو ہماری مذہبی بنیادیں کمزور پڑ جائیں گی، سیکڑوں سال سے محفوظ چلا آ رہا ہمارے اسلاف کا دینی و مذہبی ذخیرہ مستحیل میں غیر محفوظ ہو جائے گا اور باطل اپنی تحریف شدہ کتب کے ذریعے اہل حق یعنی اہل سنت و جماعت کو گمراہ و باطل قرار دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اسی مقصد کے تحت اس کتاب کو تحریری شکل میں اردو زبان میں آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔

کچھ عرصے قبل جب میں نے اپنے بعض اہل باب (جن میں مولانا انور احمد اجدادی کتب

خانہ اجد یہ۔ وہ بلی بھی شامل ہیں) کے سامنے ان تحریفات کا ذکر کیا تو میرے ان تمام دوستوں نے امت مسلمہ کی آگاہی کے لئے ان تحریفات کو کتابی شکل میں منضبط کرنے کا پرزور مشورہ دیا۔

اپنے احباب کے مخلصانہ مشورے پر نہیں تے اپنی پوری توجہ اس جانب مبذول کر دی۔ اور بڑی تلاش و جستجو، محنت و مشقت اور دنیا بھر میں اہل علم سے رابطہ کر کے مخطوطات حاصل کیے اور ان تحریفات کو کتابی شکل میں انگریزی میں Fabrications کے نام سے شائع کیا۔ جسے اہل علم نے بے حد سراہا۔ ہمدردی سے کتاب ہاتھوں ہاتھ لی گئی۔ انگریزی کتاب کے ہندو پاک کے اکثر کارمین نے مجھے بذریعہ ای میل اور فون کے اس کتاب کو اردو قارئین کے لیے اردو میں پیش کرنے کی گزارش و سفارش کی اپنے ان کرم فرماؤں کے پر غلوں حصار پر اب یہ کتاب اردو میں شائع کی جا رہی ہے۔

اس کتاب میں موجود تحریفات کی تلاش و جستجو میں محترم ذلیل احمد رانا - عیدی کا بے حد ممنون و مشورہ ہوں جنہوں نے اس کام میں میری بڑی مدد و رہنمائی کی۔ میرے دوست جناب محمد زہیر قادری (مدیر و ماہی مسلک معنی) کا بھی شکر گزار ہوں کہ موصوف میری علمی و تحقیقی کام میں ہمہ وقت مدد کے لئے تیار رہتے ہیں نیز ملازمہ سلیمین اختر منہاجی اور مولانا عبد امین نعمانی سجاد بان کا بھی شکریہ جو میری تحقیقی کاوشوں پر سرت کا اٹھایا فرماتے ہیں۔

میں مشورہوں اپنے بھائی ڈاکٹر محمد ابو الخیر جنہوں نے ہر قدم پر میری حوصلہ افزائی کی۔ ان سب احباب کے شکرگزاری سے پہلے میں اپنے والدین کا شکر گزار ہوں جن کی دعاؤں اور حوصلہ افزائی کا ثمر ہے کہ آج اللہ رب العزت مجھ سے دین کی یہ خدمت کا کام لے رہا ہے اور اسی سلسلے کی کڑی یہ کتاب نظر نام پر آ رہی ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ میں اپنے کرم فرما دوست ڈاکٹر نوشاد عالم چشتی کا اس کتاب پر مقدمہ لکھنے کے لئے بالکل شکریہ ادا نہیں کرتا کیوں کہ ان پر میرا حق ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس کتاب سے امت کو فائدہ پہنچائے اور تمام مسلمان اہل سنت و جماعت پر قائم رہیں۔ آمین

فضل اللہ صابری چشتی

جمرات، یکم فروری ۱۴۳۲ھ

۲۶ جنوری ۲۰۱۱ء

دیباچہ

ڈاکٹر نوشاد عالم چشتی مالک

تحریف و خیانت اور مکروفریب کو کسی بھی سماج میں کبھی بھی بظہر احسان نہیں دیکھا گیا۔ یہ تمام رذیل خصلتیں چاہیں کسی فرد میں پائی جائیں یا یہ کسی قوم کی شناخت بن گئی ہوں، بہر حال سلیم الفطرت مہذب انسانی سماج اسے کبھی بھی پسند نہیں کرتا۔ اسلام بحیثیت دین انسانی معاشرے کو ان تمام رذائل سے پاک و صاف دیکھنا چاہتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلام ایسے تمام افراد اور معاشرے سے برائت کا اظہار کرتا ہے جو اس قسم کی بد خصلتوں میں ملوث ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کا سلسلہ ہی اس دنیا میں انسانوں کی رشد و ہدایت کے لیے بھیجا۔ تمام انبیاء کرام نے اپنی قوم کے ہر فرد کو رذیل افعال اور خصلتوں سے بچنے کی تلقین کی اور راسخ الاعتقاد ہی کے ساتھ پاکیزہ اعمال و خصلت سے متصف ہونے کی دعوت دی۔

انسانی تاریخ میں مکروفریب، تحریف و خیانت اور حیلہ سازی کے لیے بطور خاص یہود و نصاریٰ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ول یہود اپنے آپ کو آج تک "خدا کے منتخب بندے" ہونے کے دعوے دار ہیں۔ مگر اس کے باوجود احکام الہی سے روگردانی کرنا اور طرح طرح کی حیلہ سازی اور تحریف کے ذریعے اپنی انسانی خواہش کی تکمیل کے لیے ہمہ وقت مستعد رہنا ان کا قومی نور انحرابی و پلیرہ ہے۔ یہود کی پیروی میں نصاریٰ بھی ان "افعال و کردار" کے مظاہر۔ میں کسی بھی طرح ان سے کم نہیں ہیں، بلکہ اب ان سے چار ہاتھ آگے ہیں۔ قرآن کریم جو اللہ رب العزت کا سب سے آخر میں نازل کلام ہے اس میں ان تمام لوگوں کے افعال و کردار کو اجاگر کیا گیا ہے اور اس بات کی خاص طور سے اس میں نشان دہی کی گئی ہے کہ یہ لوگ حق قبول کرنے کے بجائے حق کی مخالفت میں کیسی کیسی حیلہ سازی اور تحریف و خیانت سے کام لیتے رہے ہیں۔

سلسلہ نبوت و رسالت کی آخری کڑی صاحبِ نعم نبوت و رسالت خاتم الانبیاء مرشد
اعظم حضور اقدس ﷺ نے اعلانِ نبوت کے بعد اپنی ۲۳ سالہ زندگی کے مکمل اور مدنی دور
میں "دعوت و ارشاد" کا عظیم الشان فریضہ انجام دینے کے ساتھ ساتھ اپنے اصحاب، "باب
ہل بیت" اور چھ ہزاروں کارکنِ نفس بھی کرتے رہے۔ تاکہ ان مژگی افراد کے وسیلے سے
ایک صالح مسلم معاشرہ وجود میں آئے۔ آپ کی جملہ مساعی سے ریاستِ مدینہ کی تشکیل ایسی
طرح کے صالح افراد سے ہوئی۔ تاریخ میں نیز القرون سے تعبیر کیا جائے والا یہ دور عہد
رسالت مآب ﷺ، عہدِ خلفاء راشدین اور تابعین و تبع تابعین پر مشتمل ہے۔ مگر اسلام
دشمن طاقتوں نے اسلام کی تبلیغ کو روکنے اور مسلمانوں کے آپسی اتحاد و اتفاق کو ختم کرنے کے
لیے ان کے اندر سی انتشار و اختلاف کا ماحول برپا کر دیا۔ آسان و عام فہم اسلامی تعلیمات اور
رسم و رواج کو فاسقانہ رنگ میں کچھ لوگ پیش کرنے لگے۔ بعض لوگ سماجی یا سیاسی منجے کے
لیے قرآن و حدیث کی من مانی تاویل پیش کرنے لگے۔ اور امت مسلمہ کے سوا او اعظم سے
انحراف کر کے اسلاف کے متواتر عقیدے کے برخلاف مسلم معاشرے میں ایسے ایسے
عقائد و نظریات کی تبلیغ کرنے لگے۔ جن کا حقیقی اسلام سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ فساد فی العقیدہ
کے اس نظریاتی و داخلی انتشار نے مسلم معاشرے کے اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کیا۔ قتل و غارت
گری کا بازار گرم ہوا۔ مسلم مائنتوں کی ہوا اُکھڑ گئی۔ مخالفین اسلام کو تنہا بیت ملی۔ اسلامی
دعوت و تبلیغ کے کام میں زکاوت پیدا ہوئی۔ آپسی انتشار کی وجہ سے تکفیر مسلم کا عقد اٹھا جس کی
وجہ سے پوری دنیا میں مسلمان کمزور ہو گئے اور رفتہ رفتہ ان پر اسلام مخالف قوتیں غالب
آگئیں۔ امت مسلمہ جو نامی "امامت" کے لیے تیار کی گئی تھی، وہ اب ان خانگی فتنوں کی وجہ
سے مغرب کی "مقتدی و مقلد" بن کے رہ گئی۔

سوا اعظم سے انحراف کر کے مسلم معاشرے میں اپنے خود ساختہ اسلام کے عقائد و
نظریات پیش کرنے والے افراد اور علما جو دراصل اسلام دشمن طاقتوں کے درپردہ کار ہیں،

انہوں نے اپنے موقف کی حمایت میں اور ملت اسلامیہ کے سوا دواعظم کو کافر و شرک گردانے کے لیے کتب اسلاف میں تحریف و خیانت کر کے شائع کرنا شروع کر دیں۔ یہ دراصل یہود و نصاریٰ کا فعل ہے جو عہد رسالت میں اہل حق کی مخالفت میں یہ کام انجام دیا کرتے تھے۔ جس پر قرآن کریم کی اکثر آیات شاہد ہیں۔ قرآن کریم اللہ رب العزت کی آخری کتاب ہے اور جس کی حفاظت کا فہمہ خود رب تبارک و تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہے، اس کے متن میں بھی تحریف کی سازش کی جارہی ہے لیکن تحریف کرتے والے اپنے اس مذموم فعل میں ناقیام قیامت کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کیوں کہ قرآن تو زبردست علیم و ذبیر اور قدرت والے رب کریم کی حفاظت و نگہبانی میں ہے۔ سازش کرنے والے کئی جہتوں سے اس کتاب کو نقصان پہنچانے کی سازش کر رہے ہیں، مگر کامیاب نہیں ہو پا رہے ہیں۔ دنیا کے سامنے ان کی ساری قلمی کھل جاتی ہے۔ ان کے تمام کیے کرائے پر پانی پھر جاتا ہے۔ ذلت و رسوائی کے علاوہ ان کے ہاتھ اور کچھ نہیں لگتا۔ دنیاوی ناکامی کے علاوہ ان پر آخرت کی ناکامی مزید مسلط ہے۔

قرآن کریم نزول سے لے کر اپنے تکمیل تک ۳۳ سالہ طویل عرصے میں تحریری شکل میں منضبط ہوتا رہا اور اپنی ترتیب و تفسیم اور تدوین میں رسول کریم کی ہدایات ہی اس بات میں رہنما اصول رہے۔ آیات قرآنی میں جب دشمنان اسلام تحریف کرنے کی اپنی تمام نزکوشیوں میں واضح طور پر ناکام ہو گئے تو انہوں نے قرآن کی تفسیر میں تحریف و خیانت کرنا شروع کیا۔ اسلاف کی تحریر کردہ کتب تفسیر میں یہ نام نہاد موجدین حسب منشا تحریف کر کے شائع کرنے لگے۔ تحریف و خیانت اور تہذیبی عبارت کا یہ سلسلہ صرف شائع شدہ کتابوں تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ نشر و اشاعت سے بڑھ کر مخطوطات تک یہ بات پہنچ گئی ہے۔ علاوہ انہوں نے بعض لوگوں کو جعلی کتابیں دوسروں کے نام سے منسوب کر کے ان نام نہاد کتابوں سے اپنی تحریر و تصنیف میں حوالہ دے کر اپنا علمی رعب و دبدبہ قائم کرنے کی سعی ناکام کرنے لگے۔ کچھ اصحاب قلم خود کتاب لکھ کر دوسروں کے نام سے شائع کر کے اپنے نظریات کی تبلیغ کا فریضہ

انجام دے رہے ہیں، جو دراصل یہودیوں کا طریقہ خاص تھا۔ قدیم صحائف - ماویہ کی تدوینی تاریخ پر لکھا رکھنے والوں کو یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ جب یہود کے فرقوں میں باہمی مناظروں اور مباحثوں کا بازار گرم ہو تو مناظرین نے اپنے مدعا کے مطابق کتابیں تصنیف کر کے ان کو انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب کر دیا۔ اور یہی کارنامہ آج بھی بعض حضرات انجام دے رہے ہیں۔ جو یہودیوں کی ہتکار اور باطل پرستوں کی فحشلت ہے۔

کتابوں یا تحریروں میں مورخین کی تحریف و خیانت سے امت مسلمہ کو باخبر رکھنے کے لیے حمدت حق میں سرگرم اصحابِ قلم نے ہمیشہ سے ہی اس کو اپنا موضوع بنایا اور کسی نہ کسی اعتبار سے سواو اعظم کو اس فتنے سے آگاہ کرتے رہے۔ موصوف مصنف نے اپنے پیش نظر ان اسلاف کا تذکرہ کیا ہے۔ حال ہی میں ایک معروف عالمِ دین حضرت علامہ محمد منشا تاش مصوری (امام، پاکستان) نے ”دعوت فکر“ تحریر فرما کر اور اس میں مخالفین اہل سنت کی کتب کے کئی نقول دے کر ان کی تحریف و خیانت اور حیلہ سازی کو طشت ازباں کیا ہے۔ امام فاروق القادری صاحب نے ”انفاس العارفین“ کے مقدمہ میں بطور خاص شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ کی تصانیف میں مخالفین کے ردیے کی گئی جیسے کاریوں کا بھرپور ذکر کیا ہے۔ محبت گرامی ڈاکٹر سید علیم اشرف (استاذ شعبہ عربی مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد) نے اپنی معرکہ دار کتاب ”جائزہ“ میں شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ کی تحریر میں کی گئی ایک تحریف کی نشان دہی آزاد لائب ریری (ایم۔ ایم۔ یو) کے ایک مخطوطے کے ذریعے کی ہے۔ ماضی قریب میں القول الجلی کے مقدمے میں بھی شیخ الاسلام حضرت علامہ شیخ ابوالحسن زید قاروقی علیہ الرحمہ نے اسلاف اہل سنت کی بعض کتب تحریر میں تحریف و خیانت کو واضح کیا ہے۔

پیش نظر کتاب ”تحریرات“ جو اردو میں آپ کے ہاتھوں میں ہے دراصل اس کا موضوع بھی تحریف و خیانت اور تبلیغ حیلہ سازی کو جا کر کرتا ہے۔ یہ کتاب ستمبر ۲۰۱۰ء میں

فلاح ریسرچ فاؤنڈیشن، نئی دہلی کے تحت انگریزی میں "FABRICATIONS" کے نام سے شائع ہوئی، جو کل ۲۰۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب کی دہل علم کے درمیان بڑی پذیرائی ہوئی اور یہ کتاب ہندوپاک میں باتھوں ہاتھ لی گئی۔ بعض حضرات نے یہ محسوس کیا کہ یہ کتاب اردو میں بھی ہونی چاہیے۔ لہذا اسے اردو میں بھی شائع کیا جا رہا ہے۔

تاریخ کتاب کو یہ جان کر خوش ہوگی کہ مصنف کتاب فضل اللہ سائری چشتی کسی دینی مدرسے کے طالب علم نہ ہونے کے باوجود اسلامی علوم کے مختلف شعبہ جات جیسے علم کلام، علم تفسیر، اصول تفسیر، علم حدیث، اصول علم حدیث، اسماء رجال، تہذیب و تمدن، سیر و تصوف، فقہ و اصول فقہ پر اچھی نگاہ رکھتے ہیں۔ مخطوطہ شناسی میں بھی ان کی اپنی ایک پہچان ہے۔ موصوف کا ہر ملاقاتی چاہے وہ اپنا ہوا یا پرلایا ان کی علمی شخصیت کا معترف ہے۔ موصوف پیشہ سے انجینئر ہیں لیکن تبلیغ اسلام کے لیے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ اتنی تبلیغی جذبے کے پیش نظر انہوں نے حلیہ حق میں کئی معرکہ الارا کتابیں بھی تصنیف کی ہیں، جن میں سے کئی ایک زور طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں اور بعض زیر ترتیب و اشاعت ہیں۔ موصوف انگریزی میں ہی زیادہ لکھتے ہیں جو دراصل وقت کی ضرورت ہے۔

پیش نظر کتاب "تحریرات" میں فضل اللہ سائری چشتی نے مباحثین دہل سنت کی جانب سے کی گئی مختلف تحریف و بیانات اور تلمیذوں کو مختلف زمرہ بندی کے تحت اُجاگر کیا ہے۔ کئی نادرونیاب کتابوں کے کس بھی اپنے موقف کی حمایت میں شامل کیے ہیں۔ مصنف نے ایک بڑا کام یہ کیا ہے کہ امام بخاری علیہ الرحمہ کی تالیف الادب المفرد میں روایت کردہ ایک حدیث کو صحیح ثابت کرنے کے لیے اصل مخطوطے کا نہ صرف کس دیا ہے بلکہ اس کی حمایت میں اس تہیہ کی کتاب الکلمۃ الطیبہ کا عکس بھی شامل کیا ہے، جسے الہانی نے ضعیف قرار دے کر الادب المفرد کی موجودہ اشاعت سے خارج کر دیا ہے۔ موصوف مصنف کے اس جذبے کو سراہا جانا چاہیے کہ انہوں نے بڑی محنت و جاں فشانی سے اس کتاب کو تیار کیا ہے۔

زبان و ادب کے اعتبار سے بھی یہ کتاب ٹھیک ہے۔ ہاں کچھ جملوں اور عبارتوں کو اور بھی بہتر بنایا جاسکتا تھا مگر کتاب جلدی میں شائع کرنے کی غرض سے ہو سکتا ہے اور توجہ مبذول نہ ہو سکی ہو۔

اسلوب زبان و ادب سے قطع نظر میں تارمین کو یہ بتانا چاہوں گا کہ مصنف نے کتاب کی تیاری میں کس قدر محنت کی ہے انہوں نے اس علمی و تحقیقی کتاب کو تارمین کے سامنے پیش کرنے میں کس قدر تلاش و جستجو سے کام لیا ہے اس کا وہی لوگ اندازہ کر سکتے ہیں جو لکھنے پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں ورق گردانی کے بعد اس کتاب کی کئی ایسی خوبیاں سامنے آئیں جسے میں اپنے تارمین کے سامنے بھی رکھنا چاہتا ہوں۔ مگر عدم اقرضی اور طوالت کے خوف سے اس کے متعلق تفصیلی گفتگو نہیں کروں گا۔ ہاں صرف تین خوبیوں کی طرف توجہ و انتصار کے ساتھ اشارہ کرنا چاہوں گا۔

(۱) موصوف مصنف نے جہاں جہاں اکابرین اہل سنت یا اس دور کے کسی غیر اہل سنت مالم کا ذکر کیا ہے ان کے نام کے ساتھ ان کے سنہ و سال یا وفات کا ذکر بھی کیا ہے جو سنہ ہجری میں بہ کاش سنہ ہجری کے ساتھ ساتھ سنہ عیسوی کا بھی ذکر کر دیتے تو عصر حاضر کے نقائص کے مطابق بڑا ہی اچھا ہوتا۔

(۲) سورۃ نسا کی آیت نمبر ۶۴ کے ضمن میں بیان کردہ حدیث جو یحییٰ کے ذریعہ روایت کی گئی ہے جسے مکررین عظمت رسالت افکار کرتے ہیں اس کی تائید میں فصل اللہ صابری چشتی صاحب نے ۲۳ مستند حوالوں کو نقل کر کے ہماری کوجہرت میں ڈال دیا ہے۔ اس سے ان کے تلاش و جستجو کے جذبے کا پتہ چلتا ہے۔

(۳) حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) والی حدیث جسے مکررین اہل سنت ضعیف قرار دیتے ہیں اور اس روایت کا انکار کرتے ہیں اس حدیث کی تحقیق میں موصوف نے بے پناہ اپنی علمی صلاحیت کا مظاہرہ

کیا ہے۔ اس حدیث پر ان کی تجویزیاتی تحریر الائق مطالعہ ہے۔ یہ پوری بحث تقریباً ۳۸ صفحات پر مشتمل ہے علاوہ ازیں عکسی بھی شامل ہیں۔

اللہ کرے زور قلم ہو زیادہ

میں آخر میں فضل اللہ صابری چشتی کے لئے بارگاہِ ربِ اعزت میں مفہومِ دو جہاں
علاء الدین علی احمد صابری کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے دعا گو ہوں رب کریم انہیں
ہمیشہ صحت و عافیت کے ساتھ رکھے تاکہ یہ دین کا کام بحسن خوبی انجام دے سکیں۔ آمین بجاہ
سید المرسلین

خاکِ پائے چشت اہل سنت

نوشاد عالم چشتی علیگ

علی گڑھ یونی

پیش لفظ

اَنَا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَأَنَا لَهُ لِحَافِظُونَ

(سورہ الحجر، ۹: ۱۵)

بے شک ہم نے ہی قرآن نازل کیا ہے اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے

والے ہیں۔

اللہ رب العزت کا یہ وعدہ ہے کہ وہ قیامت تک قرآن کو محفوظ رکھے گا۔ اس لیے دنیا کی دیگر مذہبی کتابوں کے برعکس قرآن مجید آج بھی من و عن محفوظ ہے۔ خدا نہ کرے (حالانکہ یہ ممکن نہیں) اگر دنیا میں قرآن حکیم کے جتنے بھی مطبوعہ نسخے موجود ہیں، وہ غائب ہو جائیں یا کھردے دیے جائیں پھر بھی لاکھوں حفاظ کے سینوں میں یہ قرآن محفوظ ہے، اسے فوراً ہی دوبارہ لکھا جاسکتا ہے۔ دنیا کی کسی اور مذہبی کتب کو یہ امتیاز و خصوصیت حاصل نہیں۔

مصر کا ایک قبطی نصرانی جو راشد خلیفہ کے نام سے مشہور ہوا (اصل نام رچرڈ کیلف Richard Kalif) ہے، اُس نے "۱۹" نمبر کا ایک نظریہ ایجاد کیا جس کے مطابق قرآن شریف کی ہر آیت اور حرف "۱۹" سے تقسیم ہوتے ہیں۔ اُس نے اپنے اس مذہب کو سچا ثابت کرنے کے لیے قرآن شریف میں تحریف کرنے کی کوشش کی اور سورہ توہ کی آخری دو آیتیں نکال دیں۔

راشد خلیفہ کا کفر اُس وقت سامنے آیا جب اُس نے یہ لکھا کہ

"جبرئیل کے ذریعے مجھے اس بات کے اعلان کا حکم ہوا ہے کہ میری موت کے بعد کثیر تعداد میں لوگ مجھے مسیح تسلیم کریں گے، وہی مسیح جس کا انتظار یہودی کرتے آئے ہیں۔ وہی مسیح جس کا انتظار نصرانی کرتے آئے ہیں، اور وہی مہدی جس کا انتظار مسلمان کرتے آئے ہیں۔" (مزید تفصیلات کے لیے اس موضوع پر میری آنے والی کتاب کا مطالعہ کریں۔)

آئے ہیں۔ میں اللہ کا رسول ہوں، جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔“ ع

لیکن راشد خلیفہ کو مسلمان تو دور، یہود و نصاریٰ نے بھی اس کی بات کا اعتبار نہیں کیا اور اسے رسول نہیں مانا۔ تاریخ اسلام سے یہ بات ثابت ہے کہ نزول کے ابتدائے ہی قرآن کے حفظ کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ آگے چل کر اس مقصد کے لیے مختلف جگہوں پر حفظ کی درس گاہیں قائم کی گئیں۔ ان درس گاہوں میں طلباء نے قرآن تجوید و قرأت کے ساتھ اپنے ان اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کر کے سیکھا جنہوں نے اپنے اساتذہ سے سیکھا اور یہ سلسلہ ایک تسلسل کے ساتھ رسول اللہ ﷺ تک پہنچتا ہے۔

قرآن، واحد ایک ایسی کتاب ہے جو زمانی و تحریری دونوں ہی حالتوں میں محفوظ ہے۔ قرآن کے بعد اسلامی شریعت کا ثانوی ماخذ سنت رسول ہے۔ صحیح اسلامی زندگی پر عمل پیرا ہونے کے لیے دونوں ہی مصادر لازم و ملزوم ہیں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کو محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ یہ وعدہ سنت رسول کے لیے بھی صادر ہوتا ہے۔ کیوں کہ سنت نبوی ہی قرآن مجید کی عملی صورت و تشریح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے ذریعے سنت نبوی کی حفاظت فرمائی۔ صحابہ کرام نے سنت نبوی کو اپنی زندگی میں نہ صرف عملی طور پر اپنایا بلکہ حضور ﷺ کے ہر قول و فعل اور آثار کو محفوظ کر کے تابعین اور تبع تابعین کے ذریعے آگے بڑھایا۔

امت محمدیہ میں جب موضوع اور ضعیف احادیث کا چلن شروع ہوا، تب اللہ تعالیٰ نے ایسے افراد کو پیدا کیا جن کا علمی استحضار، قوت حافظہ اور تجزیاتی مہارت ناقابل بیان ہے۔ یعنی حدیث کے اماموں کو لاکھوں احادیث متن و اسناد، راویوں کی سوانح کے ساتھ از بر تھیں۔ ان افراد نے مستند و صحیح احادیث کے حصول کے لیے دنیا کے مختلف حصوں کا سفر

ع راشد خلیفہ مابینہ امامہ ”سب“ سن ۱۹۸۹ء (Submission Perspective) ستمبر ۱۹۸۹ء،
 صحیح سنت میں رسول اللہ ﷺ کے کمال، اقوال اور تقریر (جس پر رسول اللہ ﷺ نے سکوت فرمایا) شامل ہیں

کیا اور محدثین سے ملاقات کر کے احادیث حاصل کیں، بڑی عریضی اور تلاش و جستجو کے بعد ان میں سے صرف صحیح احادیث پر مشتمل کتب تحریر فرما کر انہیں محفوظ فرما دیں۔
 ضعیف اور کٹا اب راویوں سے روایت کی گئی احادیث کو صحیح حدیث سے الگ کیا۔ ہر راوی کی سوانح عمری، حافظہ، عدل وغیرہ کی بنیاد پر ترجیح و تعدیل کے عظیم فن کی بنیاد ڈالی جسے امام رجال کے نام سے جانتے ہیں۔

گزشتہ چودہ سو سال میں محدثین نے علوم حدیث پر ہزار ہا کتابیں تحریر کی ہیں۔ یہ امر کثیر تعداد میں صرف ایسی کتابیں تحریر کیں جن میں موضوع احادیث کی نشان دہی کی گئی ہے۔ ان محدثین کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حدیث کی حفاظت فرمائی۔
 اسلام ہر شخص کو علم حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور جہالت کی مذمت کرتا ہے۔
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِذَا قِيلَ اسْأَلُوا اللَّهَ الْغَنَىٰ وَاسْأَلُوا اللَّهَ الْغَنَىٰ ۚ وَاللَّهُ الْغَنَىٰ ۚ أَلَمْ يَكُنْ مَعَكُمْ وَاللَّهُ الْغَنَىٰ ۚ
 ببیدرجات (سورۃ مجادلہ، ۵۸: ۱۱)

”اور جب تم سے کہا جائے، کھڑے ہو تو کھڑے ہو جایا کرو اللہ تم میں سے کامل مومنوں کے اور علم والوں کے درجات بلند فرمائے گا۔“
 حضور ﷺ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ ایک طویل حدیث میں فرمایا: ”جو شخص علم کی تلاش میں جدوجہد کرے گا، اللہ تعالیٰ اُس کے لیے وہ راستہ آسان کرے گا جس سے وہ جنت کی طرف جائے گا۔“

علم حدیث کی علومات کے لیے دیکھیں ”حدیث نبوی“ از مولانا نعمان احمد ازہری، ناشر کتب خانہ احمدیہ دہلی
 ۱۔ مثلاً البحر، جین بن الحدیثین از ابن حبان (متوفی ۲۴۳ھ)، کتاب المومنین از ابن الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ)، تلخیص المومنین از امام الذہبی (متوفی ۷۴۸ھ)، المستدرک از علاء الدین القاری (متوفی ۸۰۳ھ)

۲۔ صحیح مسلم الذکر

سیدنا انس ان کا مک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”علم حاصل کرو اور اسے لوگوں تک پہنچاؤ۔“

چونکہ اسلام نے حصول علم کے لئے بہت اہمیت دی ہے۔ اسی لیے روزِ اوّل ہی سے مسلمان تفسیر، حدیث، فقہ، صرف و نحو، کام، منطق، تصوف، حساب، جغرافیہ، طب، فلکیات وغیرہ وغیرہ علم کے حصول و تحفظ میں جٹ گئے۔ ان کا یہ علمی ذخیرہ آج بھی مطبوعہ کتب و مخطوطات کی صورت میں دنیا کی مختلف کتب خانوں میں موجود ہے۔

قرآنی تفاسیر و احادیث رسول ﷺ کا ذخیرہ جب شائع ہو کر منظرِ عام ہونے لگا تو دشمنانِ اسلام نے سازشوں کے تحت اسلامی کتابوں میں تحریف کا سلسلہ شروع کر دیا۔ آئیے دیکھیں قرآنِ حکیم اس عملِ تحریف کے متعلق کیا ارشاد فرماتا ہے:

اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور دیکھو دانستہ حق کو نہ چھپاؤ۔ (سورۃ بقرہ: ۲۴) (۱)
(۱۔ مسلمانوں) کیا تم یہ توقع رکھتے ہو کہ یہ (یہودی) تمہاری خاطر ایمان لے آئیں گے؟ حالانکہ ان کا ایک فرقہ اللہ کا کام مستحقاً پھر اُس کو سمجھنے کے باوجود اس میں دانستہ تبدیلی کر دیتا تھا۔ (سورۃ بقرہ: ۲۵) (۲)

۱۔ اہل کتاب اتم حق کو باطل کے ساتھ کیوں ملاتے ہو اور کیوں حق کو چھپاتے ہو؟ حالانکہ تم جانتے ہو۔ (سورۃ آل عمران: ۷۱) (۳)

اور بے شک ان میں سے ایک گروہ کتاب (تورات) پڑھتے وقت اپنی زبانوں کو مروڑ لیتا ہے تاکہ تم یہ گمان کرو کہ یہ کتاب کا حصہ ہے حالانکہ وہ کتاب کا حصہ نہیں ہے اور وہ کہتے ہیں کہ وہ اللہ کی طرف سے (موزل) ہے، حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے (موزل) نہیں ہے اور وہ دانستہ اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں۔ (سورۃ آل عمران: ۷۸) (۴)

یہودیوں میں سے کچھ لوگ اللہ کے ظلمات کو ان کی بینکوں سے پھیر دیتے ہیں اور

کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ فرمائی کی، (اور آپ سے کہتے ہیں) سنیے آپ نہ سنائے گئے ہوں اور اپنی زبانیں مروڑ کر دین میں طعنہ زنی کرتے ہوئے دایعنا کہتے ہیں اور اگر وہ کہتے ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور آپ ہماری بات سنیں اور ہم پر نظر فرمائیں تو یہ ان کے لیے بھتر اور درست ہوتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب ان پر لعنت فرمائی ہے سو ان میں سے کم لوگ ہی ایمان لائیں گے۔ (سورہ نساء، ۴: ۶۶)

۱۔ رسول! آپ کو وہ لوگ قسم زدہ نہ کریں جو کفر میں تیزی کے ساتھ سرگرم ہیں۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنے مونہوں سے کہا ہم ایمان لے آئے، حالانکہ ان کے دل مومن نہیں ہیں اور بعض یہودی ہیں جو جھوٹی باتیں بہت زیادہ سنتے ہیں اور ان لوگوں کی باتیں بہت زیادہ سنتے ہیں جو آپ کے پاس نہیں آئے، (اللہ کے) کلام کو اس کی جگہوں سے بدل دیتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اگر تمہیں یہ (حکم) دیا جائے تو اس کو مان لو، اور اگر یہ (حکم) نہ دیا جائے تو اس سے اجتناب کرو، اور (اسخاطب) جسے اللہ فتنے میں ڈالنا چاہتا ہے تو تو ہرگز اس کے لیے اللہ کے مقابلے میں کسی چیز کا کلام نہیں ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو پاک کرنے کا اللہ نے ارادہ نہیں فرمایا، ان کے لیے دنیا میں رسولی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ (سورہ مائدہ، ۵: ۴۱)

قرآن حکیم کی ان آیات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کی یہ نادت رہی ہے کہ وہ کتابوں میں تحریف کرتے آئے ہیں۔

اسلامی کتب میں تحریفات کا ذکر امام ابو القاسم شیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۵۶ھ) نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

”لوگوں نے امام الاشعری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۴ھ) کی کتاب الابسانۃ عن اصول المدینۃ میں تحریف کر کے ان کی طرف ایسے اقوال منسوب کیے ہیں، جن سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ ایسے اقوال نہ ان کی دیگر کتابوں میں ملتے ہیں، نہ ہی ان کے طلباء نے روایت

کی ہے۔ یہ سب تحریفات کا نتیجہ ہے۔ ۱۱

الابانۃ میں تحریف کا ذکر امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۷ھ) نے بھی کیا ہے۔ ۱۲
اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۰۵ھ) کی کتابوں میں نہ صرف تحریفات
کی گئیں بلکہ کئی کتابیں گڑھ کر ان کی طرف منسوب کر دی گئیں۔ (اس پر رقم الحروف کا ایک
مقالہ ماہ نامہ کنز الایمان، جولائی ۲۰۱۰ء میں ۱۱۰۱ کیا، ملاحظہ القلوب امام غزالی کی تصنیف
ہے؟“ شائع ہوا ہے۔ قارئین اس کا مطالعہ کریں) ۱۳

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۷ھ) نے تحریر کیا ہے کہ شیخ عبد القادر
جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۱ھ) کی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین میں بھی تحریف کی گئی
ہے۔ ۱۴

امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۷ھ) نے شیخ محی الدین ابن عربی
رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۳۸ھ) کی کتب میں متعدد جگہوں پر تحریفات کا ذکر کیا ہے۔ ۱۵
امام علاء الدین الحسینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۸۸ھ) نے ثابت کیا ہے کہ شیخ محی
الدین ابن عربی کی کتابوں کو یہودیوں نے تحریف کیا ہے۔ ۱۶

امام شعرانی لکھتے ہیں کہ ان کی زندگی میں ہی ان کی اپنی کتابیں تحریف کر دی گئی
تھیں۔ ۱۷

۱۱ شکایۃ اہل المسنۃ بحکایۃ ما نالہم من المصنۃ از امام القشیری بس کو امام ابن مساکر
(متوفی ۷۷۷ھ) نے اپنی کتاب تبیین کذب المفسرین میں فیہ فیہ ۱۱۱ مطبوعہ مصر میں ذکر کیا ہے۔

۱۲ طبقات النکری، ج ۳ ص ۲۰۳-۲۰۴

۱۳ مزید معلومات کے لیے دیکھیے ”مؤلفات افغانی“ از عبد الرحمن بدوی سن اشاعت ۷۷۷ھ، کویت

۱۴ الفتاویٰ للصبیح از امام قسیمی ص ۱۱۹، مطبوعہ مصر

۱۵ ایوانت الجواب فی بیان مقامہ الاکار از امام اشعرائی

۱۶ الدر المنثور ج ۱ باب المرتد، ج ۳ ص ۴۰۳

۱۷ ایوانت الجواب فی بیان مقامہ الاکار از امام اشعرائی

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۱۱ھ) کی کتابوں میں نہ صرف شیعہ اور وہابی (نام نہاد) اہل حدیث (مفرقوں) نے تبدیلیاں کیں، بلکہ کئی کتابیں گمراہ کران کے نام سے منسوب کر دی گئیں۔ یہ کتابیں شاہ ولی محدث دہلوی کے ۷ سال کے بعد شائع ہو کر منظر عام پر آئیں۔ ۱۵۔ اسی طرح کی تحریقات ان کے صاحب زادے شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۳۸ھ) کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ ان کی تصنیف تصحیفہ الشاہ عشرہ ان کی زندگی میں ہی تبدیل کر دی گئی تھی) ۱۶۔

کتابوں میں یہ پھیر، تبدیلیوں اور تحریقات کی کئی وجوہات ہیں۔ مثلاً امام الاشعری علیہ الرحمہ کی کتاب الابانۃ اور شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی کتاب غلیۃ الطالبین میں ان لوگوں نے تحریف کی جو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بغض رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی تجسیم کے قائل تھے۔ ان کتابوں میں تحریقات کا یہ دیگر کتب کے مطالعے سے بھی واضح ہوتا ہے۔ مثلاً امام لہستانی علیہ الرحمہ (متوفی ۴۵۸ھ) لکھتے ہیں:

”امام الاشعری اسلاف کے اماموں جیسے امام ابوحنیفہ اور امام سفیان ثوری کی حمایت کیا کرتے تھے۔“ ۱۸۔

ان باتوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ الابانۃ میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف جو کچھ لکھا ہے، وہ بعد کی تحریف ہے۔ جس کا امام اشعری سے کوئی تعلق نہیں۔

اسی طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اصل تصنیف شدہ کتابوں میں جو

۱۵۔ تفصیل کے لیے دیکھیے شاہ ولی اللہ اور ان کا نانا خاندان صفحہ ۵۶ از مولانا عظیم محمود احمد بریلوی۔ ... شاہ ولی اللہ صاحب کے عقائد اور نظریات جاننے کے لیے القول اعلیٰ از شاہ شامی پبلیٹی مع پیش لفظ از شاہ ابوالحسن زید فاروقی۔ طبع خانقاہ کاکورہ۔ کاکورہ کی کامطالعہ کریں۔

۱۶۔ حوالہ مذکورہ بالا صفحہ ۵۵

۱۷۔ اللہ تعالیٰ کو ختم مقام اور انسانی صفات سے منسوب کرنا۔

۱۸۔ رسالہ اہلِ امید عبداللہ از امام شعبہ

تحریریں ملتی ہیں وہ طرف کتابوں کے برعکس ہیں۔ ۱۹

ان تحریقات کے پاس پشتِ محرفین کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ غلط عقائد و نظریات کو بزرگانِ دین سے منسوب کر کے امتِ مسلمہ کو یہ تاثر دیا جائے کہ سادہ علماء و بزرگانِ دین بھی وہی عقائد و نظریات کے حامل تھے، جن پر آج وہ قائم ہیں۔

آسان لفظوں میں ان تحریقات کو مندرجہ ذیل اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(۱) مخطوطات میں تحریقات، جس میں مخطوطے میں ہی لفظوں میں حذف و اضافہ کر دیا جاتا ہے۔

(۲) فرضی کتابوں اور اقوال کو کسی مالم یا بزرگ کی طرف منسوب کرنا۔

(۳) کتابوں کے نئے مطبوعہ نسخوں میں حذف و اضافہ۔

(۴) مترجم کا ان عبارات کا ترجمہ قصداً چھوڑ دینا جو اس کے تنقید کے برعکس ہو۔

(۵) مترجم کا دورانِ ترجمہ ان عبارتوں کا اضافہ کرنا جس سے محسوس ہو کہ یہ عبارت اصل مصنف کی ہے۔

(۶) جان بوجھ کر غلط ترجمہ کرنا۔

(۷) حوالہ دیتے وقت بحث کے صرف ایک طرف پہلو کو پیش کرنا جس سے اپنے نظریے کو تقویت پہنچے۔

(۸) تحقیق مذہب اور تشریح کے کام پر مصنف کی عبارتوں کو اپنے من مانی طریقے سے پیش کرنا۔

تحریقات کی اس آخری قسم کے بانی آج کے دور کے اہل حدیث محقق ناصر الدین الالبانی (متوفی: ۱۴۲۰ھ) تھے، جنہوں نے ہر وہ حدیث جو ان کے خود ساختہ موقف کے خلاف تھی، اُس کو موضوع یا ضعیف قرار دیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے صحیحین کی بہت سی احادیث کو بھی ضعیف قرار دیا۔ ۲۰

۱۹ دیکھیے انھیں العارفین از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، اسپر پچول پبلی کیشن، دہلی

۲۰ ضعیف الجامع المصطبّر و زیادۃ از الالبانی، ج ۴، ص ۱۱۱، حدیث ۴۵۴۳

ناصر الدین الالبانی کے بعد اُن کی تحریف کی اس قسم کو اُن کے شاگردانِ انجام دے رہے ہیں اور ہر وہ حدیث جو اُن کے واپسی نظر سے کے خلاف ہو، اُس کو موضوع یا ضعیف قرار دے کر اپنی شائع کردہ کتابوں سے نکال رہے ہیں۔

آئیے اپنے دعوے کے اثبات میں ہم چند تحریفات کا ذکر اصل مضبوط کتاب کے عکس کے ساتھ ملاحظہ کریں۔



(۱) تفسیر النہر الماد میں تحریف

امام ابو حنیفہ (م ۵۴ھ) نے دو مشہور تفسیریں تحریر کی ہیں۔ ایک تفسیر آٹھ جلدوں پر مشتمل البحر المحیط ہے اور دوسری تفسیر دو جلدوں میں النہر الساد ہے۔ تفسیر النہر الساد میں سورہ بقرہ کی آیت ۲۵۵ کے تحت امام اندلسی لکھتے ہیں:

”احمد ابن تیمیہ جو کہ ہمارے ہم عصر ہیں، ان کی خود نوشت تحریر بنام کسب العرش ہماری نظر سے گزری۔ جس میں میں نے لکھا ہوا پایا کہ اللہ کرسی پر بیٹھا ہے اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے ساتھ بیٹھانے کے لیے جگہ خالی رکھی ہے۔ تاج محمد بن علی عبد الحق الباری نے یہاں پھسلا کر ابن تیمیہ سے یہ کتاب ماصل کی اور ہم نے اس عبارت کو اس میں پایا۔“ (النہر الماد، ابن اشاعت ۴۰۷ھ، مطبع دار البیان، بیروت، لبنان) ۱

ابن تیمیہ کی اس عبارت کا ذکر امام تقی الدین سبکی الشافعی نے اپنی کتاب السیف الصقل، ص ۶۵ میں بھی کیا ہے۔

حاجی خلیفہ (م ۱۰۲۷ھ) نے اپنی کتاب کشف الظنون میں بھی ابن تیمیہ کی اس کتاب اور عبارت کا ذکر کیا ہے۔ (کشف الظنون، ج ۲، ص ۵۹۱) ۲

۱۹۱۰ھ میں مشہور المعادۃ، مصر نے تفسیر البحر المحیط ۸ جلدوں میں شائع کی۔ جس کے حاشیے میں ۲ جلدوں والی تفسیر السیر الساد ساتھ ہی شامل کی گئی۔ اس نسخے میں امام اندلسی نے ابن تیمیہ کے متعلق جو عبارت لکھی تھی، اس کو حذف کر دیا گیا۔ ۱۴۱۱ھ کے شائع کردہ نسخے (دار احیاء التراث العربی، لبنان) میں بھی یہ تحریف پائی جاتی ہے۔ کس ملاحظہ کریں:

۱۔ ابن تیمیہ کے متعلق مزید معلومات کے لیے مطالعہ کریں۔ امام احمد ابن تیمیہ، ارکان کے ہم عصر علماء اسلام، شیخ ابو الحسن زید فاروقی، مجلس ہندی رحمۃ اللہ علیہ، ماہر شاہ ابوالخیر اکبر دیوبند، دہلی

۲۔ برصغیر میں ابن تیمیہ کا ہندو اثر جاننے کے لیے صدر الکافضل حامد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ کی کتاب التعمیم البیان فی رد فتوٰات الایمان ”پرگرامی قدر و کثرت و شاد عالم عاشق ملک کا حقیر کردہ مقدمہ“ ماہر شاہ فاروقی، الایمان، ۲۰۱۶ء مطاوعہ کریں۔ ص ۷۹، ابن اشاعت ۱۴۱۹ھ، ماہر شاہ نعیم، دہلی

الجزء الاول

من التفسير الكبير المسمى بالبحر المحييط

تأليف أوجسد الفقهاء المحققين قرعة الخاتمة والمفسرين أشهر الدين أبي عبد الله محمد بن يوسف بن علي بن يوسف بن الحسين الأصبهاني المعروف بالعسكاري
الجبلي في الشهر ربيع الثاني حيدان المتوفى في سنة ٦٤٤ هـ المتوفى
بالتاريخ سنة ٤٤٧ هـ ترجمة له ونحوه ذكره زبدة أعيان

وهي أمينة تفسيره أن جليلان له هذا التفسير من البحر في حيدان
مختصاً * وشأنهما كتاب الدر القوي من البحر المحييط لتأليف
حيدان الأمام شيخ الدين أبي محمد أحمد بن محمد بن محمد بن محمد
بن مسكنوم القيسي الحنفي المتوفى المتوفى سنة ٦٨٢ هـ
المتوفى سنة ٧٤٩ هـ * معجم ولا اله من الدر المحيطة مصر
سبيله وسبيل الدر القوي كعبه ول

الطبعة الثانية

١٤١١ هـ - ١٩٩٠ م

جميع الحقوق محفوظة

دار الإفتاء العراقية

بغداد - العراق

﴿ بهيما بهيما ﴾

عليه السلام ﴿ صير الخلق
عالمهم بآدم الخلق من
من يقتل لحيه الصمير
جميع من يقتل وهو عالم
على من يقتل من الأبياء
واللائكة من أمة الله
من الذي قال إن محمداً
مدين إليهم أمراً أتوا
وأخضعوا أمر الدين الذي
يظهر أن هذا كائن من
أخاطة عليه تعالى صائر
الخلق من جميع المخلوقات
بأنهم من جميع حيوانه
﴿ ولا يخطئون مثني من
الخلق ﴾ أي من المخلوقات
منه من لا يخطئ ﴿ لا ﴾
شأنه أن يخطئ به من
المخلوقات وقرئ ﴿ ومع
مضارعاً كسر السين
وسكونها فتصغر معنى ﴾

﴿ ومع كسر السين ﴾

﴿ ومع كسر السين ﴾

﴿ ومع كسر السين ﴾

﴿ ومع كسر السين ﴾

﴿ ومع كسر السين ﴾

﴿ ومع كسر السين ﴾

﴿ ومع كسر السين ﴾

﴿ ومع كسر السين ﴾

﴿ ومع كسر السين ﴾

﴿ ومع كسر السين ﴾

﴿ ومع كسر السين ﴾

﴿ ومع كسر السين ﴾

﴿ ومع كسر السين ﴾

﴿ ومع كسر السين ﴾

﴿ ومع كسر السين ﴾

عليه السلام ﴿ صير الخلق من
عالمهم بآدم الخلق من
من يقتل لحيه الصمير
جميع من يقتل وهو عالم
على من يقتل من الأبياء
واللائكة من أمة الله
من الذي قال إن محمداً
مدين إليهم أمراً أتوا
وأخضعوا أمر الدين الذي
يظهر أن هذا كائن من
أخاطة عليه تعالى صائر
الخلق من جميع المخلوقات
بأنهم من جميع حيوانه
﴿ ولا يخطئون مثني من
الخلق ﴾ أي من المخلوقات
منه من لا يخطئ ﴿ لا ﴾
شأنه أن يخطئ به من
المخلوقات وقرئ ﴿ ومع
مضارعاً كسر السين
وسكونها فتصغر معنى ﴾

قد علم القديس بولس القديس • أن أبا الصليبي أولي

في بيت المقدس القديس الكرسي

مَعْمَدُ الطَّبَاعَةِ وَالنَّشْرِ وَالتَّوْزِيعِ

دَلَارُ الْجُمْهُانِ مَوْسَمَةُ الْكُتُبِ الْإِثْقَانِيَّةِ

الطَّبْعَةُ الْأُولَى

١٤٠٧ هـ - ١٩٨٧ م



مَوْسَمَةُ الْكُتُبِ الْإِثْقَانِيَّةِ
طَبَاعَةٌ، نَشْرٌ، تَوْزِيعٌ

هاتف: ٣٦٥٧٥٩

ع.ب. ٥٧٨٥

بيروت، لبنان

بصرفاً: الكسكو



دَلَارُ الْجُمْهُانِ

لِلطَّبَاعَةِ وَالنَّشْرِ وَالتَّوْزِيعِ

ض.م.م. بيروت - لبنان

ع.ب. ٥٩٦٩

هاتف ٣٤٨٧٥٢

TEL: 365759 & 348752

دقيق ولا حليل عبر بذلك عن العفلة لأنه سبها . أولاً تحلة الآفات ولا تعذلت المذهلة عن حفظ المخلوقات .

﴿ له ما في السموات وما في الأرض ﴾ ما تشمل كل موجود وللام شمس ﴿ من ذا الذي يشفع عنده إلا بإذنه ﴾ تقدم إعراب من ذا الذي في قوله من ذا الذي يقرض الله وهو استغنيهم في معنى الشفي ، ولذلك دخلت الا وتلت هذه الجملة على وجود التسفاعة .

﴿ يعلم ما بين أيديهم وما خلفهم ﴾ ضمير الجمع عائد على ما وجه حتى غلب من يمثل لجميع الصمير جمع من يمثل وهو عائد على من يعقل من الأنبياء والملائكة مراعاة لقوله : من ذا الذي . قال ابن عباس : ما بين أيديهم أمر الآخرة ، وما خلفهم أمر الدنيا . والذين يظهر أن هذا كناية عن إحاطة علمه بمرسائر المخلوقات من جميع الجهات . وكفي مهاتين الجهتين عن سائر الجهات لأحوال المعلومات والإحاطة تقتضي الحشوف بالشيء من جميع جهاته .

﴿ ولا يحيطون بشيء من علمه ﴾ أي من معلومه . لأن علمه تعين لا يتبعض .

﴿ إلا بما شاء ﴾ أن يعلمهم به من المعلومات . وقرئ : وسخ معلوماً ماضياً يكرر السين وسكونها تخفيفاً .

ورقئ : ﴿ وسع كرميه السموات والأرض ﴾ برفعها . والكرمي : حسم عظيم يسع السموات والأرض . واختار التفكك أن المقصود تصوير عظمتها وتقديره حاطب الخلق في تعريف ذاته بما اعتلوه في ملوكهم وعظمتائهم وانتهى . وفي الحديث : ما السماوات السبع في الكرمي إلا كدراهم مبيعة الثبت في ترس . وفي الحديث أيضاً : ما الكرمي في العرش إلا كحلقة من حديد الثبت في قلاة من الأرض .

﴿ قرأت في كتاب لأحد بن تيمية هذا الذي عاصرنا وهو بخطه سماه كتاب العرش : إن الله تعالى يجلس على الكرمي وقد أنزل منه مكاناً يقعد فيه معه رسول الله ﷺ تحل عليه الناج محمد بن علي بن عبد الحق البارباري وكان أظهر أنه داعية له حتى أخذه منه وفرأنا ذلك فيه ﴾ (١) .

(۲) ”تفسیر ابن کثیر“ انگریزی نسخے میں تحریف

غیر مہملہ ناشر دارالسلام، ریاض نے حال ہی میں ”تفسیر ابن کثیر“ کا دسواں جلدوں میں مختص نسخہ شائع کیا ہے۔ اس نسخے میں غیر مہملہ میں نے ترجمہ کرتے وقت بعض عبارتوں کا نہ صرف لفظ ترجمہ کیا ہے، بلکہ کچھ عبارتوں کا ترجمہ ہی نہیں کیا۔ انگریزی پڑھنے والے قارئین کو اس بات کا کبھی علم ہی نہیں ہو سکے گا کہ اصل ”تفسیر ابن کثیر“ میں کیا عبارت موجود ہے۔

یہاں پر ہم اپنے دعوے کے ثبوت میں اسی دو تحریفات پیش کر رہے ہیں:

(الف) امام ابن کثیر سورہ الاعراف، آیت ۵۴ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”و اما قوله تعالى: (ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ) فَلِلنَّاسِ فِي هَذَا الْمَقَامِ مَسْأَلَاتٌ كَثِيرَةٌ جَدَا لَبَسَ هَذَا مَوْضِعٌ بَسْطُهَا، وَاِنَّمَا نَسْلُكُ فِي هَذَا الْمَقَامِ مَذْهَبَ السَّلَفِ الصَّالِحِ مَالِكٍ وَالْأَوْزَاعِيِّ وَالنُّوْرِيِّ وَاللَّبْثِيِّ بْنِ سَعْدٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ إِسْحَاقَ بْنِ رَاهُوِيَهْ وَغَيْرَهُمْ مِنْ أئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ قَدِيمًا وَحَدِيثًا، وَهُوَ أَمْرٌ رَاسَخٌ كَسَاءَاتٍ مِنْ غَيْرِ تَكْثِيفٍ وَلَا تَشْبِيهِ وَلَا تَعْطِيلٍ، وَالظَّاهِرُ الْمُنْبَادِرُ إِلَى أَذْهَانِ الْمُتَشَبِّهِينَ مَضَىٰ عَنِ اللَّهِ، لَا يَشْبِيهِ شَيْءٌ مِنْ خَلْقِهِ وَلَيْسَ كَمَثَلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ۔“

ترجمہ: ”ہم اس بارے میں صرف سلف صالحین کا مسلک اختیار کرتے ہیں یعنی مالک، اوزاعی، ثوری، لیث بن سعد، شافعی، احمد، اسحاق بن راہویہ غیر ہم اور نئے پرانے ائمہ مسلمین اور وہ مسلک یہ ہے کہ اس پر یقین کر لیا جائے کہ بغیر کسی کیفیت و تشبیہ کے اور بغیر اس فوری خیال کی طرف ذہن لے جانے کے کہ جس سے تشبیہ کا عقیدہ ذہن میں آتا ہے۔ اور جو صفات خدا سے بعید ہے۔ غرض جو کچھ خدا نے فرمایا ہے بغیر اس پر

کچھ خیال آرائی اور شہ کرنے کے تسلیم کر لیا جائے اور چوں وجہ میں نہ پڑیں کیوں کہ اللہ پاک کسی شے کے مشابہ اور مماثل نہیں ہے۔ وہ سچ اور بصیر ہے۔“

انگریزی ترجمے میں مذکورہ بالا عبارت سے ان الفاظ کو حذف کر لیا گیا ہے جس سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے جسمانیہ کی نفی ہوتی ہے۔ واضح ہو کہ غیر مقلدین ”مجسم“ عقیدہ کے تامل میں جس کے مطابق وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو مقام اور جسم سے پاک نہیں سمجھتے۔ (تفسیر لائن کثیر انگریزی کی اصل عبارت کے لیے راقم الحروف کی کتاب "Fabrications" کا مطالعہ کریں۔)

(ب): امام ابن کثیر نے سورہ نساء آیت ۶۴ کے تحت بھی کاشیہ و واقعہ ذکر کیا ہے۔ سابقہ صفحات میں جس کا بیان گزر چکا ہے۔ انگریزی ترجمے میں اس واقعے کو سرے سے ہی حذف کر دیا گیا۔

☆☆☆

(۳) تفسیر روح البیان میں تحریف

امام اسماعیل حتیٰ نقیص ہندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۷۷ھ) اپنی تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں:
 ”ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا، اے
 جبرائیل تمہاری عمر کتنی ہے؟ جبرائیل نے عرض کیا، حضور اتنا جانتا ہوں کہ چوتھے جناب میں
 ایک نورانی نارہ، قرمز ریز برس کے بعد چمکتا تھا اور میں نے اسے بہتر ریزار مرتبہ دیکھا ہے۔
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وعزہ فی انا ذالک الکواکب، یعنی میرے رب کی عزت
 کی قسم میں ہی وہ نورانی نارہ ہوں۔“ (تفسیر روح البیان، ج ۱، ص ۶۷۴)

حال ہی میں شیخ محمد علی الصابونی کی تحقیق کے مطابق تفسیر روح البیان کا ناسخہ
 وارا القلم، سعودی عرب نے شائع کیا ہے۔ جس میں شیخ صابونی نے تفسیر کے دیباچے میں اس
 بات کو واضح کیا ہے کہ انہوں نے اس تحقیقی نسخے میں تصنیف اور موضوع رواہوں کو شامل نہیں
 کیا۔ یہ بات صحیح ہے کہ بہت سے محدثین نے مذکورہ روایات کو تحقیق کی کسوٹی پر پرکھ کر غیر
 مستند قرار دیا ہے۔ بہتر یہ ہونا کہ شیخ صابونی ان روایات کو حذف نہ کرتے، انہیں چاہیے تھا کہ
 حاشیے میں ان روایات پر محدثین کے اقوال پیش کرتے۔ اس سے آنے والی نسلوں کو امام
 اسماعیل حتیٰ علیہ الرحمہ کی اصل تفسیر و نظریات کا پتہ چلتا۔

امام اسماعیل حتیٰ آیت اللہ فوقہ ایدہم (سورۃ فتح آیت ۴۸) کے تحت امام
 واسطی کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ میرے نبی کی
 بشریت ماضی و اضافی ہے، حقیقی نہیں۔ (تفسیر روح البیان، ج ۴، ص ۵)..... شیخ
 صابونی نے یہ عبارت بھی نکال دی ہے۔

(۴) تفسیر صاوی میں تحریف

تفسیر جلالین ایک مشہور تفسیر ہے، جس کو جلال نامی دو شیوخ جلال الدین مصلیٰ (م ۸۶۴ھ) اور جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ نے مل کر مرتب کیا ہے۔ مشہور مالکی محقق امام احمد صاوی (م ۱۲۴۱ھ) نے اس تفسیر پر ایک حاشیہ تحریر فرمایا ہے۔ جو حاشیہ الصاوی علی الجلالین نام سے معروف ہے۔ امام صاوی المالکی سورہ فاطر، آیت ۶ کے تحت فرماتے ہیں:

”وقیل: هذه الآية نزلت في الخوارج الذين يحرفون تأويل الكتاب والسنة، ويستحلون بذلك دماء المسلمين وأموالهم، لما هو مشاهد الآن في نظائرهم وهم فرقة بأرض الحجاز يقال لهم الوهابية يحسبون أنهم على شيء ألا أنهم هم الكاذبون، استحوذ عليهم الشيطان، فأنساهم ذكر الله، أولئك حزب الشيطان، ألا إن حزب الشيطان هم الخاسرون.“

(حاشیہ الصاوی علی الجلالین، سورہ فاطر، آیت ۶)

۱۔ مطبوعہ باب النسخ، قمار، ج ۳، ص ۲۵۵، بن اشاعت ۱۹۳۰ء

۲۔ مکتبہ المشاد، کتب، قمار، ج ۳، ص ۳۰۷-۳۰۸، بن اشاعت ۱۹۳۷ء

۳۔ دارالاجیاء، التراث، ج ۳، ص ۳۰۷-۳۰۸، بن اشاعت ۱۹۷۰ء

ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ یہ آیت خوارج کے ظہور کی پیش گوئی کرتی ہے۔ ان خوارج نے قرآن و سنت کے معنی میں تبدیلی کی اور اس بنا پر مسلمانوں کی جان و مال کو حلال قرار دیا۔ اور انہی کے طرز عمل پر آج حجاز کا وہابی فرقہ عمل پیرا ہے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہیں لیکن درحقیقت یہ جھوٹے ہیں۔ شیطان ان پر قابض ہو چکا ہے اور انہیں اللہ کی یاد سے نافل

کر چکا ہے۔ یہ شیطان کے گروہ والے ہیں۔ اور درحقیقت نقصان والے ہیں۔
 امام صاوی المالکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۴۱ھ) ابن عبد الوہاب نجدی القشیری (م ۱۲۰۶ھ) کے ہم عصر تھے اور انھیں اس کی کارستانیوں کا خوب علم تھا۔ جیسا کہ مذکورہ بالا تفسیر کی عبارت سے واضح ہوتا ہے۔ چونکہ یہ عبارت وہابیوں کی مذمت اور ان کے باقی ابن عبد الوہاب نجدی کی تصدیق و تحسین کرتی ہے۔ اسی لیے ان وہابیوں نے جب تفسیر صاوی کا یا نسخہ شائع کیا تو مذکورہ عبارت سے نہ صرف ”وہابی“ لفظ کو حذف کر دیا بلکہ متعلقہ عبارت کو بھی تیسرے حذف کر دیا۔

وہابیوں کے منے منے کو دیکھنے کے لیے مطالعہ کریں:

(حاشیہ الصاوی علی الجلالین، ج ۳، ص ۳۰۷-۳۰۸، ناشر دار الفکر، بیروت)
 اگلے صفحات میں تاریخین اسل کتاب اور حرف منے کے نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆

بحال وشمسية
 العسل الميرة الحما وول
 على قسمة بر الحما وول

والي
 حلاوة الحما وول الحما وول
 الحما وول الحما وول
 الحما وول الحما وول
 الحما وول الحما وول

دار السكك الحما وول

١ ونزل في أبي جهل وغيره. ﴿الَّذِينَ إِذَا لَمْ يَدْعُوا بِهِمُ بِالْقَوِيَّةِ﴾ بالقوة ﴿وَقَرَّبُوا حَسْبًا﴾ فمن مبتدأ خبره: كمن هداه الله؟ لا، دل عليه ﴿إِنَّ اللَّهَ يُبْدِلُ مَنْ يُشَاءُ وَهُوَ سَرِيعٌ﴾ ﴿لَا تَلْعَبُ﴾ تَسْلُكُ عَتِيمٌ ﴿على العزيز لهم﴾ عَزِيزٌ ﴿بِاقتناعك أن لا يؤمنوا﴾ ﴿إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَسْتَعْتَبُونَ﴾ فيحاربهم عليه.

٢ ﴿وَأَنَّكَ أَكْبَرُ كُلِّ أَكْبَرٍ﴾ وفي قراءة: «الريح» ﴿فَتُحْبَرُ سَكَبًا﴾ المضارع لحكاية الحال العاقبة، أي ترجمه ﴿فَتَلْقَتْهُ﴾ فيه الضغف من الغيبة ﴿إِنَّ يَكُونُ جُنُودًا﴾ بالشفيد والتخفيف لا نبات بها ﴿فَتُحْبَرُ﴾ أي البعث من البلد ﴿بِمَدِّ مَرِيحٍ﴾ يبسه، أي أنبتا به الزرع والكلأ ﴿كَذَلِكَ نُفَصِّلُ﴾ أي البعث

الزمان إلى آخره، فله السفرة والأجر الكبير. قوله: «نزل في أبي جهل وغيره» أي من مشركي مكة، كالعاص بن وائل، والأسود بن المغيرة، وعقبة بن أبي معيط وأضرابهم، ووقد حلما القول كانت منها: «ليس عليك مدعلم». ومنها: «ولا يحزنك الذين يسلمون في الكفر». ومنها: «فلعلك باعع نفسك على آلهم إن لم يؤمنوا بهذا الحديث أسفا» وغير ذلك. فني هذه الآيات تسلية له ﷺ على كفر قومه، وقيل: هذه الآية نزلت في الخوارج الذين يحارون تأويل الكتاب والسنة، ويستعملون بذلك عداء المسلمين وأموالهم، لما مر من شاهد الآن في تطارعهم وهم فرقة بأرض الحجاز يقال لهم الوهابية يحسون أنهم على شيء، ألا إنهم هم الكافرين، استعوز عليهم الشيطان، فأسلم ذكر الله، وأهلك حزب الشيطان، ألا إن حزب الشيطان هم الحاسرون، نسأل الله الكريم أن يقطع دابرهم. وقيل: نزلت في اليهود والنصارى. وقيل: نزلت في الشيطان، حيث زين له أنه العاهد النقي، وكذب العاصي، فغالف ربه لاعتقاده أنه على شيء.

﴿يَتَكُونُوا مِنْ أَمْشَقِ النَّبِيِّ﴾ النار الشديد ﴿الَّذِينَ كَفَرُوا بِكُمْ مَذَاتٌ شَدِيدٌ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَتِلْكَ الْأَمْشَقُ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ﴾ هذا بيان ما لواضعي الشيطان وما لخالفيه. ونزل في أبي جهل وغيره ﴿أَمِنْ قُرَيْشٍ لُفُوسُهُمْ يَمْلِكُونَ﴾ بالنسبة ﴿فَرَفَعَهُمْ﴾ من مبتدا خبره كمن هداه الله لا. دل عليه ﴿فَإِنَّ اللَّهَ يُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِهِ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ فَلَا تَغْلِبْكَ تَفَكُّهُمُ﴾ على المزين لهم ﴿حَزَنٍ﴾ يا غياضكم أن لا يؤمنوا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْتُمْ﴾ فيجاءهم عليه ﴿وَأَنَّ الْآيَةَ لَأَتِيَنَّكُمْ أَلَمْ يَكُنْ﴾ وفي قراءة الريح ﴿فَتُفْثِرُ سَحَابًا﴾ المضارع لحكاية الحال الماضية أي ترعجه ﴿تَسْتَفْتِي﴾ فيه التفتت عن الغيبة ﴿إِنَّ يَكُونُ قَرْنًا﴾ بالشديد والتخفيف لا نيات بها ﴿وَأَعْيَنَّا بِهِ﴾

قوله: ﴿وَأَنَا يَفْعُو جُرْأَةً﴾ إلخ بيان لوجه عدائته وتخليص من طاعته. قوله: (معلم) أي قوله: ﴿الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ إلى آخره. والمعنى من كفر من أول الزمان إلى آخره. فله المذاب الشديد. ومن آمن من أول الزمان إلى آخره. فله المغفرة والأجر الكبير. قوله: (ونزل في أبي جهل وغيره) أي من مشركي مكة، كالعاصم بن وائل، والأسود بن الظبية، وعقبة من أبي معيط وأضرابه، ويولد هذا القول آيات منها: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ عِدَاهُمْ﴾. ومنها: ﴿وَلَا يَمْنُوكَ الَّذِينَ يُدَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ﴾. ومنها: ﴿فَعَلَمَكَ بِأَنْعَمَ نَعَمَكَ عَلَى أَتْرَابِهِمْ إِنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ بهذا الحديث أسفاً وغير ذلك. ففي هذه الآيات نفاية له ﷺ على كفر قومه. وقيل: هذه الآية نزلت في الخوارج الذين يفرقون بتويل الكتاب والسنة. ويستعملون بذلك دعاء المسلمين وأمرهم باستحرة عليهم الشيطان. فلتأثم ذكر الله. فلو كان حزب الشيطان. ألا إن حزب الشيطان هم الخاسرون. فقال الله الكريم أن يقطع دابرهم. وقيل: نزلت في اليهود والنصارى. وقيل: نزلت في الشيطان. حيث زين له أنه العابد النقي. وأثم المعاصي. فخالف به لا اعتداه أنه على كل شيء.

تم حذف عبارة: (لا هو مشاهد الآن في نظرهم) وهم أربعة فافهموا بها المعاني. (البحر) ١١
قوله: ﴿وَأَمَّا الَّذِينَ لَا هُودَ غَيْبٌ﴾ أي زين له الشيطان ونسب الأمانة عليه السلام. فظهر من إضافة الصفة للموصوف. قوله: (بالنسبة) أي التصيين ظاهرًا بأن غلب وهم على عقله. فرأى الحق باطلاً، والباطل حقاً. ولما من هداه الله. فقد رأى الحق حقاً فاتبه. ورأى الباطل باطلاً فاجتنبه. قوله: (ولم تشار بذلك إلى أن الاستهزاء الكفار). قوله: (دل عليه) أي على تقدير الخبر. والمعنى حذف الخبر دلالة قوله: ﴿وَأَنَّ اللَّهَ يُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِهِ﴾ إلخ عليه. وفي هذه الآية رد على المعتزلة الذين يزعمون أن العبد يخلق أعمال نفسه. فلو كان كذلك. ما أسند الاضلال والهدى له تعالى.

قوله: ﴿فَلَا تَغْلِبْكَ تَفَكُّهُمُ﴾ عامة الفراء على صبح الثبات والماء. ووقع نفس على التأهلية. ويكون للمعنى: لا تتعاط أسباب ذلك. وفري شذوذاً بضم التاء وكسر الماء. و ﴿تَفَكُّهُمُ﴾ مقول به. ويكون للمعنى: لا يهلكها على عدم إيمانهم. قوله: ﴿خُسْرَانًا﴾ مفعول لأجله. جمع خسرة. وهي شدة التلهف على الشيء. الثالث. قوله: (فيجاءهم عليه) أي إن خبراً فخير. وإن شراً فشر. قوله: (ولي قراءة الريح) أي وهي سحبة أيضاً. قوله: (لحكاية الحال الماضية) أي استحضرنا تلك الصورة المعينة التي تدل على كمال قدرته تعالى. قوله: (أي ترعجه) أي تحركه وتثيره. قوله: (فيه التفتت عن الغيبة) أي

(۵) سنن ترمذی کے انگریزی ترجمے میں تحریف

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۷۹ھ) اپنی سنن میں نقل کرتے ہیں:

”فقد بن عبد الملک بن ابی شوابہ روایت کرتے ہیں کہ یحییٰ ابن عمرو بن ملک الکفری جو روایت کرتے ہیں اپنے والد سے، جنہوں نے روایت کی ابی الجوزاء جو وہ روایت کرتے ہیں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی نے ایک دفعہ اٹھانے میں ایک قبر کے پورے خیمہ لگا دیا۔ اُس شخص نے قبر کے اندر سے سورہ ملک کی مکمل تلاوت کرنے کی آواز سنی۔ اُس شخص نے نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کیا۔ حضور مہی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”یہ نجات ہے، یہ قبر کے عذاب سے نجات دلاتی ہے۔“ (سنن ترمذی، باب فضائل قرآن، زیر عنوان باب فضائل سورہ ملک)

اس حدیث سے فوت شدہ شخص کا قبر میں تلاوت قرآن کرنا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ باطنی دھرم کے مطابق انسان مرنے کے بعد مٹی میں مل جاتا ہے، اور وہ مرنے کے بعد تلاوت یا دیگر کوئی کام نہیں کر سکتا، اسی لیے وہ باطنی ناشر دار السلام ریاض نے جب سنن ترمذی کا انگریزی ترجمہ شائع کیا تو اُس میں اس حدیث کے ترجمے کے تحت یہ تحریف کر دی گئی کہ سورہ ملک کی تلاوت خیمہ لگانے والے صحابی نے کی، صاحب قبر نے نہیں کی۔ (سنن ترمذی، انگریزی)، باب فضائل قرآن، باب ۹، حدیث ۲۸۹۰، دارالاسلام، عودی عرب)

تاریخ توجہ فرمائیں کہ باہیوں نے کتاب شائع کرتے وقت حدیث کی عربی عبارت تو باطل صحیح کبھی لیسین انگریزی ترجمے میں تحریف کرتے ہوئے اپنے باطل عقیدے کو فروغ دیا ہے۔ اب صرف ان تحریف شدہ انگریزی کتابیں پڑھ کر علمائے اہل سنت سے بحث کرنے

والے ان غیر مقلدین کو بہاؤ کون سمجھانے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟

shall be forgiven." (DoV)

[Abū 'Eisā said:] This *Hadīth* [is *Gharīb*] we do not know of it except through this route. Hishām Abū Al-Miqdām was graded weak, and Al-Ḥasan did not hear from Abū Hurairah. This is what Ayyūb, Ya'qub bin 'Ubaid and 'Alī bin Zaid said.

تخريج [إسناده ضعيف جداً] وأخرجه أبو يعلى، ج ٦٢٢١، ٦٢٢٢ من حديث هشام بن عبد الله بن المقدم • هشام أبو المقدم مروي (تقريب) وله شاهد ضعيف عند الطبراني: ٢١٦/٨، ج ٨٠٦٦. بالنظر من قرأ سم الدعاء في ليلة الجمعة أو يوم جمعة، من الله له بيت في الجنة في فضل من خير صعب.

Chapter 9. What Has Been Related About [The Virtue Of] *Sūrat Al-Mulk*

2890. Ibn 'Abbās narrated: "One of the Companions of the Prophet ﷺ put up a tent upon a grave without knowing that it was a grave. When he realized that it was a person's grave, he recited *Sūrat Al-Mulk* until its completion. Then he went to the Prophet ﷺ and said: 'O Messenger of Allāh ﷺ [Indeed] I erected my tent without realizing that it was upon a grave. So when I realized there was a person in it I recited *Sūrat Al-Mulk* until its completion.' So the Prophet ﷺ said: 'It is a prevention, it is a salvation delivering from the punishment of the grave.'" (DoV)

[Abū 'Eisā said:] This *Hadīth* is [Ḥasan] *Gharīb* from this route, and there is something on this topic from Abū Hurairah.

تخريج [إسناده ضعيف] وأخرجه الطبراني في الكبير: ١٢/١٧٦، ج ١٢٨٠ من حديث

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ قَرَأَ حَمْدَ الدُّعَاءِ فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ غُفِرَ لَهُ

[قَالَ أَبُو جَبْرِ:] هَذَا خَبِيرٌ [غَرِيبٌ] لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الزَّوْجِ. وَهَشَامُ أَبُو الْمِقْدَامِ يُضَعِّفُهُ. وَهَذَا يَنْسَعُ النَّسَبُ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَكُنَّا، قَالَ أَبُو بَرْزَاءٍ وَمِنْهُمْ مَنْ قَبِلَهُ وَخَلَّاهُ عَنْ زَيْدٍ.

تخريج [إسناده ضعيف جداً] وأخرجه أبو يعلى، ج ٦٢٢١، ٦٢٢٢ من حديث هشام بن عبد الله بن المقدم • هشام أبو المقدم مروي (تقريب) وله شاهد ضعيف عند الطبراني: ٢١٦/٨، ج ٨٠٦٦. بالنظر من قرأ سم الدعاء في ليلة الجمعة أو يوم جمعة، من الله له بيت في الجنة في فضل من خير صعب.

(المجموع ٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي [فَضْلِ] سُورَةِ الْمُلْكِ (التلعة ٩)

٢٨٩٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَّازِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الْخُوَزَاءِ، عَنْ أَبِي عَاسِمٍ قَالَ: ضُرْتُ بَعْضَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ جِيَادَةً عَلَى قَبْرِ زَوْجٍ لَا يَتَحَسَّبُ أَنَّهُ قَبْرُهُ قَوْلًا فِيهِ قَوْلٌ إِنْسَانِيًّا يَقْرَأُ سُورَةَ الْمُلْكِ حِينَ خُشِعَتْهَا، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي ضُرْتُ جِيَادِي وَإِنِّي لَا أَتَحَسَّبُ أَنَّهُ قَبْرُهُ فَإِنِّي [أَبُو] إِنْسَانٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْمُلْكِ حِينَ خُشِعَتْهَا. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مِنْ النَّافِعَةِ، هِيَ الْمُنْجِيَةُ لِنَجِيٍّ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ».

[قَالَ أَبُو جَبْرِ:] هَذَا خَبِيرٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الزَّوْجِ وَهِيَ الْمَاءُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

(۶) سُنن نسائی میں تحریف

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۰۳ھ) اپنی سُنن میں تحریر فرماتے ہیں:

”أخبرنا محمد بن المنصور، حدثنا ابن أبي عمير عن (شعبة) عن قتادة عن نصر بن عاصم عن مالك بن الحويرث وأنه رأى السبي عليه السلام رفع يديه في صلاته، وإذا ركع، وإذا رفع رأسه من الركوع، وإذا سجد، وإذا رفع رأسه من السجود، حتى يحاذي بهما فروع أذنيه - (سُنة النسائي، ص ۵۵۲، باب رفع يدين للعبادة، وإبراهيم، لبنان)

ترجمہ: امام نسائی نقل فرماتے ہیں محمد بن شعیب سے، جنہوں نے روایت کی ابن ابی عمیر سے، جنہوں نے روایت کی (شعبة) سے، جنہوں نے روایت کی قتادہ سے، جو روایت کرتے ہیں نصر بن عاصم سے، جنہوں نے روایت کی مالک بن حویرث سے، جنہوں نے کہا: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا، نیز آپ نے رکوع کرتے وقت، رکوع سے سر اٹھاتے اور سجدے فرماتے وقت اور سر اٹھاتے وقت کانوں کی نوک تک اپنے ہاتھ اٹھائے۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سجدوں کے درمیان بھی رُفَعِ یَدَینِ (ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا) کرتے تھے۔ اس حدیث کے مطابق رُفَعِ یَدَینِ نہ صرف نماز میں قیام و رکوع کے بعد بلکہ دو سجدوں کے درمیان بھی کرنا چاہیے۔ جبکہ خود کو اہل حدیث کہلانے والے اس حدیث کی پیروی نہیں کرتے۔

یہ حدیث متن اور اسناد کے اعتبار سے صحیح ہے۔

چونکہ یہ حدیث غیر مقلدین کے عمل کی مخالفت ہے، اسی لیے اس حدیث کو ضعیف قرار

دینے کے لیے انہوں نے اس حدیث کی اسناد میں تحریف کر دی۔

۱۰۸۸ھ کو کہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ (مستند) ہیں۔ غیر مقلدین کے ادارے دارالاسلام (جس کی شاخیں دنیا کے تمام ملکوں میں پائی جاتی ہیں) نے حال ہی میں حدیث کی چھ کتابوں (صحاح ج۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶) کو یکجا کر کے الکتاب الستہ کے نام سے شائع کیا ہے۔

اس نسخے میں سنن نسائی کی مذکورہ بالا حدیث میں تحریف کر دی اور حدیث کے اسناد میں ۱۰۸۸ھ کا نام بدل کر سعید کر دیا۔ کیونکہ سعید ایک ضعیف راوی ہیں اور اس وجہ سے یہ حدیث اب ضعیف کہلائے گی۔ (الکتاب الستہ، سنن النسائی، ص ۲۵۱، حدیث ۱۰۸۹، دارالاسلام، پاکستان)

یہ تحریف سرانجام دے کر غیر مقلدین نے اس حدیث پر عمل نہ کرنے کا مقول حل تلاش کر لیا۔ کیونکہ اب وہ اس حدیث کو ضعیف قرار دے کر اس پر عمل نہ کرنے کی دلیل پیش کر سکتے ہیں۔

یہ ہے ان نام نہاد ہادیل حدیث کا بیچ چہرہ۔ حدیث پر عمل کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن جو احادیث ان کے موقف سے ٹکراتی ہیں، اُس میں تحریف کر دیتے ہیں اور اُمت میں انتشار و خلفشار پھیلاتے ہیں۔

☆☆☆

سُنَنِ النَّسَائِي

بشرح الحافظ جلال الدين السيوطي
ت: ٩١١ هـ

وحاشية الإمام السنيدي
ت: ١١٣٨ هـ

الجزء الأول

مقدمة ورفعة ووضع نهضة
مكتبة تحقيق التراث الإسلامي

دار المعرفة
مطبعة بيروت - لبنان

(٣٦) باب رفع اليدين للسجود

١٠٨٤ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قُتَيْبَةَ، عَنْ نَاصِرِ بْنِ

خَاصِرٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، أَنََّّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي صَلَاتِهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَإِذَا سَجَدَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ^(١) حَتَّى يَخْبُطَ بَيْنَهُمَا فُرُوعَ أَشْجَلَةٍ.

١٠٨٥ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا سَجْدَةُ عَنْ قُتَيْبَةَ، عَنْ نَاصِرِ بْنِ خَاصِرٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، أَنََّّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ يَذُوقُ فَلَذَّكَ مِثْلَهُ.

١٠٨٦ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قُتَيْبَةَ، عَنْ نَاصِرِ بْنِ خَاصِرٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَعَلَ فِي الصَّلَاةِ - فَلَا يَخْرُجُ تَحْتَهُ وَزَادَ فِيهِ - وَإِذَا رَفَعَ قَعَلَ بِمِثْلِ ذَلِكَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ قَعَلَ بِمِثْلِ ذَلِكَ ١.

١٠٨٤ - أخرجه عنه قتائبي. والحدث عنه: مسلم في الصلاة، باب استحباب رفع اليدين عند السجود مع كثرة الإحرام والركوع وفي الركوع وإن لا يملك إذا وقع من السجود (الحدث ٢٤ و ٢٦)، وفي داره في الصلاة، باب من ذكر أنه يرفع يديه إذا كان من التثنية والحدث ٧١٥). والشافعي في الاختيار، رفع اليدين سواء الأيمن (الحدث ٨٧٩ و ٨٨٠)، ورفع اليدين للركوع حقاً فروع الأيمن (الحدث ١٠٢٣) وفي الطه، باب رفع اليدين عند فروع الأيمن عند الركوع من الركوع (الحدث ١٠٥٥). وباب رفع اليدين للسجود (الحدث ١٠٨٥ و ١٠٨٦). وابن ماجة في نشأة الصلاة والسنة قبلها، باب رفع اليدين إذا وقع وإذا وقع رأسه من الركوع (٨٥٩). تحفة الأشراف (١١١٨٤).

١٠٨٥ - تقدم في الطه، باب رفع اليدين للسجود (الحدث ١٠٨٤).

١٠٨٦ - تقدم في الطه، باب رفع اليدين للسجود (الحدث ١٠٨٤).

صوفي ١٠٨٤ و ١٠٨٥ و ١٠٨٦ - ١٠٨٤ و ١٠٨٥ و ١٠٨٦ -

صوفي ١٠٨٤ و ١٠٨٥ و ١٠٨٦ - ١٠٨٤ و ١٠٨٥ و ١٠٨٦ -

(١) في إحدى نسخ الطهية - ومن سجد

(٢) في نسخة الطهية - (أنه رأى) بدلاً من (أخبر).

الكبرى النبوية

صحيح مسلم

صحيح البخاري

جامع الترمذي

سنن أبي داود

سنن أبي حنيفة

سنن النسائي

طبعة مصححة وفريدة وغنية حسب المعيار ٨٤١ من وثيقة الأمانة
وأحد من أسجع النسخ ومبيلة نفوس من الزاجر لأصول
وأطراف الأحاديث والآثار من قبل بعض علماء

بإشراف ومراجعة

عبد العزيز بن محمد بن إبراهيم آل الشيخ

حفظه الله

١٣ - بَابُ لَعْنِ الْمُنَافِقِينَ فِي الْقُبُورِ (المجموع ١٦)

١٠٩٧ - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا جَدُّنَا فِي حَدِيثِهِ مَعَهُ

أَنَّ جَدَّاهُ مِنْ أَسَدٍ تَصَوَّبَ فِيهِ حَسَنٌ بَعْدَ مَوْتِهِ

فَصَحَّ مِنْ بَوْلِهِ لِأَخِيهِ وَهُوَ أَهْلُهُمَا فِيهِ فَلَمَّا دَفَنَاهُ

مَاتَ مِنْ شَيْءٍ فَدُفِنَ مَعَهُ وَهُوَ فِي الْقَبْرِ لَمْ يَزَلْ

يُحَدِّثُهُ مِنْهُ فَدُفِنَ مَعَهُ (المجموع ١٦)

(المجموع ١٦) فَوَلَّى الْقُبُورِ (المجموع ١٦)

١٠٩٨ - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا جَدُّنَا فِي حَدِيثِهِ مَعَهُ

أَنَّ جَدَّاهُ مِنْ أَسَدٍ تَصَوَّبَ فِيهِ حَسَنٌ بَعْدَ مَوْتِهِ

فَصَحَّ مِنْ بَوْلِهِ لِأَخِيهِ وَهُوَ أَهْلُهُمَا فِيهِ فَلَمَّا دَفَنَاهُ

مَاتَ مِنْ شَيْءٍ فَدُفِنَ مَعَهُ وَهُوَ فِي الْقَبْرِ لَمْ يَزَلْ

يُحَدِّثُهُ مِنْهُ فَدُفِنَ مَعَهُ (المجموع ١٦)

١٠٩٩ - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا جَدُّنَا فِي حَدِيثِهِ مَعَهُ

أَنَّ جَدَّاهُ مِنْ أَسَدٍ تَصَوَّبَ فِيهِ حَسَنٌ بَعْدَ مَوْتِهِ

فَصَحَّ مِنْ بَوْلِهِ لِأَخِيهِ وَهُوَ أَهْلُهُمَا فِيهِ فَلَمَّا دَفَنَاهُ

مَاتَ مِنْ شَيْءٍ فَدُفِنَ مَعَهُ وَهُوَ فِي الْقَبْرِ لَمْ يَزَلْ

يُحَدِّثُهُ مِنْهُ فَدُفِنَ مَعَهُ (المجموع ١٦)

(۷) ”مدارج النبوة“ میں تحریر

(الف) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۲ھ) لکھتے ہیں:

”وهو بكتل شقي عليم“ کا معنی یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شیوات ذات الہی و احکام صفات حق کے جاننے والے ہیں اور آپ نے جمیع علوم ظاہر و باطن اول و آخر کا اعاطف فرمایا ہے۔“ (مدارج النبوة (فارسی)، ج ۱، ص ۳، سن اشاعت ۱۲۸۰ھ، ناشر نول کشور، دہلی)

دیوبندی ناشر نے مدارج النبوة کا جو اردو ترجمہ شائع کیا ہے، اس میں مذکورہ بالا عبارت حذف کر دی ہے۔ (مدارج النبوة، ج ۱، ص ۲-۳، مترجمہ سعید الرحمن علوی، ناشر مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور)

(ب) شیخ عبدالحق مزید فرماتے ہیں:

”اول ما خلق الله نوري“ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سب سے پہلے نور محمدی ﷺ کی تخلیق کی۔ (مدارج النبوة (فارسی)، ج ۱، ص ۲، سن اشاعت ۱۲۸۰ھ، ناشر نول کشور، دہلی)

دیوبندی مترجم نے اپنے نسخے میں اس عبارت کو بھی حذف کر دیا۔ (مدارج النبوة، ج ۱، ص ۱۱ مترجمہ سعید الرحمن علوی، ناشر مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور) اور صفحہ ۱۱ پر اگر ترجمہ لکھا بھی ہے تو آگے بریکٹ میں (یعنی نور نبوت و ہدایت) کی قید لگا کر اپنے بحث باطن کے تحت یہ تاثر دیا ہے کہ آپ ﷺ نور مجسم نہیں، اور آپ کی اصل ذات نور نہیں۔ بلکہ آپ کا صرف ”و عطا ہدایت“ فرمانا ”نور“ ہے۔ حالانکہ نہ حدیث میں ایسی کوئی قید ہے، اور نہ شیخ محقق نے اس کا کوئی ذکر کیا ہے۔

(ج) شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ابوالمہلب کے اپنی لونڈی ثویبہ آزاد کرنے کی خوشی میں تحفہ عذاب کے واسطے پرشب و لادت میلا و شریف منانے والوں کی تحسین فرمائی۔

(مدارج النبوة (فارسی)، ج ۲، ص ۲۶، سن اشاعت ۱۲۸۰ھ، ناشر نول کشور، دہلی)
یہ بات دنیا پر ظہر من الشمس ہے کہ دیوبندی وہابی جماعت سید میا دادا انبی منانے کو شرک و بدعت سے تعبیر کرتی ہے، اس لیے انہوں نے اپنے ترجمے میں مذکورہ عبارت کو حذف کر دیا۔ (مدارج النبوة، ج ۲، ص ۳۵، مترجم سعید الرحمن علوی، ناشر مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور)

(د) شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

”حنفورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ سورج کے وقت ہوتا، نہ چاند کے وقت۔ حکیم ترمذی نے ذکوان رضی اللہ عنہ سے نسوادر الاصول میں ایسے ہی بیان کیا ہے۔“ (مدارج النبوة (فارسی)، ج ۱، ص ۲۶، سن اشاعت ۱۲۸۰ھ، ناشر نول کشور، دہلی)

اس عبارت کا دیوبندی مترجم نے با اکل اُلت ترجمہ کیا اور لکھا کہ:
”متبع بات یہ ہے کہ شبی نایہ السلام کا سایہ مبارک تھا۔“ (مدارج النبوة، ج ۲، ص ۳۵، مترجم سعید الرحمن علوی، ناشر مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور)

☆☆☆

(۸) شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تحریر میں تحریف

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں:
 ”در بعض روایات آمدہ است کہ نفث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ من بندہ ام نمی دہم
 انچه در پی پس ایں دیوار است جوابش آفت کہ ایں سخن اصلی ندارد و روایت بدان صحیح
 است۔“ (مدارج النبوۃ، ج ۱، ص ۹، مطبوعہ نول کشور، وٹی)

ترجمہ: کچھ لوگ اس جگہ یہ اشکال لاتے ہیں کہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضور ﷺ
 نے فرمایا تمہیں بندہ ہوں میں نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ اس کلام کی کوئی اصل
 نہیں ہے اور نہ اس قسم کی کوئی صحیح روایت وارد ہے۔

دیوبندی قطب الارشاد دیوبندی رشید احمد گنگوہی اور مولوی غلیل احمد انڈھوی اپنے
 رسول دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے مذکورہ بالا عبارت کو اپنی کتاب میں تحریف کے ساتھ نقل
 کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔“ (بریلین قافلہ،
 ص ۱۳۱-۱۳۲، ناشر کتب خانہ امدادیہ، دیوبند، یو پی)

تأملین! اس بات پر غور کریں کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں
 اس من گھڑت روایت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”اس کلام کی کوئی اصل نہیں اور نہ اس قسم
 کی کوئی صحیح روایت وارد ہے۔“ لیکن دیوبندی مولویوں نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ
 الرحمہ کی اس عبارت کو نقل نہ کیا اور ان کی تحریر سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کہ خود شیخ عبدالحق
 محدث دہلوی علیہ الرحمہ اس بات کے قائل تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہ تھا۔

بسم الله الرحمن الرحيم
 بسم الله الرحمن الرحيم
 بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم
 بسم الله الرحمن الرحيم
 بسم الله الرحمن الرحيم



بسم الله الرحمن الرحيم
 بسم الله الرحمن الرحيم
 بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم
 بسم الله الرحمن الرحيم
 بسم الله الرحمن الرحيم

علیه وسلم از چنین است که بگوید آن توان رسید و دعوی در که آن بکنه مکن تا و در پیشگاه است و در و حق
 بنیاس عقل و نظر علم هر آن گفت برین تفصیل است که این روایت بصری است یار ویت تعلیمی هر
 تقدیر مخصوص است بحال صلوات که محل انکشاف تمام موجب از یاد نور است یا عام است عار احوال
 اوقات را و اگر رویت بصری است چنین چشم است که در سر است یا پروردگار تعالی تا در است که قوت
 بصری در هر خیز بدن پیدا شود و در ابصار حضرت بطریق اعم از سلب شرط نبود و بعضی گفته اند که در
 کتب معتبره حضرت در چشم بود مانند سوراخ سوزن که ابصار میکرد و آن دخی پوشیده از پانزدهایا خدا این
 بجای خروج می شده و عیالیه قبله چنانچه در این پیش مشاهد میکرد و افعال و بشا زاین دوشن غریب است
 اگر روایت صحیح ثابت آید اما صدق و الا محل توفیق است و گفته اند که با شایع ثابت نشده است
 و اگر رویت تعلیمی است پس آن علت بطریق دوی و اعلام و کشف و اعلام و گفته اند که در صواب است
 که چنانکه قلب شریف حضرت اصلی آمد علیه وسلم اما در دوشن و در حد که علم است و اولاد و اولاد
 لطیف و در این زمانه اولاد که محسوسات بنحیه و جهات سه راه هر یک که گویند و در این زمانه علم و در این
 اشکال می آید که در بعضی روایات آمده است که گفته اند حضرت صلی الله علیه وسلم که من نیده ام نیده ام
 آنچه در این روایت جوابش آنست که این سخن اصلی ندارد و در روایت چنان صحیح نشده است و اگر
 گفته اند آن انکشاف مخصوص بحال ندارد است و اگر علم است موقوف باعلام آلهی خلق است علم این
 در سائر حیوانات دلالت میکند بر آن حدیثی که واقع شده است که کباری ناده حضرت صلی الله
 علیه وسلم گفته اند بعضی سنا تعالی گفته اند که خود فرزند آسمان میدهم و درونی باید که تداوی است چون این سخن
 سنا تعالی با حضرت صلی الله علیه وسلم رسیده گفت من نیده ام و در نیایم که آنچه بماند و در این زمانه علم و در این
 من متصل برین گفت که تحقیق ماه نور و در پروردگار تعالی بران ناده گوی در موضع است چنین چنین
 بنده شده است مهاروی در دوشن پس در گفته اند و در گفته اند و در گفته اند و در گفته اند و در گفته اند
 علیه وسلم می باید که آنچه در این زمانه و در پروردگار تعالی که در گفته اند و در گفته اند و در گفته اند و در گفته اند
 اما صحیح شریف دوی صلی الله علیه وسلم در حدیث آمده است که آن حضرت صلی الله علیه وسلم گفت که من
 بنده فری که می خیزد شادی شوم چیزی که می نشوید شامی شوم عطیه آسمان را و اطمینان آواز پالان
 و آواز شکم می خورم و در شکر کرده ام تا آنکه گویند و فرموده است از است آسمان را که اطمینان کند نیست بجای

بنیان صحیح است

البريد القاطع

عَلَّامٌ

الزوايا الساطعة

الافتتاحية

جناب مولانا رشید احمد صاحب کتب خانہ مفتاح

کُتُب خانہ امدادیہ دیوبند

سمیع و بصیر علم و تصرف حق تعالیٰ کا حقیقی ہے اور مخلوق کا مجازی نہیں کشتہ
 مشق ۱۱۴۔ پھر جس کو جس قدر کوئی علم و قدرت وغیرہ عطاء فرمایا ہے اس کے
 زیادہ وہ ہرگز ذرہ بھر بھی نہیں بڑھ سکتا۔ شیطان کو جس قدر وسعت دی اور
 ملک الموت کو اور آفتاب و ماہتاب کو جس قدر وضع پر بنایا ہے اس کے زیادہ
 کی ان کو کچھ قدرت نہیں اور زیادہ کوئی ان سے کام نہیں ٹھکتا اور نہ اس
 کثرت و قلت پر فضل کی کمی زیادتی موقوف ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام
 حضرت خضر علیہ السلام سے بہت اعلیٰ و افضل ہیں معہذا علم کا بلا شفعان
 کا حضرت خضر سے بہت کم تھا اور پھر جس قدر حضرت خضر کو ملا ہے زیادہ
 پر قادر نہ تھے۔ اور حضرت موسیٰ کو باوجود افضلیت کے نہ ملا تو وہ حضرت
 خضر مفضل کی برابر اس علم کا شفعہ کو پیدا نہ کر سکے، پس آفتاب و ماہتاب کو
 جو اس ہیئت و وسعت نوز پر بنایا اور ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعت
 علم دی اس کا حال مشاہدہ اور تصور میں قطعیت سے معلوم ہوا اب اس پر کسی
 افضل کو قیاس کر کے اس میں بھی مثل یا زائد اس مفضل سے ثابت کرنا
 کسی عاقل ذی علم کا کام نہیں۔ اول تو عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کو قیاس
 سے ثابت ہو جاویں بلکہ قطعی ہیں۔ قطعیات نصوں سے ثابت ہوتے ہیں
 کہ خبر و احمد بھی یہاں مفید نہیں لہذا اس کا اثبات اس وقت قابل التفات ہو
 کہ مؤلف قطعیات سے اس کو ثابت کرے اور خلاف تمام امت کے ایک
 قیاس فاسد سے عقیدہ خلق کا اگر فاسد کیا چلے تو کب قابل التفات ہوگا
 دوسرے قرآن و حدیث سے اس کے خلاف ثابت ہے پس اس کا خلاف
 کس طرح قبول ہو سکتا ہے۔ بلکہ یہ سب قول مؤلف کا مردود ہوگا خود خضر
 عالم علیہ السلام فرماتے ہیں وَاللّٰهُ لَا اَدْرِ مَا مَعْنٰی ذٰلِكَ وَلَا یُمْکِنُ الْخَبْرُ
 اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ محمد کو دیوار کے پیچھے کا سیکھ

اور مجلس نکاح کا مسئلہ بھی بحر المرائق وغیرہ کتب سے لکھا گیا۔ تیسرے
 اگر افضلیت ہی موجب اس کی ہے تو تمام مسلمان اگرچہ فاسق ہوں اور
 خود مؤلف بھی شیطان سے افضل ہیں تو مؤلف سب عوام میں بسبب
 افضلیت کے شیطان سے زیادہ نہیں تو اس کی برابر تو علم غیب بزرگم خود
 ثابت کر دیوے۔ اور مؤلف خود اپنے زعم سے بہت بڑا مکمل الایمان ہے
 تو شیطان سے ضرور افضل ہو کر اعلم من الشیطان ہو گا محاذ السنہ۔
 مؤلف کے ایسے جہل پر تعجب بھی ہوتا ہے اور رنج بھی ہوتا ہے کہ ایسی نالائق
 بات مستند سے نکالنا کس قدر دور از علم و عقل ہے۔

الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم عظیم
 زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے
 ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت
 کو یہ وسعت نصیب ہے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی
 ہے کہ جس سے تمام نصوص درود کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ اور خاصہ
 کی تعریف تہذیب منطق پڑھ کر مؤلف نے یاد کر کے بے تہذیبی عقیدہ کی اختیار
 کی مگر ہم سے ما شاء اللہ ہنوز بہت دور ہیں۔ خاصہ حق تعالیٰ کے علم کا یہ
 ہے کہ اس کا علم ذاتی حقیقی ہے کہ جس کا لازم احاطہ کل شئی کا ہے اور
 تمام مخلوق کا علم مجازی ظنی کہ قدر عطا کی حق تعالیٰ کی طرف سے مستفاد ہے
 پس اعلیٰ علیین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت
 سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں
 ملک الموت کی برابر ہو چکا ہو۔ چنانچہ وجہ اس کی اوپر ذکر ہوئی
 اور قیاس سے اس کا اثبات جہل ہے کہ شائبہ علم کا بھی اس کا بخور نہیں۔
 انفسرض یہ تحقیق و اپنی مؤلف کی جہل ہے وہ آپ شاید شرک میں

کہ ایمان کے اعتبار سے بہت کا لے شیطان سے بڑا عالم کہ ہر شئی کو گہر لٹاؤ قائم حاصل کیا ہے ثابت ہوتا
 ہے کہ وہ۔

(۹) شرح الشفاء میں تخریف

امام ملا علی بن سلطان قاریؒ فرمادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۳ھ) لکھتے ہیں:
 "السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ای لَانْ رُوحُهُ عَلَیہ السَّلام
 حاضِر فی بیوت اہل الاسلام۔" (شرح الشفاء، ج ۲، ص ۱۱۸، ناشر دارالکتب
 العلمیۃ، لبنان)

ترجمہ: (اگر گھر میں کوئی موجود نہ ہو تو تم کہو) السلام علی النبی ورحمۃ اللہ
 وبرکاتہ کیونکہ نبی کریم ﷺ کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہوتی ہے۔
 یہ عبارت چونکہ دیوبندی، بابی، عتیہی پر کاری ضرب ہے، اس لیے دیوبندیوں کے
 رئیس الحرمین مولوی سر فرید صفدر (کوثر انوال، پاکستان) اس عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے
 لکھتے ہیں:

"السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس لیے (نہ) پڑھے کہ آپ کی
 روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہوتی ہے۔" (حضرت ملا علی القاری، "رسالہ
 علم غیب و حاضر و ناظر، مطبوعہ کوثر اہل الدین، ص ۳۶، مکتبہ صفدریہ، کوثر اہل الدین، پاکستان)
 قارئین غور فرمائیے دیوبندی مولوی کی شان رسالت سے دشمنی کہ حضرت ملا علی
 قاریؒ علیہ الرحمہ کی عبارت "لَانْ رُوحُهُ عَلَیہ السَّلام حاضِر فی بیوت اہل
 الاسلام" تو صحیح کبھی، لیکن ترجمہ کرتے ہوئے اپنی بے ایمانی (نہ) لکھ کر شامل کر دی۔

حضرت ملا علی قاریؒ نے "لَانْ رُوحُهُ" لکھا یعنی اس لیے سلام پڑھے کہ آپ ﷺ
 کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہوتی ہے۔ دیوبندی مولوی صاحب نے
 "لَانْ" کے ساتھ "لا" لگا کر عبارت کا مفہوم ہی بدل دیا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

ابن مولوی صاحب نے اپنی دوسری کتاب "تہذیب النواظر" میں یہی عبارت اپنی طرف

سے خود بنا کر لکھ بھی دی "لَا لَآئِ رُوحَهُ عَلَيْهِ السَّلَام حَاضِرٌ فِي بَيْتِ أَهْلِ الْإِسْلَام"
یہ خیال صحیح نہیں کہ رسول خدا ﷺ کی روح مبارک موتوں کے گھروں میں موجود ہے۔

پھر لکھتے ہیں کہ "بعض نسخوں میں حرف الاچھوٹ گیا ہے۔" (تحریر النواظر، مطبوعہ
مکتبہ صفدریہ، کوئٹہ اہل والہ، پاکستان)

ہم ان محرفین سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ شرح شفاء از غم علی قاری علیہ الرحمہ کا کوئی
ایسا قسمی منطوط یا مطبوعہ نسخہ پیش کریں جس میں "لا لائی" کے الفاظ ہوں۔ خود بدست مصنف
تحریر ہو۔ بعد کے کسی تلمیذ کا کرنے اس میں کوئی حذف و اضافہ نہ کیا ہو۔

حقیقت تو یہ ہے کہ تمام ہی دیوبندی و بابی ایسی کوئی عبارت پیش نہیں کر سکتے، کہ ایسا
کوئی قسمی یا مطبوعہ نسخہ موجود ہی نہیں۔

☆☆☆

شرح الشفا

للقاضي عياض

شرح
الملا علي القاري الهروي الحنفي
المتوفى سنة ١٠١٤ هـ

نقطة وحقه
عبد الله محمد الحلي

الجزء الثاني

مفتوح
مؤيد بي بيض
مكتبة الشفا
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

قال صلى الله عليه وسلم ثم قال اللهم اغفر لي ذنوبي واغفر لي أبواب رحمتك وإذا خرج قال صلى الله عليه وسلم ثم قال اللهم اغفر لي ذنوبي واغفر لي أبواب فضلك واصله في حديث مسلم وليس فيه ولا في غيره وترجم وبارك ثم لا يخفى مناسبة طلب الرحمة في دخول المسجد للطاعة وملازمة طلب الفضل وهو الرزق عند خروجه على وجه الإباحة كما يشير إليه قوله سبحانه ﴿إِنَّا قَضَيْتُ الصَّلَاةَ فَنُتَشِرُوهَا فِي الْأَرْضِ وَنُتَشِرُوهَا فِي السَّمَاءِ﴾ (النور: ٦١) أي الله ﴿وَلَقَدْ عَفُوهَ بَيْنَ دِيَارٍ﴾ هو أبو محمد مولى نيس مكي إمام يروي عن ابن عباس وابن عمر وجابر وعنه شعبة وسفيانان وحمامان وهو عالم حجة أخرج له الأئمة السنة (في قوله) أي الله سبحانه ﴿إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ الْبَيْتَ﴾ بضم الباء وكسرهما ﴿وَسَلَّمْنَا إِلَيْكَ الْبَيْتَ﴾ (النور: ٦١) أي على أهل بيته تحية من عند الله مباركة طيبة (قَالَ) أي ابن دينار وهو من كبار التابعين المكيين

وفقهائهم (إِلَّا) وفي نسخة فإن لَمْ يَكُنْ فِي الْبَيْتِ أَحَدٌ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ (إِلَّا) لأن روحه عليه السلام حاضر في بيوت أهل الإسلام (السَّلَامُ) عَلَيْنَا وَعَلَى عِيَالِنَا (السَّلَامُ) أي من الأنبياء والمرسلين والملائكة المقربين (السَّلَامُ) عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ (لَمْ) أراد بهم مؤمني الحق (وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ) وظاهر القرآن عموم البهوت لا سيما وسابقه ﴿يُؤْتِيكُمْ وَيُورِثُ أَبْنَاءَكُمْ﴾ الآية ويؤيده حديث أنس من لقبت أحدا من أمي فسلم عليه يطل صورك وإذا دخلت بيتك فسلم عليهم يكثر خير بيتك وصل صلاة النسي في صلاة الأبرار الأوليين (قَالَ ابْنُ عَسَاكِرٍ) أي في رواية ابن أبي حاتم (الْمَرْءُ بِأَهْلِيهِ هَذَا الْمَسْجِدُ) ولمعه أراد أنها تشمل المساجد فإنها أفضل البيوت كما يشير إليه قوله سبحانه ﴿فِي بَيْتِ أَذْنِ اللَّهِ أَنْ تَرْفَعَ﴾ الآية فالتنوين للتذكير أو أراد أن التنوين للمتعظيم فيختص بالمساجد لأنها أعلى المساجد (وَقَالَ النَّعْمَانِيُّ) وهو إبراهيم بن يزيد العالم الجليل (إِنَّا لَمْ يَكُنْ فِي الْمَسْجِدِ أَحَدٌ فَقُلْ: السَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّا لَمْ يَكُنْ فِي الْمَسْجِدِ أَحَدٌ فَقُلْ: السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِيَالِنَا) ولا منع من الجمع فيهما (وَقَدْ عُلِّقَتْ) أي ابن قيس الفقيه النخعي (إِنَّا مَكَّنَّا الْمَسْجِدَ) أي أنا (أَتَوَلَّى السَّلَامَ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ) صلى الله عليه وسلم (وَلَمْ يَكُنْ عَلَى مُحَمَّدٍ) أي اجتمع بين الصلاة والسلام عليه (وَلَمْ يَكُنْ عَنْ كَعْبٍ) أي كعب الأحبار (إِنَّا نَحْنُ) المسجد (وَلَقَدْ خَرَجَ) أي في الوفتين (وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّلَاةَ) أي كعب بخلاف الأحبار (وَإِذَا خَرَجَ ابْنُ شُعْبَانَ لَمَّا ذَكَرَهُ) أي فيما مر من أنه ينبغي لمن دخل المسجد أن يصلي الخ ويروي لما ذكر (بِحَدِيثٍ قَائِلَةً بِبَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ) لكن سبق أنها لم تذكر فيه ترجحاً ولا مباركة وحديثها أخرجه الترمذي في الصلاة وفيه إرسال فاطمة بنت الحسين ولم يذكر فاطمة بنت النبي صلى الله عليه وسلم وأخرجه ابن ماجه في الصلاة أيضاً (وَيُسَلِّمُ) أي مثل حديثها أو مثل حديث علقمة (ضَمَّنَ) أي يكثر من حضوره (بَنَ عَزَامٍ) أي الأنصاري قاضي المدينة وأميرها يروي عن السائب بن يزيد وغيره وعنه الأوزاعي ونعموه

حضرت ملا علی القاری علیہ رحمۃ اللہ

اور

مسئلہ علم غیب

حاضر و ناظر

تالیف

شیخ الحدیث مولانا محمد رفیع

بک

المکتبہ المدینہ

السلام علینا وعلیٰ جندنا وعلیٰ اهل البیت ورحمة الله وبرکاته
 السلام علیہم وعلیٰ اہل البیت ورحمة الله وبرکاته
 (الشفاء، جلد ۱، صفحہ ۱۷۷، طبع مصری)

پھر میں تم اسلام علی النبی و آلہ و عترتہ و برکاتہ
 السلام علیہم وعلیٰ اہل البیت ورحمة الله وبرکاته
 علی اہل البیت و عترتہ و برکاتہ، پھر۔

اس کی شرح میں حضرت علامہ علی ہادیؒ لکھتے ہیں کہ:

السلام علی النبی و آلہ و عترتہ و برکاتہ اسی سے
 ای کان، روحہ علیہ التہکام
 حاضراً فی بیوت اہل الاسلام
 السلام علینا وعلیٰ جندنا وعلیٰ
 الصالحین ای من الانبیاء و المرسلین
 و الملائکۃ المقربین السلام علی اہل
 البیت لعلہ ارادہم مؤمنی الجن۔

السلام علی النبی و آلہ و عترتہ و برکاتہ اسی سے
 (دن پر سے کہ آپ کی روح مبارک مسلمانوں
 کے گھر و بیویں حاضر ہوتی ہے) سلام علینا
 وعلیٰ جندنا وعلیٰ الصالحین سے حضرات انبیاء
 اور مرسلین اور مقرب فرشتے علیہم السلام ملو
 یہاں السلام علی اہل البیت سے شاید کہ ان
 کے نزدیک مؤمن ہیں ملو۔

۱۵۔ (شرح الشفاء، جلد ۲، ص ۲۹۷)

یہ کہ کچھ غافل قسم کے لوگ حضرت سیدنا اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیب اور ماحرہ
 ناظر کے قائل تھے اس لیے ان کے غلط نظریہ کا رد فرماتے ہوئے حضرت علامہ
 علی ہادیؒ نے فرمایا کہ یہ نظریہ نہ ہو کہ آپ کی روح مبارک مسلمانوں کے
 گھروں میں حاضر ہے بلکہ بعض حد تک جواب کی خاطر فرمے، اللہ ان کی اس
 مبادت سے لازم آئے گا کہ جملہ حضرات انبیاء اور مرسلین اور مائیکہ المقربین

تذوید السؤل
تحقیق الحاضر والمآخر

انجھوں کی طہنڈک

تألف

مفت محمد رفیع الرحمن صاحب مدنی
شیخ الحدیث مدرسہ اسلامیہ دارالعلوم

مکتبہ صفدر
لاہور

کاسبب بتایا ہے مگر ہے سوہ ہے کیونکہ اس دور کی شیعیت کی مراد اس دور کی رافضیت ہرگز نہیں ہے
اس زمانہ میں تمام حضرات صحابہ کرام سے منجائی رکھتے ہوئے بعض مذہبی اور سیاسی وجوہ سے حضرت
عمرؓ کی طرف مائل ہونے والے شیعہ کہلاتے ہیں۔ امام انصاریؒ نے عبدالرزاقؒ بن ہمامؒ اور عالم شیعہ متذکر
وغیرہ اسی قبیل سے تھے اور اے شیعہ کی روایتوں سے کتب صحاح بھری اور ان کی پڑی ہیں اور یہ مسالہ جو سلام
کائنات کوئی شیعہ کہے گا کہ داعیؒ کی بدعت کا شبہ ہو۔ اسی مضمون کی تیسری روایت حضرت ابو الدرداءؓ
سے بھی مروی ہے۔

تاریخ کرام اہم ہے ایک ایک راوی اور اس کی توثیق اور حضرات محدثین کرام سے اس روایت
کی تصحیح آپ کے سامنے عرض کر دی ہے کہ کتاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک اہل سنت کی طرف سے
دروود سلام پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتے مستبدین اور اسود میں بنا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اور حاضر ناظر ہوتے اور خود بے نفس درود سلام ٹھٹھے تو فرشتوں کے تعین کی کیا ضرورت ہے؟ ہمارا
دعویٰ ہے کہ قرآنی مخالف قیامت تک ایک بھی حدیث صحیح سند کے ساتھ ایسی نہیں ملے گی کہ اس کا جس سے یہ
ثابت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ میں درود سلام خود بنا تو شرط لاؤں گا کہ میں لیتا ہوں
وَأَنِّي لَكُمُ الْقَائِمُ مِنْكُمْ كَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ اگر قرآنی مخالف میں جرات اور عتد ہے تو اسی حق کا درود لگا کر
ایک ہی ایسی حدیث پیش کرے جو ہر سند کے ساتھ اور اس کے تمام روایت فقہ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کا اپنا مرفوع قرآن ہو۔

چمن میں تین ڈالیاں ہزاروں گز تھوڑا کھینچو، گھی ایسی شمع جو بے غلی بنیایا جس پر آقاؐ اشارہ
لے حضرت علیؓ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ درود سلام پہنچانے کے لئے فرشتوں کا فقر مخصوص جس وقت بھلائے حسن
موجود ہے انقدر روایات ہر ماہ اس شخص کے ساتھ مخصوص ہے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے دروازہ
نیز کھینچیں کہ۔ فلا یظن ان عام الغائب الا بالزومات ہر ماہ انگریز گمان قائم رکریا مانتے کہ شاید یہ کتاب کا
سلام پہنچا اس لئے اللہ تعالیٰ نے درود سلام پہنچانے کیلئے فرشتے مستبدین کر دیے ہیں اور اسی مشرکوں و خوں نے حضرت شہا
میں کیا ہے کہ وہ کافروں کا حق و حق اللہ جل جلالہ کی عین میں سے ہے کہ وہ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم پر ایک
(باقی رہے صفحہ نمبر ۱۶۷)

تفسیر حاشیہ از سحر سید

مؤمنوں کے گروں میں موجود ہے (مگر ہر مسئلہ وانگر آپ ایک مسئلہ وسام پر پڑا ہے) بعض شخصوں میں حرف لا چڑھت
 گیا ہے جس سے بعض لوگوں کو یونہی بلاوجہ اشتباہ ہوا ہے جن میں مفتی احمد رضا صاحب دہلوی بھی ہیں (دیکھئے جلد اول حق
 و باطل حضرت داعی اہل حق نے ایک محل کتاب بھی ہے جس کا نام الدہانۃ المصطفیٰ فی الزوالۃ المصطفیٰ ہے اس
 میں وہ لکھتے ہیں:-

ومن اعظم فوائد الزوائد ان
 الزائد اذا حلت وسلم عليه عند قبره
 سمعته سما عتقاً وروى عليه من
 غير واسطه بخلاف من يصلي
 ويسلم من بعيد فان ذلك لا
 يباحن الا بواسطه لما جاء به
 جيد من صلته عند قبره سمعته
 ومن حكي على نائيا بافته

گزشتہ کتاب کے فوائد میں ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ جب آپ
 علیہ الصلوٰۃ والسلام پر چکھنے تک نیک زیارت کنندہ درود و
 سلام پڑھتا ہے تو آپ بغیر واسطہ (بلکہ) کے حقیقی طور پر
 غلبے میں کہلان اسکے جو سورے درود سلام پڑھے کیونکہ
 وہ انکو واسطہ کے بغیر نہیں پڑھتا کیونکہ کھڑی اور نہ سجدے کے
 ساتھ یہ روایت آئی ہے کہ شیخ سیر کی تسبیح پڑھیں چھ درود
 پڑھیں تو میں خود سنائیں لاہور میں دورے پر تھے تو وہ یہ تسبیح
 پڑھیں پٹنہ جاتی ہے۔

غرض کہ حضرت داعی اہل حق کی صریح عبارتوں سے واضح و انکار کے مستعد کی صاف طور پر آفریں ثابت ہے۔ ان کی
 بعض باتوں پر عمل اور مستند باتوں سے جن گروں نے استدلال کیا ہے وہ دنیا اور دنیا غلبہ کے اسی کے قریب بجا ہونا آکا اور حرج
 کی ہے۔ (دیکھئے الجواہر المنجیہ)۔

نوٹ ضروری:- من صلی علیہ وسلم، قیوم، الحیدر، بطریق پر شیعہ جمع ہے اس میں محمد بن مرثان السدی نہیں
 ہے۔ اسی ہی کے متعلق امام فخر المصطفیٰ فرماتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے اس کو نور عبادی کی وسعت دید کھلے ہیں
 «القول البدر علیہ السلام» اور فواید حدیث میں اس کو جبریل علیہ السلام نے اس کو نور عبادی کی وسعت دید کھلے ہیں
 قیوم اس مسئلہ کی بناء رکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

فاخبر انہ یسمع الصلوٰۃ والسلام
 کہ اپنے خبری ہے کہ قرآن مجید کے سورہ و سلام کو گونج نہیں
 اپنی حاشیہ اچھے مستند پر غصہ کریں

(۱۰) کتاب عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث میں تحریف

امام ابو عثمان الصابونی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۹ھ) امام ابو یوسف کے شاگرد تھے۔ ان کے بارے میں امام بیہقی الشافعی لکھتے ہیں:

”ابو عثمان الصابونی الشافعی اپنے وقت کے شیخ الاسلام، فقیہ، محدث، مغنر اور مسلمانوں کے امام تھے۔“ (طبقات الشافعیہ الکبریٰ از امام الحسبی، ج ۴، ص ۲۸۸)

امام عثمان الصابونی اپنی شہور کتاب العقیدۃ السلف اصحاب الحدیث میں لکھتے ہیں:

”میں نے حجاز کا سفر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روتے کی زیارت کی نیت

سے کیا۔“

چونکہ یہ عبارت و بانی عقیدہ سے متصادم ہے اس لیے انہوں نے نئے مشہور نسخوں

میں اس عبارت میں تحریف کر دی۔ ذیل میں ہم اس کتاب کے تین محرف نسخوں کا جائزہ لیں گے:

(الف): پہلے محرف نسخے میں یہ عبارت یوں کر دی گئی ہے کہ:

”میں نے حجاز کا سفر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ”مسجد کی زیارت“ کی نیت

سے کیا۔“

حاشیے میں و بانی مدیر لکھتے ہیں:

”اصل عبارت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ”روتے کی زیارت“ تھی لیکن یہ ایک

غلطی تھی کیوں کہ سفر کی اجازت صرف تین مسجدوں کے لیے ہے۔“ (العقیدۃ السلف اصحاب الحدیث، ص ۶، ابن اشاعت ۱۳۹۷ھ، محقق عبد اللہ عبد الوہاب، دار السننیہ،

کویت)

و بانیوں کا یہی طرز عمل ہے کہ انھوں نے امام صابونی کو بطور شیخ الاسلام تو قبول کیا

تینوں ان کی تحریر میں تہدیلی کر دی، کہ یہ دن تیمیہ کے نظریے کے خلاف تھی، جس کے مطابق سفر صرف تین مسجدوں کا کیا جاسکتا ہے۔ یہ تحریف صرف دن تیمیہ کے عقیدے سے مطابقت پیدا کرنے کے لیے کی گئی۔

(ب): اس کے بعد ایک اور روایت پیش کی گئی ہو، جس میں اصل عبارت جوں کی توں رکھی گئی، لیکن حاشیے میں رسول اللہ ﷺ کے روئے کی زیارت کے لیے سفر کرنے پر امام صابونی پر نکتہ چینی کی گئی۔ (العقیدۃ السلف اصحاب الحدیث، ص ۴۰۴، اشاعت ۱۴۰۲ھ، دارالتوقیہ، کویت)

(ج): تیسرے مطبوعہ نسخے میں امام صابونی کی عبارت میں پوری طرح تحریف کر کے عبارت یوں کر دی گئی۔

”میں نے حجاز کا سفر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مسجد کی زیارت کی نیت سے کیا۔“ (العقیدۃ السلف اصحاب الحدیث، محقق ابنی خالد مجددی بن سعد، شائع کردہ دارالتوقیہ، کویت)

غور کریں اس تیسرے نسخے میں پہلے نسخے کے موافق عبارت بدل دی گئی ہے لیکن کوئی حاشیہ موجود نہیں جس سے تارمین کو اصل عبارت میں تحریف کے بارے میں کوئی علم نہیں ہو سکے گا۔

عقبة

الاسم

فقد
أصحاب الحديث

(أما بعد) فإني لما وردت آمد طبرستان ، وبلاذ جيلان متوجهاً إلى بيت الله الحرام ، وزيارة مسجد نبيه محمد صل الله عليه وعلى آله وأصحابه الكرام ، سألتني إخواني في الدين أن أجمع لهم فصولاً في أصول الدين ، التي استمسك بها النبي مضوا من أئمة الدين ، وعلماء المسلمين والمسلمين الصالحين ، وهؤلاء ودعوا الناس إليها في كل حين ، ونهوا عما يضادها وينافيها جملة المؤمنين المصدقين المتقين ، ووالوا في اتباعها ،

(١) في الأصل : غيره وهو خطأ . لأن الشروع أمر بقصد زيارة مسجد النبي صلى الله عليه وسلم لا غيره ، لأنه ثبت عنه عليه السلام أنه قال : لا تشد الرحل إلا إلى ثلاثة مساجد : المسجد الحرام ، ومسجدي هذا ، والمسجد الأقصى ، ورواه الشيخان وغيرهما . هذا مع العلم أن غيره عليه السلام لأن في مسجده . ولا مانع من يزور مسجده (ص) من زيارة غيره تعالى ذلك ، المعلقه

بَقِیَّةُ السَّافِرِ الْجَمِیلِ الْحَدِیثِ

أَوْ
الرَّیَالَةِ فِی ابْتِغَاءِ أَهْلِ السُّنَّةِ
وَاصْحَابِ الْحَدِیثِ وَالْأَثَرِ

مُتَأَلِّفٌ
شَیْخُ الْإِسْلَامِ الْأَبَامِ
أَبِي سَامِعِلْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَامِعِلْ الْخَصَابُونِی

سَقَّقَهَا وَخَرَّجَ أَحَادِيثَهَا وَعَلَّقَ بِهَا

رَبُّ الْبَدْرِ

الدَّارُ السَّافِیَّةُ

٢ - أما بعد ، فإنني لما وددت آمد طهران وبلاد حيلان متوجهها

إلى بيت الله الحرام ، وزيارة قبر فيه^(١) محمد صلى الله عليه وآله وعلى آله و[عل] أصحابه الكرام ، سألني إخواني في الدين أن أجمع لهم فصولاً في أصول الدين التي استمسك بها الدين مضوا من أئمة الدين وعلماء المسلمين والسلف

(١) في مس . التحفي ، والصواب ما أنشأه كذا في الباب (٣) (٢٥٩) .

(٢) في المخطوطة : صلى الله عليه .

(٣) في المخطوطة : صلى الله على محمد وآله أجمعين .

(٤) قلت : الأولى بالمصنف - رحمه الله - أن يقول : زيارة مسجد فيه . لأن

المشروع هو السفر بقصد زيارة مسجد النبي صلى الله عليه وسلم لا قبره .
ويراجع للتوسيع في هذا المقصر كتابي شيخ الإسلام بر تيمية . : أفراد من
الأعالي والمنحطب زيارة قبر القربة للزيارة المشرحة . : والجواب المتأخر في
روز النظار . وهما من مخطوحتي النسخة السلفية بمصر .

حقيقة المسألة

أصحاب الحديث

تأليف شيخ الإسلام

أبي عثمان إسماعيل بن عبد الرحمن الطائفي

المتوفى سنة ٤٩٦هـ

حقيقه وخرج احاديثه

ابو خالده محمد بن سفيان

سبب تأليف الرسالة

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين ، وصلى الله عليه وعلى آله وأصحابه الكرام .

(أما بعد) فإني لما وردت أمد^(١) طبرستان ، وبلاد

جبلان متوجهاً إلى بيت الله الحرام ، وزيارة مسجد نبيه

محمد صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه الكرام ، سألتني

إخواني في الدين أن أجمع لهم فصولاً في أصول الدين ،

التي استمسك بها الذين مضوا من أئمة الدين ،

وعلماء المسلمين والسلف الصالحين ، وهذا ودعوا

(١) هذا نصيف ، والصحيح أمل : يضم الميم واللام ، أكبر مدينة

طبرستان في السهل لأن طبرستان سهل وجبل ، وهي في الإقليم

الرابع - يعني من بلاد فارس - وبين أمل وجبلان حوالي عشرون

فارساً .. وإليها ينسب أبو جعفر محمد بن جرير الطبري صاحب

التفسير والتاريخ المشهور . [راجع إن شئت « معجم البلدان »

(۱۱) کتاب الاذکار میں تحریف

شیخ الاسلام، فقیہ، محدث، حافظ الحدیث امام النووی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۷۶ھ) اپنی مشہور کتاب الاذکار میں لکھتے ہیں:

”فصل فی زیارة قبر رسول اللہ (ﷺ) و اذکارھا“

اعلم انه یسبغی لكل من حج أن یوجه الی زیارة رسول اللہ (ﷺ)، سواء كان ذلك طریقہ أولم یکن، فان زیارته (ﷺ) من أهم القربات وأربع المساعی وأفضل الطلبات . (چند طرعوں بعد) اللّٰهُمَّ افنحْ عَلٰی ابوابِ رحمتک وارزُقْنی فی زیارة قبر نَبِیکَ (ﷺ) ما رزقته أولیاءک وأهل طاعتک واغفرْ لی وارحمْنی یا خیرُ مُسْتَوِل .

امام نووی جیسے کا مشہور واقعہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”میں نے کہا میں نبی (ﷺ) کی قبر پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی نے آکر کہا: اسلام علیکم یا رسول اللہ! میں نے اللہ عز و جل کا یہ ارشاد مناجات: ”ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جساؤک۔“ الیہ ہوئیں آپ کے پاس آگیا ہوں اور اپنے گناہ پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور اپنے رب کی بارگاہ میں آپ سے شفاعت طلب کرتا ہوں، پھر اس نے دو اشعار پڑھے:

۱۔ وہ جو زمین کے مدفونین میں سب سے بہتر ہیں
جن کی خوش بوست زمین اور ٹیلے خوش بودار ہو گئے
نہری جان اس قبر پر فدا ہو جس میں آپ ساکن ہیں
اس میں غنوت اس میں سخاوت ہے اور لطف و کرم ہے

پھر وہ اعرابی چاہا گیا۔ تھی بیان کرتے ہیں کہ مجھ پر نیند غالب آگئی، میں نے خواب میں نبی ﷺ کی زیارت کی اور آپ نے فرمایا: اے تھی اس اعرابی کے پاس جا کر اس کو خوش خبری دو کہ اللہ نے اس کی مغفرت کر دی ہے۔

(الاذکار، ص ۲۶۳، دارالتراث، بیروت)

مذکورہ روایت میں وہابیوں نے متعدد تہذیبیوں کی ہیں۔

دارالہدیٰ ریاض نے ۱۴۰۹ھ میں الاذکار کا ایک نسخہ شائع کیا، جس میں مندرجہ ذیل تحریفات پائی جاتی ہیں:

(الف): امام نووی نے مذکورہ واقعہ فصل رسول اللہ ﷺ کی قبر کی زیارت اور اس کے اذکار کے بیان میں "کے تحت لکھا ہے۔ وہابی نے یہ عنوان بدل کر "فصل فی زیارة مسجد رسول اللہ ﷺ" کر دیا گیا۔ یعنی "فصل رسول اللہ ﷺ کی مسجد کی زیارت کے بیان میں"۔ چونکہ وہابی و حرم میں رسول اللہ ﷺ کے رونے کی زیارت کے لیے سفر کرنا جائز نہیں۔ اسی لیے انہوں نے اپنے عقیدے کا جواز ثابت کے لیے یہ تحریف کر دی۔

(ب): امام نووی لکھتے ہیں کہ جو شخص بھی حج کرے۔ اس کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرنی چاہیے (یُسبغی)۔

وہابی نے میں اس عبارت کو بدل کر یوں کر دیا گیا ہے:

"اعلم انہ یستحب من اراد زیارة مسجد رسول اللہ ﷺ ان یکتب من الصلاة علیہ ﷺ"۔

یعنی: جانتا چاہیے کہ جو شخص بھی حج کرے۔ اس کو رسول اللہ ﷺ کی مسجد کی زیارت کرنا مستحب (یُسبغی) ہے۔

نور کریں یُسبغی کو بدل کر یُسبغ کر دیا گیا اور زیارت رسول اللہ کو بدل کر زیارت مسجد رسول اللہ کر دیا گیا۔

(ج) امام نووی اس عبارت میں رسول اللہ کے رونے کی زیارت کے وقت پڑھی جانے والی دُعا لکھتے ہیں:

”یا اللہ مجھ پر اپنی رحمت کا دروازہ کھول دے۔ اور اپنے نبی ﷺ کے رونے کی زیارت کے ذریعے مجھ پر رحم فرما۔“ نام نہاد تو حید پرست وہابیوں نے اپنی مطبوعہ کتاب میں اس عبارت کو تبدیل کر کے یوں شائع کیا:

”یا اللہ مجھ پر اپنی رحمت کا دروازہ کھول دے۔ اور اپنے نبی ﷺ کی مسجد کی زیارت کے ذریعے مجھ پر رحم فرما۔“

انصاف پسند تارکین غور کریں کہ یہاں ”نبی ﷺ کے رونے“ کی زیارت کو بدل کر ”نبی ﷺ کی مسجد“ کی زیارت کر دیا گیا۔

(د) مذکورہ بالا سطروں میں امام نووی نے قحی کا جو واقعہ ذکر کیا، وہابی مطبوعہ نے اس میں یہ پورا واقعہ سر سے ہی حذف کر دیا گیا۔

یہاں پر ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ قحی کے اس واقعے کو مندرجہ ذیل محدثین و مفسرین نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔

(۱) امام نووی الشافعی (م ۶۷۶ھ)۔ الاذکار، ص: ۲۶۳، المجموع، ج ۸، ص ۷۱۷،

الاصحاح فی مناسک

(۲) ابن تیمیہ الشافعی (م ۷۲۸ھ)۔ ہدایۃ المسالک، ج ۳، ص ۱۳۸

(۳) ابن عقیل الحنبلی (م ۵۱۳ھ)۔ کتاب التذکرۃ

(۴) ابن قدامۃ الحنبلی (م ۶۲۰ھ)۔ المغنی

(۵) امام قرطبی المالکی (م ۶۷۱ھ)۔ تفسیر الجامع الاحکام القرآن، ج ۵، ص ۲۶۵

(۶) امام سمودی الشافعی (م ۹۱۱ھ)۔ خلاصۃ الوفاء، ص ۱۲۱

(۷) مفتی مکہ شریف احمد بن زینی دجا ان مکی (م ۱۳۰۲ھ)۔ خلاصۃ الکلام، ج ۲، ص ۷۷

(۸) ابن کثیر (م ۷۷۷ھ)۔ سورۃ نسا، آیت ۶۴ کے تحت اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: شیخ ابو نصر بن الصبارؒ نے قسبی کی مشہور روایت کو اپنی کتاب الشمس شامل میں نقل کیا ہے۔

(۹) ابن کثیر۔ البدایہ والنہایہ، ج ۱، ص ۱۸۰

(۱۰) امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۱ھ)۔ کشف القناع، ج ۵، ص ۳۰

(۱۱) امام قسبی المدینہؒ (م ۷۶۷ھ)۔ شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام، ص ۵۲

(۱۲) ابن ابو زریؒ (م ۵۹۷ھ)۔ منیر الغرام الساکن الی اشرف

الاماکن، ص ۴۹۰

(۱۳) ابن حجرؒ (م ۷۷۷ھ)۔ الجواهر السظم

(۱۴) امام الباجیؒ (م ۷۷۷ھ)۔ سنن الصالحین و سنن عابدین

(۱۵) امام قسبیؒ (م ۷۶۷ھ)۔ تفسیر کشف البیان

(۱۶) ابن الجارؒ (م ۶۳۳ھ)۔ اخبار المدینہ، ۱۴

(۱۷) امام الاولیؒ (م ۷۷۷ھ)۔ تفسیر روح المعانی، ج ۴، ص ۷۰

(۱۸) شیخ ابو نصر المدینہؒ۔ الشمس شامل۔ (جیسا کہ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا ہے)

(۱۹) امام الماوردیؒ (م ۷۵۰ھ)۔ الاحکام السلطانیہ

(۲۰) امام تفتیؒ (م ۷۵۸ھ)۔ شعب الایمان

(۲۱) ابن عساکرؒ (م ۷۵۷ھ)۔ تاریخ دمشق، ج ۲، ص ۴۰۸۔

(۲۲) امام ترمذیؒ (م ۷۶۳ھ)۔ مواہب اللدنیہ

(۲۳) امام ابو حنیفہؒ (م ۷۷۷ھ)۔ تفسیر البحر المحیط

(۱۲) کتاب الفوائد المنتخبات میں تحریف

علامہ عثمان بن عبد اللہ بن جامع الحسینی، ایک مشہور عالم ہیں۔ انہوں نے مقبلی فقہ پر ایک ضخیم کتاب الفوائد المنتخبات فی شرح أنحصر المختصرات تصنیف کی۔ حال ہی میں اس کتاب کا مخطوطہ کویت کے ”مکتبہ کتب خانے“ سے دستیاب ہوا۔ (مخطوطہ نمبر ۳۹/۳) اس کتاب کے دو نسخے شائع ہوئے ہیں۔ پہلا نسخہ مکتبۃ الرشید، ریاض سن اشاعت ۲۰۰۳ء نے شائع کیا اور دوسرا نسخہ بیروت کے مؤسسۃ الرسالۃ نے شائع کیا۔ علامہ عثمان بن جامع نے اپنی کتاب میں ابن عبد الوہاب نجدی کے متعلق طاعنیہ المعارض (عظم وستم کرنے کا شائق) لکھا ہے۔

بیروت کے مؤسسۃ الرسالۃ کے شائع کردہ نسخے میں اس عبارت کو حذف کر کے اس کی جگہ نقطوں میں تبدیل کر دی گئی۔ الفوائد المنتخبات، صفحہ ۲۰، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ۔

چونکہ یہ عبارت ابن عبد الوہاب نجدی کے بُرے کردار کو ظاہر کرتی ہے، اس لیے وہابی ناشر نے کتاب کی اشاعت کے وقت اس کو حذف کر دیا۔ ۲۳

☆☆☆

سج وہابی فرقت کے رد و ابطال کے لیے مولانا فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”سیف ابھار“ کا مطالعہ کریں۔

الفوائد
المتجذبات

فِي شَجَرِ الْخَصْرِ الْخَصْرَاتِ

والآيات

مختصرات من بحار العلوم ودرجات الحقائق

1992]

خف جوف

مذہب و طائفہ کے نام سے

لم يكن هذا هو الهدف

مكة المكرمة

مالك عند الله حاجة؟» انتهى» .

فحيثما تبين لك فساد ما ذهب إليه ابن

عبد الوهاب» ، من شبه عن رفع اليدين بالدعاء بعد الفراغ من الأذكار

(١) لم أستطع التوفيق على مصدر لهذا الحديث فيه إسناد حتى يتبين حكمه.

(٢) هذا الظن في شيخ الإسلام الإمام محمد بن عبد الوهاب - رحمه الله تعالى - لا قيمة له ولا وزن عند أهل العلم العظمين. فقد تواتر فضله وإصلاحه، وبني ذكره وتجيده للدين إلى اليوم، شهد بذلك الأعداء من المشرقين ونحورهم، كما شهد بذلك أهل الإصلاح والاستقامة من علماء الأمة المعروفين بسلامة المعتقد. فلا يطعن عليه إلا رجل مريض القلب، مبتلى بالدع.

بنظر: الشيخ محمد بن عبد الوهاب في مرة علمه الشرق والغرب، لمحمود مهدي استانبولي، والشيخ محمد بن عبد الوهاب عقيدته السلفية ودعوته الإصلاحية وشأن العلماء عليه لأحمد بن حجر آل أبي طامي، ومحمد بن عبد الوهاب مصنف مظلوم ومفزي عليه، شعور عالم الندوي، وعقيدة الشيخ محمد بن عبد الوهاب وأثرها في العالم الإسلامي د. صانع بن عبدالله العبود.

وقول المؤلف: «عارض» عارض: بالراء ثم الفصاد المعجمة، عارض اليمامة. والعارض: اسم للجبل المعارض. ومنه سمي «عارض اليمامة» وهو جبلها. ينظر: «معجم البلدان» لياقوت (٤/٦٥)، و«معجم اليمامة» لابن خيس (٢/١٢٩). وقوله: «ابن عبد الوهاب» هو الإمام حقا، وشيخ الإسلام صدقا، مجدد هذا الدين في القرون المتأخرة، وحامل نواه السنة المطهرة: محمد بن عبد الوهاب بن سليمان بن علي بن محمد بن أحمد بن راشد بن منقر، الوهمي، التميمي، النجدي، الحنفي. ولد سنة (١١١٥هـ) في بلدة الغيبة، قرأ على أبي

(۱۳) کتاب القول البدیع میں تحریف

امام شمس الدین مٹھواوی (م ۹۰۲ھ) ایک مشہور محدث، فقیہ اور مؤرخ تھے۔ درود شریف کے فضائل پر ان کی کتاب الصلوات البدیع مشہور و معروف ہے۔ حال ہی میں دیوبندیوں نے اس کتاب کا اردو ترجمہ شائع کیا ہے۔ جس میں انہوں نے رسول و شہنشاہ کا مقابلہ کرتے ہوئے کتاب میں کئی جاہ تحریفات کر دیں۔

(الف) علامہ مٹھواوی، ابو بکر بن محمد سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو بکر بن مہابد کے پاس تھا کہ اتنے میں شیخ المشائخ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ آئے، ان کو دیکھ کر ابو بکر مہابد کھڑے ہو گئے۔ ان سے معاف تھ کیا اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ میرے سردار آپ شبلی کے ساتھ یہ معاملہ کرتے ہیں حالانکہ آپ اور سارے علمائے بغداد یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ دیوانے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے وہی کیا جو حضور اقدس ﷺ کو کرتے دیکھا۔ پھر انہوں نے اپنا خواب بتایا کہ مجھے حضور ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی کہ حضور ﷺ کی خدمت میں شبلی حاضر ہوئے، حضور ﷺ کھڑے ہو گئے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور میرے استفسار پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ہر نماز کے بعد لقمہ جساء کم رسول من انفسکم آخر سورۃ (توبہ) تک پڑھتا ہے۔ اور کے بعد تین مرتبہ صلی اللہ علیک یا محمد، صلی اللہ علیک یا محمد، صلی اللہ علیک یا محمد پڑھتا ہے۔ (القول البدیع (عربی) ص ۸، ناشر دار المریان للتراث، قاہرہ)

دیوبندی مترجم نے اس روایت کے آخر میں درود شریف بسم اللہ (صلی اللہ علیک یا محمد) محذوف کر دیا ہے، کیونکہ دیوبندی دھرم میں یہ عمل شرک ہے۔ (القول البدیع ص ۸، مترجم مولانا معظم الحق، تزیین: رضی الدین احمد قسری، ناشر ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ڈی کارڈن، کراچی)

(ب) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے القبول السلیع میں لکھا ہے کہ بعد از ان صلواتو سلام پڑھنے کی بقاعدگی سے ابتدا سلطان الناصر صلاح الدین ابوہنی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے ہوئی، اس سے پہلے حاکم بن اعزیز قتل ہوا تو اس کی بین نے چھ دن بعد حکم دیا کہ لوگ اس کے لڑکے ظاہر پر سلام کیا کریں۔ اس کے بعد بھی خلفاء پر اسی طرح سلام پڑھا جانے لگا، یہاں تک کہ سلطان صلاح الدین نے اپنے زمانہ حکومت میں اس غلط رسم کو مٹا کر کے نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام بعد از اذان پڑھنے کا حکم دیا، جس کی اسے جزا و ثواب دیا۔

والصواب انہ بدعة حسنة يوجز فاعله بحسن نيته (اور صحیح یہ ہے کہ بدعت حسنہ ہے اور ایسا کرنے والے کو نیک نیتی کا اجر ملے گا)۔ (القول السلیع (عربی)، ص ۱۹۶، تباہرہ) دیوبندی مترجم نے بدعت حسنہ کا ترجمہ صرف بدعت کیا ہے اور غلط حسنہ اور اچلی عبارت کا ترجمہ اپنے نفاق کے بنا پر کوئی کر گیا کہ بسوجو فاعلمہ بحسن نيته یہ ہے اس بدعت مترجم کی کارستانی دیکھیے کہ اذان کے ساتھ صلوات و سلام پڑھنے کا صدیوں پہلے کا مستند حوالہ ثانیہ رسالت سے عدوت اور درود شریف سے بے زاری کی تذکرہ دیا۔ (القول السلیع، ص ۸۷ مترجم مولانا معظم الحق برتیب: رضی الدین احمد غفری، کراچی)

(ج) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سُس ہو گیا تو ایک شخص نے ان سے کہا کہ جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو، اس کا ذکر کریں۔ انھوں نے پکارا ”یا محمد ﷺ“ پس اسی وقت اُن کا پاؤں ٹھیک ہو گیا۔ (القول السلیع، عربی، ص ۲۲۵، تباہرہ)

دیوبندی مترجم نے اس روایت کو بھی یعنی عنائے یا رسول اللہ حذف کر دیا اور اس کا ترجمہ نہیں کیا۔ اس لیے کہ اس سے بوقت ضرورت حاجت صحابہ کرام کا رسول اللہ ﷺ کو پکارنا اور فریاد کرنا ثابت ہوتا ہے، جب کہ دیوبندی و اپنی مذہب میں صحابہ کرام کے اس عقیدے کو شرک ٹھہرایا گیا ہے۔ (القول السلیع، ص ۱۱۷ مترجم مولانا معظم الحق برتیب: رضی الدین احمد غفری، کراچی)

القول المذبح

في الصلاة على الحبيب الشفيق

للامام العلامة الحافظ شمس الدين محمد بن
عبد الرحمن السخاوي الشافعي
٨٣١ - ٩٠٢ هـ

دار الريان للتراث

أبي بكر بن محمد بن عمر قال كنت عند أبي بكر بن مجاهد فجاهد الشيلي فقام إليه أبو
 بكر بن مجاهد فعانقه وقبل بين عيني ، وقلت له يا سيدي تفعل بالشيلي هكذا وأنت
 وجميع من يبعثون يتصورون أو قال يقولون أنه مجنون فقال لي فعلت كما رأيت رسول الله
 صلى الله عليه وسلم فعل به وذلك أني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في المنام
 وقد أقبل الشيلي فقام إليه وقبل بين عيني فقلت يا رسول الله أفعل هذا بالشيلي
 فقال هذا بغيراً بعد صلواته لقد جاءكم رسول من أنفسكم إلى آخر السورة ويتبعها
 بالصلاة علي وفي رواية أنه لم يصل صلاة قريضة إلا وقرأ لقد جاءكم رسول من
 أنفسكم الآية ، ويقول ثلاث مرات **صلى الله عليك يا محمد ، صلى الله عليك يا**
محمد ، صلى الله عليك يا محمد ، قال قلت لأبي الشيلي سألت عيا يذكر في الصلاة
 فذكر مثله ، وهي عند ابن بشكوال من طريق أبي القاسم الخفاف قال كنت يوماً
 أقرأ القرآن على رجل يكنى أبا بكر وكان ولياً لله فإذا بأبي بكر الشيلي قد جاء
 رجلاً يكنى بأبي الطيب كان من أهل العلم فذكر قصة طويلة وقال في آخرها :
 ومشي الشيلي إلى مسجد أبي بكر بن مجاهد فدخل عليه فقام إليه فتحدث أصحاب
 ابن مجاهد بحديثها وقالوا له أنت لم تقم لعلي بن عيسى الوزير ونقوم للشيلي فقال
 ألا أتوم لمن يعظمه رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبنت النبي صلى الله عليه
 وسلم في النوم فقال لي يا أبا بكر إذا كان في غد فسدخل عليك وجلس من أهل
 الجنة فإذا حواء فأكرمه قال ابن مجاهد فلما كان بعد ذلك ببلشين أو أكثر رأيت
 النبي صلى الله عليه وسلم في المنام فقال لي يا أبا بكر أكرمك الله كما أكرمت رجلاً
 من أهل الجنة ، فقلت يا رسول الله لم استحق الشيلي هذا منك فقال هذا رجل
 يصلي خمس صلوات يذكر في إثر كل صلاة ويقرأ لقد جاءكم رسول من أنفسكم
 الآية ، يقول ذلك منذ ثمانين سنة أفلا أكرم من يفعل هذا ؟ قلت ويستأنس هنا
 بحديث أبي امامة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من دعا هؤلاء
 الدعوات في خير كل صلاة مكتوبة حلت له الشفاعة مني يوم القيامة ، اللهم اعط
 محمداً الوسيلة واجعل لي المصطفين محبة وفي العاليين درجته وفي المقربين دارة وراه
 الطبراني في الكبير وفي سننه مطروح بن يزيد وهو ضعيف ، وأما عند إمامة الصلاة
 فمن الحسن الفصري قال من قال مثل ما يقول المؤذن فإذا قال المؤذن قد قامت

قبل ذلك فإنه لما قتل الخاكم ابن العزيز أمرت اخته ست الملك أن يسلم على ولده
الظاهر فسلم عليه بما صورته السلام على الامام الظاهر ثم استمر السلام على
الخلفاء بعده خلفاً بعد سلف إلى أن أبطله الصلاح المذكور جزئياً خيراً .

وقد اختلف في ذلك هل هو مستحب أو مكروه أو بدعة أو مشروع واستدل
للأول بقوله تعالى : ﴿ وامنطوا الخير ﴾ ، ومعلوم أن الصلاة والسلام من أجل
القرب لا منها وقد تواردت الاختيار على الحث على ذلك مع ما جاء في فصل الدعاء
عقب الاذان والثالث الأخير من الليل وقرب الفجر والصواب أنه بدعة حسنة
بوجوه فاعله بحسن نيته وقد نقل عن ابن سهل من المالكية في كتابه الاحكام
حكاية الخلاف في تسبيح المؤذنين في الثالث الأخير من الليل ووجه من منع ذلك
أنه يزعج النوم وقد جعل الله تعالى الليل سكناً وفي هذا نظر والله الموفق .

(الصلاة عليه في يوم الجمعة وليلتها)

وأما (١) الصلاة في يوم الجمعة وليلتها فقد قال الشافعي رضي الله عنه أحب
كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في كل حال وأما في يوم الجمعة وليلتها
أشد استحباباً انتهى .

وتقدم في الباب الرابع مما يدخل هنا حديث أبي هريرة وأنس بن مالك
وأوس بن أوس ، وإبي أمامة ، وإبي الدرداء وإبي مسعود وعمر بن الخطاب وأنه
عبد الله والحسن البصري ، وحالد بن معدان ويزيد الرقاشي وابن شهاب
الزهري هبنة واضحة فلا نعيد ذكرها هنا وعن أبي ذر الغفاري رضي الله عنه أن
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من صلى علي يوم الجمعة مائتي صلاة غفر له
ذنب مائتي عام أخرجه الديلمي ولا يصح .

وعن عائشة رضي الله عنها قالت : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من

(١) وقال احمد ليلة الجمعة اسلم من ليلة القدر ورواه في حديث وراه ابو داود وصححه النووي ان
الفضل اليكم يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه نفس وفيه النخلة وفيه الصفة فأكثروا علي من الصلاة
فيه فان صلاتكم تعرض علي فادعوا لكم واستغفروا .

أحدثكم فليصل علي وليقل ذكر الله محبر من ذكرني رواه الطبراني وابن عدي وابن السني في اليوم والليالي والخرائط في المكارم وابن أبي عاصم وأبو موسى المديني وابن بشكوال وسنده ضعيف وفي رواية بعضهم ذكر الله من ذكرني بخير قلت وقد أخرجه ابن خزيمة في صحيحه وذلك عجيب لأن استاده غريب وفي شيوخه نظر والله

المؤمن . ولما الصلاة عليه عند خدر الرجل فرواه ابن السني من طريق المهتم بن حنبل وابن بشكوال من طريق أبي سعيد كذا عند ابن عمر رضي الله عنهما فخرت رحله فقال له رجل أذكر أحب الناس إليك فقال يا محمد صلى الله عليه وسلم ذكائنا تشغل من عقل ولا ين السني من طريق مجاهد قال خدرت رجل عند ابن عباس رضي الله عنهما فقال له ابن عباس أذكر أحب الناس إليك فقال يا محمد صلى الله عليه وسلم فذهب خدره ، وللبخاري في الأدب المفرد من طريق عن الرحمن بن سعد قال خدرت رجل ابن عمر فقال له رجل أذكر أحب الناس إليك فقال : يا محمد .

(الصلاة عليه عند العطاس)

وأما الصلاة عليه عند العطاس لعن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من عطس فقال الحمد لله على كل حال ما كان من حال وصل الله على محمد وعلى أهل بيته أخرج الله من منخره الأيسر طائراً يقول اللهم اغفر لغائتها أخرجه الديلمي في مسند الفردوس له بسند ضعيف وعنده ابن بشكوال من حديث ابن عباس مرفوعاً مثله إلى قوله الأيسر وقال بعده طيراً أكبر من الذباب وأصغر من الجراد يرفرف تحت العرش يقول اللهم اغفر لغائتها ، وسنده كما قال المجد اللغوي لا بأس به سوى أن فيه يزيد بن أبي ريد وقد ضعفه كثيرون لكن أخرجه له مسلم متابعة والله اعلم .

وعن نافع قال عطس رجل عند ابن عمر رضي الله عنهما فقال له ابن عمر لقد بخلت هلاً حيث حدثت الله تعالى صلحت على النبي صلى الله عليه وسلم أخرجه البيهقي وأبو موسى المديني وعنده باقي بن مخلد في مسنده وابن بشكوال من طريقه بسند ضعيف عن الضحاك بن قيس قال عطس غاطس عند ابن عمر فقال



درویش شریف کے فضائل، احکام، آداب ۳۲۸ اسمائے مبارکہ
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مشہور آفاق کتاب

القول البديع فی الصلوة علی الحبیب الشفیع کا اردو ترجمہ

دُرُوشِ شَرِیف کے فضائل و آداب

تألیف
امام مسالین محمد بن عبدالرحمان بخاری ۲۰۰ سال سنہ

ترجمہ
مولانا معظم الحق صاحب
تہذیب و ترتیب

حضرت سید رضی الدین احمد فخری رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
ادارۃ القرآن وعلوم الاسلامیہ
۴۲۷- ڈی. گارڈن ایسٹ نزد سبیلہ چوک کراچی

شفاعت گنہگاروں کے لئے ہوگی اور اپنی مددینہ کی شفاعت ان کی بلاؤں اور آزمائشوں پر صبر کرنے کی وجہ سے ہوگی جیسے غزوات میں خصوصاً غزوہ اُحُد میں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مددینہ پر گماہ نہیں گئے اللہ باقیوں کے لئے راضع نہیں گئے۔ گواہی روایات بڑھانے اور اکرام و اعزاز کے لئے ہوگی اور شفاعت کو تمام گنہگاروں کے لئے مخصوص ہوگی۔ بعضوں کے لئے دونوں چیزیں شفعہ عرش الہی کے سایہ میں چھوڑا۔ فورے مہیروں پر چھوڑا۔ وغیرہ۔

اذان کے بعد مؤذنوں نے جو دعائیں نکالی ہیں ان کا بیان

اذان دینے والوں نے یہ بدعت گھڑی ہے کہ وہ عصر اور عشاء کی اذان کے بعد اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھتے۔ اس بدعت کی ابتداء اسی طرح ہوئی کہ امام ابن العزیز نقل ہوا تھا اس کی بہن نے اس کے بعد دن بعد کو یا کہ کوئی اس کے لئے شاہ ظاہر کو سہم کر لیا کریں جس کی صورت یہ تھی لَکَ اَللّٰهُمَّ عَلٰی اَلِیْمِہِ رَافِعًا حَبِیْبًا۔ اس کے بعد علقنا پر یہی اسی طرح سلام پڑھا جانے لگا یہ بالکل کج مسلمانان النہج صلاح الدین الی المنہج لوصف بہا الیوب الخجوزی کے فرمانہ حکومت میں بہترین گزارش میں اسی کو باطل کر کے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوة و سلام) اذان کے بعد پڑھنے کا حکم جاری کیا۔ اس بارے میں اس طرح ہدایان صلوة و سلام پڑھنے میں اختلاف ہوا۔ کہنے اس کے اعتبار پر اللہ تعالیٰ کا رشار فَاَنْشُرُوا لَیْلَہِ سے استدلال کیا جائیگا۔ یہ بھی ہے کہ یہ بدعت ہے۔ (تا قلی کی معروض یہ ہے کہ اذان کے بعد کی دعا میں تو صلوة و سلام

موجود ہے۔ خود اجماعی اور اگرچہ ہوتے متفقین ان کا کہنا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ یا یا اَمْرًا عَلٰی اَلِیْمِہِ رَافِعًا حَبِیْبًا۔ اذان کی دعا مکمل کرنے کے بعد جو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ یا یا اَمْرًا عَلٰی اَلِیْمِہِ رَافِعًا حَبِیْبًا پڑھ لیا جاتا ہے وہ کفایت کرتا ہے۔ اسی طرح تہجد کی اذان کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہ پڑھنے پر بھی اختلاف ہے۔

جمعہ کے دن اور رات میں درود پڑھنا

حدیث میں وارد ہے کہ یوں تو ہر حال میں درود کی کثرت پسندیدہ فعلی ہے۔ لیکن جمعہ کے دن رات میں درود کی کثرت مزید مستحب ہے مثلاً پڑھنے والے کو روز قیامت شفاعت ملے گی۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن دو سو مرتبہ درود شریف پڑھے اس کے دو سو سال کے (بقدر گناہ و اہمال) معاف ہوتے ہیں۔ یہی کیا ہے کہ جمعہ کے دن جو ناشی مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے اس کے اسی سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں اسی طرح ۲۰ مرتبہ پڑھنے پر ۲۰ سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اور یہ درود پڑھو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ یا یا اَمْرًا عَلٰی اَلِیْمِہِ رَافِعًا حَبِیْبًا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب دعا شروع کریں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى عِبَادِكَ وَكَرْبَتِكَ وَرَسُوْلِكَ اَفْضَلَ مَا صَلَّيْتَ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ اَجْمَعِيْنَ.

(ترجمہ) اے اللہ رحمت نازل فرمائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو آپ کے بندے آپ کے نبی اور آپ کے رسول ہیں اس سے افضل رحمت جس کو آپ نے اپنی تمام مخلوق میں سے کسی پر نازل فرمائی ہو اس شاندار مروی ہے کہ دعا کی قبولیت کے لئے درود شریف کے بھی اوقات اور اذکار اور نسخے ہیں مثلاً حضور قلب ہو برکت ہو، مسکنت ہو، شغور ہو، دل کا اللہ جل شانہ سے تعلق ہو اور اسباب قبولیت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کی قبولیت کی ہر ادا حق ہے اس کا وقت سحر کی ہے اور اسباب قبولیت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف ہے۔

کان بچنے کے وقت درود شریف پڑھنا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علامہ رافع رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب تمہارے کان بچے لگیں تو چاہیے کہ مجھ پر درود شریف پڑھا کرو۔ اسی طرح جب پاؤں سو جائے تو اپنے محبوب کا ذکر کرو یعنی درود شریف پڑھو۔

چھیننے والے کا درود شریف پڑھنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص چھینک کے کہے۔
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَصَلِّ عَلٰى اَنْبِيَائِكَ اَفْضَلَ مَا صَلَّيْتَ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ اَجْمَعِيْنَ۔
تو ایک بار یہ کہتا ہے۔

(ترجمہ) اے اللہ اس کے کہنے والے کی مغفرت فرمادیجئے۔
بعض لوگوں کے نزدیک چند موقعوں پر درود شریف پڑھنے کو مذکورہ کہا گیا ہے ان میں سے چھینک کے وقت، تھپ کے وقت، زبرد کے وقت، بیمار کے وقت وغیرہ۔

بھولنے والے کا درود شریف پڑھنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم

(۱۴) ”غنیۃ الطالبین“ میں تحریف

غنیۃ الطالبین کے تمام قسمی مخطوطوں اور شائع شدہ نسخوں میں نماز تراویح کے لئے ۲۰ رکعت کی صراحت ملتی ہے۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۹۳ھ) تحریر فرماتے ہیں:

”اور تراویح کی میں ۲۰ رکعتیں ہیں اور ہر دوسرے رکعت میں بیٹھے اور سلام پھیرے۔ پس وہ پانچ ترویجہ ہیں۔ ہر چار کا نام ترویجہ ہے اور ہر دو رکعت کے بعد نیت کرے کہ میں دو رکعت تراویح کی نیت کرتا ہوں۔“ (غنیۃ الطالبین، ص ۳۹۶ قادری کتب خانہ لاہور)

لیکن پاکستان کے نام نہاد توحید پرست غیر مقلد فرقے نے جب ”غنیۃ الطالبین“ کا نسخہ اپنے مکتبہ سے شائع کیا تو اس میں نماز تراویح کے متعلق عبارت کو تحریف کر کے یوں شائع کیا ہے:

”اور تراویح کی وتر سمیت گیارہ رکعتیں ہیں اور ہر دوسری رکعت میں بیٹھے اور سلام پھیرے۔“ (غنیۃ الطالبین، ص ۵۹۱، مکتبہ محمودیہ، حدیث منزل، پاکستان)

حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ سے عنایت رکھنے والے اگر یہ عبارت تحریف شدہ کتاب میں دیکھیں گے تو سوچیں وہ کس مذہب میں پڑ جائیں گے؟

(۱۵) کتاب القول الحسن فیما یستقبح و عَمَّا یسن میں تحریف

سید عبد الحلیل الطہلبانی (م ۱۲۷۰ھ) بصرہ کے ایک مشہور عالم دین اور شاعر تھے۔ آپ رسول کریم ﷺ کی شان بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

وجعلته روح جثمان الوجود، وسببا لوجود کلی موجود.

جس کا مفہوم ہے: ”(اللہ تعالیٰ نے) آپ ﷺ کی روح مبارک کو تمام موجودات کے وجود کا سبب بنایا۔“ (مخطوطہ القول الحسن فیما یستقبح و عَمَّا یسن، قمرہ) سید طہلبانی کے پوتے سید امیر انیم الطہلبانی وبابی فکر سے متاثر ہو گئے۔ انہوں نے جب اس مخطوطے کو شائع کیا تو رسول اللہ ﷺ کی شان میں کہی گئی مذکورہ بالا عبارت کو حذف کر دیا۔ (القول الحسن فیما یستقبح و عَمَّا یسن، ص ۶۹، ناشر الدراسات الاسلامیہ، کویت)

اس تحریف کی نشان دہی اُس وقت ہوئی جب مطبوعہ نسخے کا موازنہ مصر میں رکھے گئے اصل مخطوطے سے کیا گیا۔

تاریخین کے لیے یہاں ہم دوؤں نسخوں کا عکس پیش کر رہے ہیں۔

☆☆☆

القول الحسن فيما يستقبح وعمّا يسن
للعالم الجليل السيد عبد الجليل الطبطبائي
المتوفى عام ١٣٧٠هـ / ١٩٥٣م

دراسة وتحقيق

دكتور

محمد عبد الرزاق السيد إبراهيم الطبطبائي
عميد كلية الشريعة والدراسات الإسلامية
جامعة الكويت

ومن ثم قالوا : السنة كسفينة نوح ، واتباع السنة ينطع بهم البلاء
عن أهل الأرض ، والسنة إنما منها لما علم في خلقها من الخلل
، والزلزل ، والتعمق ، ولو لم يكن إلا أن الله سبحانه وملائكته
وحمله عرشه يستفكرون لمن اتبعها لكفى (١)

ولنحبس عنان القلم عن الجري في هذه الحلية ، وإن كان البحث
في ما اختاره الله وأحبه ، خوفاً من ملالة السامع ، والسامة ، فإن
دور الرحمة بالغيث إذا طالت نفوذه الإقامة ، رفعت الألف
بالدعاء إلى الله في كشف الغمامة .

واليوم ، وكنت هم أرباب العناية عن الامتداد إلى بلوغ منتهى
العناية ، فصار الاقتصاد أحرى بقبول الرواية لأهل الدراية

ففسلك اللهم ، يا من بيده ملكوت كل إيمان ، ونحت فخره
ناصية كل بر وجود وامتنان ، أن تصلي وتسلم على عبدك
ورسولك محمد ، الذي أفرزته درة صدقة كل إيمان ، ولن نتحنفا

بفضلك [١٢ / ب] وعطفك بالهدى والاستقامة في كل حال ، ولن
نعصنا من الزيف والصلاة ، ولن نلبسنا من الأخذ بهديه الفخر
حلة ، ولن نعصنا من الزيف والغواية ، والأهواء المضلة ، ولا
تواخذنا - يا مولانا - بالغفلة والتفريط والتقصير ، فإبنا وحك
لنعلم أن لا ملجأ إلا إليك ولا مغير ، فأنت مولانا لا سواك ،
وأنت نعم المولى ونعم النصير .

وعين ثم قالوا السنة كسيفة لفرح وانباء السنة يدق الملائكة
اهل الارض والسنة انما منها لما علم في خلافتها من الخلل والزلزال
والتمتع ولولم يكن الا ان الله سبحانه وملائكته وحلة عبد **عيسى** مستغفر
لما اشبعها الكفى ولنجس عنان القلم عن الجري في هذه الحجابة. **واينما**
كان النجفة في ما اخذاره الله واجبه خوفا من ملائكة السامع والسماعة
فان نزول الرحمة بالغيب اذا لم يكن بذر وله الاقامة ورفع **الاكف**
بالدعاء الى الله في كشف الغمامه واليوم وقفت هم ارباب الغنايم
عن الامداد الى بلوغ منتهى الغاية. فصار الاقتصاد احرى
الرواية لاهل الداية. فساكن **الله** ياتن بيده مكنون كل
وتحت فطره ناصية كل بهر وجود وامتنان. ان نصلي وتسلم على عبيد
وكله محمد الذي امنه درة صدقة كل انسان. **وجعلته روح**
جنان الوجود وحسب الوجود كل موجود. وان تحمنا بفضلك
وعظمتك

(۱۶) کتاب اشد العذاب میں تحریف

دیوبندی مکتبہ فکر کے مشہور مولوی مرتضیٰ حسن چاند پوری درجہ بھگتوی نے تقادیمیت کے خلاف ایک کتاب ”اشد العذاب“ لکھی۔ اس میں مرزائیوں کا ایک قول نقل کیا کہ مولانا احمد رضا بریلوی اور ان کے ہم خیال علمائے دیوبند کو کافر کہتے ہیں تو کیا علمائے دیوبند کافر ہیں؟ اگر علمائے دیوبند کافر نہیں تو پھر مرزائی کیوں کافر ہیں؟

مولوی چاند پوری دیوبندی اس کے جواب میں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ پر اپنے دل کی بھڑاس نکال کر آخر میں مذہبی خود کشی کرتے ہوئے تسلیم کرتے ہیں کہ:

”اگر خان صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انھیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علمائے دیوبندی تکفیر صحیح فرض تھی، اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔“ (ہد العذاب، ص ۱۳، ناشر مجتہائی جدید، دہلی)

دیوبندی عالم کا یہ اعتراف خود ان کے گھٹے کی بڑی بن گئی اور ان کے اس اعتراف شدہ عبارت کا منظرے کے وہ ران ان سے کوئی جواب نہیں بن پاتا۔ انہوں نے سوچا کہ کیوں نہ اس عبارت کو ہی اس کتاب سے خائب کر دیا جائے۔ چنانچہ کراچی کے دیوبندیوں نے کتاب ”ہد العذاب“ شائع کی تو اس عبارت کو بلکہ اصل کتاب کے ص ۱۲ سے لے کر صفحہ ۱۵ تک سارے صفحات کو خائب کر دیا اور صفحہ ۱۲ کی آدھی عبارت کے بعد سید صاحب صفحہ ۱۵ کی عبارت کو جوڑ دیا۔ (ہد العذاب، ص ۱۳-۱۵، ناشر مولانا محمد یوسف بنوری، مجلس تحفظ ختم نبوت، کراچی) قارئین اصل کتاب اور تحریف شدہ کتاب کا ٹکس ملاحظہ فرمائیں۔



۳۳ دیوبندی ملا کی کفر یہ باتوں کا تحقیقی جائزہ اور اس کا رد و تبلیغ کے لیے مطالعہ کریں ’حسام الحرمین علیٰ خضر الکفر‘ اولین ’۱۴۱۳ھ رضا خان بریلوی، ناشر رضا اکیڈمی، ممبئی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 رَا غَدَاةَ حَمْدِ اللَّهِ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَآلِ عَلِيٍّ

سے اسد کے مناسبت کا قصہ کیا کہ عدالت قدرت نے ان کو اس میں ناکام کیا اور وہ

ایمانی کی حالت میں اپنا حق قرار سے مستحق ہو کر

جو کہ برادری کا ایک کفر ہے ان کے رسالے میں مندرجہ ذیل مسلمانوں کو اس قدر محبت تھی کہ ان کو اس
 کی کل تصانیف کو مطالعہ کرنے اور اس کے کرائی وقت پر انکار نہ کرنا ان کے کام لینے کے لئے
 مسلمانوں کے لئے مقرر کی گئی تھیں، تو میں ان فیاض علیہ السلام، وعلیہ السلام، وعلیہ السلام، وعلیہ السلام
 خیرا و جہاد و دگر مقرر کیا گیا کہ ان کو جو حد کے فضل و کرم سے ان کے لئے بہت مفید رہا
 اس پر اس کا نام

أَشَدُّ الْعَذَابِ عَلَى مُسَيِّئِ الْبِجَابِ

اور اسے

دین میرا کفر خالص

یہ حال میں مسلمان کے آقا میں جو اس کے فضل سے کوئی مرزا یا اس کے پیروں کے پاس نہ ہو
 کہ اس کے خلاف کوئی اور ہے وہ اس کی حق و عین کو دیکھتا ہے کہ اس کے ساتھ اور دوسرے کو

مطبع مجتبائی جلد دہلی
 دی دہلی

مسلمان ہے لاقہم ہی تمہارے حق سے پردہ کھاکرتے ہیں بلکہ کسی مرتد یا کافر نہ کہ وہ تو کافر ہے یہ حکم نہ دیکھ کر
کفر یہ عقائد ہیں مگر انھما سب کا یہ قرار کہ بعض علماء دیوبند اور ائمہ اہل سنت میں یہ غلط فہمی افراسی بھتان ہو
جب ہم ان عقائد کو کفر قرار دیتے ہیں تو ہم ان کے ساتھ کفر ہو سکتی ہیں نہ یہ حکمات کفر یہ ہم کو ہے نہ ہمارے
یہ لوگوں نے انہی عقائد میں خبیثہ ہمارے قلب میں آئے ہم تو ایسے شخص کو جس کا یہ اعتقاد ہو قطعی کافر قرار دیتے ہیں اور
وہ عبادات جن کی طرف ان حضرات خیر گو خوب کہتے ہیں ان کا مطلب سمات ہر جوان مسلمان کے بالکل
مخالفت ہے اب یہ سوال کہ ہر قاضی مسیحی ایسا کیوں کیا اس کا جواب یہ ہو کہ یہی تیر حویں صدی کے فرقی مجددی
ہونے کے ثمر تھے۔

مشاہرہ دار محمد دھکا ہی حال ہوتا ہے مرزا حسن نے کام دے زمین کے مسلمانوں کو کاڈ کر دیا، خانقاہ کے اپنے
تمام مخالفوں کو کاڈ کر دیا، وہ قاضی ہوا جس میں جو شرک ہو وہ اس کا میر ہو جو کسی نہ ہی سے سلام کرے وہ فریاد چر رہا ہے
کافر وہابی وہ کافر مقلد، کافر تخری سب کافر غرض ہاں کچھ جہاں تیس وہ کافر فحشی کفر کافر مرد کفار
ان کے پیر کی کافر سڑکی چین گئی ہو ہوئی مگر خیر بدلتان میں شرک ہوئے، شرک بدلتان میں شرک ہوئے
بلکہ جو شرک پرادہ کافر اب میں نے یاد کر کے عرض نہیں کرتا۔ لیکن وہ کفر و کجیوں کو جو اصل انون کی ہودی کی ہوا
خانقاہ کے کفر سے دوسے شرعاً ہی جیسے، مولوی عبد الہدی صاحب الیہ ایک وجہ سے کافر اب مولوی ریاست
علی نقشبندی صاحب تہری سے شکوہ ہوئی تو دھارہ جی شکوہ کسی ہی گنہگار وہ فہم ہی ہو میرے آگے مسجد
مریدین وہاب پر کر دی میں نہ معلوم یہ غرض کوئی خوب ہی اس پردہ نہ نگاری میں بڑی عجز اور جھوٹے لہر
ایک ہی تحلیل کہتے معلوم ہوتے ہیں کسی ایک ہی اور کے تیر کے نکال دین دفن کی غرض ہی معلوم ہوئی، دیکھو کیا
سرمائش کے اذکار کے کوئی مسلمان تری اور وہ جو مسلمان ہیں معلوم ان حضرات کی تشریح کی ہو تو قاضی
ہو اسباب اللہ اور فریقہ احوال اخبار و ترمیمہ الخواجل علی اللقی فی امنیہ الازکامہ۔ ترمیمہ الیہ فی
حدود النجاش۔ قسم الیقین عن نقول علی الجلیوں۔ الختم علی لسان منصف قریہ یہ ستر تہاں ہی گئی ہے
اصل بات یہ عرض کرنی چاہی کہ بریلی کلیر اور علی نے اسلام کا دھواں عیاں اور دایرون کو کاڈ کر دیا، مسلمان
وہ انان کافر تہاں اب پھر بھی اس کو نہ پر نہ لانا، خانقاہ کے نزدیک بعض علماء دیوبند و انہی ایسے ہی
تھے میرا انھوں نے انھیں بھائی خانقاہ صاحب پر ان علماء دیوبند کی کفر و فحشی کا روئے کو کاڈ کر دیا تو وہ
خود کافر ہو جائے، ایسے علماء اسلام ہے جب مرزا صاحب کے عقائد کفر پر سلام کرتے اور وہ عقائد ثابت ہو گئے

ایں امر مرزا صاحب احمد مرزائی جیسا کہ مکرر پہلے لکھ کر چکے ہیں انکار کرتے ہیں ان کو کشتن ایسا کہتے ہیں اور جو کہیں کہیں تو لیں کرتے ہیں خود اہل اہل انکار انکار کا لہجہ ہے ایک جگہ تاویل کرتے ہیں مکرر مرزا صاحب کا دوسرا کلام اس کی تفسیر کرتا ہے جو یہاں سے عاجز ہیں۔ مکرر ان سے دشمنی ہے مرزا صاحب کچھ بائیں کہتے اس غرض سے یہ لکھ لکھا جاتا ہے مرزا خانی مرزا بیوں کو اس سے ہایت اور مسلمانوں کو استعانت خدا پر فرمائے بلکہ ایک مفید مقالے مسلمان اس سے ناواقف نہیں ہیں ان کی تکفیریت کو بھی دیکھ کر مرزا صاحب اور مرزا بیوں کو مسلمان ہی کہے جائیں۔

۴ ایک بات قابل ذکر ہے مرزائی دھوکہ دینے کی غرض سے وہ عملات مرزا صاحب کی پیش کردہ جو بھی حق نبوت کا ذکر ہے جیسا کہ علیہ السلام کی تفسیر اور عکس شان کا ذکر ہے اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب ان کے پیش سے کافر تھے بلکہ عت تک مسلمان تھے اور جو کہ یہاں تھے اس وجہ سے ان کے کلام میں باطل کہتا ہے یہی ہے تو یہی عملات مفید نہیں ہیں کہ کوئی ایسی جلدت نہ لکھا دیا کہ اس نے جو ظلم سنی حق نبوت کے غلط بیان کئے تھے وہ غلط ہیں صحیح سنی یہ بن کر آپ کے بعد غلطی نہ ہو کہ کوئی نبی جتنی بڑا گیا جتنی ان کے زمانہ کے بڑے گویاں دیکھا کہ فرما تھا میں نے تو ہر کے مسلمان ہوتا ہوں بخیر نہ دے دے تو مرزا صاحب اور مرزا خانی ان الفاظ سے ہی کہتے ہیں اسی وجہ سے مسلمان دھوکے آجاتے ہیں کہ یہ قسم نبوت کے یہی حال ہیں جیسا کہ علیہ السلام کی تفسیر بھی کرتے ہیں قرآن کو بھی مانتے ہیں اس لئے مرزا صاحب اور مرزا بیوں کا یہ انتہا باطل ایمان اہل اور افضل اور بڑے مسلمان کیوں نہیں گئے مگر مسلمانوں نے ان کے الفاظ میں کچھ سمجھ نہیں سکا قرآن حدیث سے بتائے ہیں جو ان کے وہ ہیں جو مرزا صاحب نے تصنیف کر کے گزری بنیاد و اہل نبی۔ اور جو حدیث مرزا صاحب اور مرزا بیوں کی بھی جاتی ہیں۔ جب تک ان عقائد سے صاف تو ہر دیکھا میں دیکھ کر میں تو ان کا کچھ نہیں سمجھتا۔ مسلمانوں کی واقفیت کے لئے مرزا صاحب ایمان کے ادواب کے چند مقالے لکھنے ہیں۔ درجہ تہذیب کے لئے تو غلط ہے کہ مرزا صاحب لکھتے اور ہر دیکھتے اور ہر دیکھتے۔ آمین

جلال علیہ السلام کی خدمت میں عرض ہے کہ اس عاجز و ناتوان جانی رحمت اللہ علیہ کے لئے اور جلال علیہ السلام کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر قلم رکھے اور ہر دیکھتے اور ہر دیکھتے۔ آمین

جیسا کہ علیہ السلام کی توفیق کے منتظر ہو مرزائی جواب دیتے ہیں وہ تو اس رسالہ میں مفید مقالے پر آئے آگئے ہیں اور اس مسئلہ پر نہ تو دعویٰ نبوت سوجھایا ہوں کہ لے قوم مرزا صاحب کی یہ عملات ہی کافی ہیں کہ مرزا صاحب

وَلَقَدْ قَالَ لَوْلَا كَيْدُ الْكَافِرِ وَالْعَدُوِّ لَأَسْلَمَ مُحَمَّدٌ

اشد العذاب

على

مسیلمۃ النجائب

یعنی

مرزا غلام احمد قادیانی کا

قادیانی دین، کفر فالص

مناظر اسلام مولانا سید مرتضیٰ حسین چاند پوری

— فاشو —

مولانا سید محمد یوسف بنوری

— امیو —

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان (ملتان فون ۳۳۴۱)

پبلشر: حافظ محمد مسلم بن برکت اللہ نقشبانی کپانڈہ (منڈر روڈ) کراچی

مخمس، گایا اگر اس کا کہنے والا شخص ہے جو وہی ہے جو فاضل حقیقی جانتا ہے تو یہ کفر اور کفر کا دوزخین اگر اسی کے کوئی مسلمان کہے تو یہ کفر نہ فاضل کا دوزخ ایک وقت میں کسی کلام پر کفر کا دوزخ پھر فاضل کو مسلمان دلی بزرگ کہا تو اس کی وجہ علاوہ اور درجہ کے کسی یہ بھی ہے اس کی تفصیل علامہ شمس ایبائی مرزائی قادیان میں ملاحظہ ہو۔ مگر یہ بھی ہوا ہے کہ کفر پر چونکہ کفری تھا فتویٰ کفر یا فاضل کا اضافہ ان کے دشمنوں نے کر لیا۔ مشہور یہ جو کیا کفلاں پر فلاں سلام نے فلاں کام کی وجہ سے کافر کہہ دیا حالانکہ بچا سے عالم کو فاضل کا پتہ بھی نہ تھا۔ فاضل حال جب معلوم ہوا تو اسے مسلمان بلکہ بزرگ اور ولی کہا کیونکہ ان کی مراد معنی کفری نہ تھے عزائم کہہ دیا کہ علامہ ہمیشہ سے فتوے کفر کے مشاق ہیں جب تک وہ فتاویٰ نقل نہ کرے مابقی حجت بنتا ہو سکتا کوئی فتویٰ کسی مستند عالم کا نقل فرمایا جیسے تو یہ معلوم ہو جائیگا کہ کلمات کی معنی یا اس کے معنی سے کیا ہوئی؟ اجتہاد ہی، یعنی تھا یا قطعی یعنی؟ اگر علامہ اس قدر حسیت ادا نہ کرے تو کفر کفر اسلام میں استیلاز باقی نہ رہتا جو ملحد جو چاہتا وہ کہتا اور کفر کو اسلام بنا دیتا۔ اور زرگر کے کلام کو پیش کر دیا کہ فلاں نے یہ کہا فلاں نے یہ کہا، معنی ان کے کیا مراد تھے، کس حالت میں کہا تھا اسے کون دیکھے، اللہ تعالیٰ علامہ اسلام کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے سلام سے کفر کو مٹنے نہیں دیا۔ آخری احتیاط آیت کا کام آرہی ہے ورنہ جس کا جو جی چاہتا وہ کہتا۔

بعض علماء سے فتویٰ میں غلطی

ہاں اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ کتب کے بعض فتوے کفر کے غلط ہوں بعض فتوے کی بنیاد کفری غرض پر

یا غلط ہی ممکن ہے۔

ہو جس کے فتوے دیئے والے علماء خود ہوں غرض والستہ یا ما والستہ بعض فتوؤں کا غلط ہونا ممکن ہے، مگر اس سے کوئی مرزائی یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ چونکہ بعض فتاویٰ کفر میں غلط سے غلط ہوئی ہے۔ لہذا مرزائیوں، بادوسرے ملحدوں پر فتویٰ کفر قابل اعتبار نہیں مگر یہ نتیجہ جس سے تو تمام دین و دنیا کا کام ہی تباہ اور برباد ہو جائیگا، کوئی حاکم کیسا ہی قابل اور خوش نیت ہو، مگر اس سے غیبت میں کیا غلطی نہیں ہو سکتی، پو میں کے جس قدر چالان جیس کیا سمجھتے ہیں وہی ہیں اور جس قدر چالان سمجھتے ہیں ان میں کیا غلام کو سزا ہوتی ضروری ہے تو اب اس بنا پر تمام بدعاش جو یہ کہہ رہا ہو جائیں گے کہ بعض حکام غلطی کرتے ہیں، بعض بد نیت سمجھتے ہیں

بعض چالان پوچھیں گے صحیح ہوتے ہیں، بعض غلط۔ لہذا چارہ دوہرا پیش کرنے سے بچنا چاہیے۔
 ان کو کوئی سزا نہ دی جائے اور پوچھیں گے کہ کوئی چالان قابل توجہ نہ رہے جس کو پوچھیں گے اور
 مجدد، محدث اور ولی کہا جائے جیسے دنیا میں تمام ائمہ کی جائز ہوتی ہے اسی طرح فتووں کو
 ان کے اصول پر کسے لو اگر صحیح ہوں تو مانو ورنہ غلط ہیں۔ یہ تو نہیں کہ کسی علم کی غلطی یا نہ
 سے تمام دنیا کے علماء کے صحیح فتاویٰ بھی قابل قبول نہ رہیں مگر ایسا ہو تو کیا عجب برہا ہو جا
 مذہب رہے نہ دنیا۔ کیا کوئی شخص میلہ کڑا بادر مرزا غلام احمد صاحب اودان کے مثال کو دیکھ
 یہ کہہ سکا کہ جو مٹی نبوت ہے وہ معاذ اللہ العظیم ایسے ہی جھوٹے تھے سلسلہ نبوت ہی کو غلط
 تمام دین سے سکھش ہو جائیگا۔ میلہ احمد غنی مرزائی باب بہار اللہ وغیرہ کے جھوٹے دعوے
 نبوت سے سب صحیحان نبوت معاذ اللہ جھوٹے اور غیر قابل ہمت بار تھوڑے ہی ہو سکے ہیں۔ دنیا
 جھوٹ سچ دونوں ہی ہیں مگر جھوٹ جھوٹ ہے سچ سچ ہے۔ غرض یہ قدر ایک لکھنا نہ ہوتا ہے
 میں کوئی قابل انصاف نظر التفات نہیں دیکھ سکنا۔ مزا غلام احمد اودان کے تمام مرید متفق
 کافر متنا و دان کے عطا شدہ باطلہ کو جان کر پھر جو ان میں سے کسی کے کفر و ارتداد میں شک
 کرے وہ بھی کافر ہے، ان پر جو کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے وہ بالکل صحیح ہے انہیں تو بکسی چاہیے

Two pages deleted

یہ غلط جملہ مفید نہیں

ایک بات کو قابل ذکر ہے مرزائی دھوکہ دینے کی فرض سے وہ عبادات مرزا صاحب کی پیش
 کر دیتے ہیں جن میں ختم نبوت کا اقرار ہے یعنی علیہ السلام کی تسلیم اور غفلت شان کا اقرار ہے
 اس کا حق جواب ہے کہ مرزا صاحب مال کے پیٹ سے کافر نہ تھے ایک مدت تک مسلمان
 تھے اور چونکہ وہ قابل تھے اس وجہ سے ان کے کلام میں باطل کے ساتھ حق بھی ہے تو یہی
 عبادات مفید نہیں، جب تک کوئی ایسی عبارت نہ دکھائیں کہ میں نے جو فلان علی ختم نبوت
 کے غلط بیان کئے تھے، وہ غلط ہیں، صحیح معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی
 حقیقی نہیں آئے گا یا جیسی علیہ السلام کو برفالان جگہ کالیان دیکر کافر ہوا تھا اس سے توبہ کر کے
 مسلمان ہوتا ہوا۔ ورنہ ویسے تو مرزا صاحب در تمام مرزائی انصاف اسلام کو بکے ہوئے
 ہیں اسی وجہ سے مسلمان دھوکہ میں آجاتے ہیں کہ یہ تو ختم نبوت کے بھی قابل نہیں۔

(۷۱) ”فتاویٰ رشیدیہ“ میں تحریف

مولوی رشید احمد گنگوہی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

”..... جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے۔ وہ ملعون ہے، ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس گناہ کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔“
(فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۳۴، مطبع فرید بک ڈپو، دہلی)
دیوبندی علماء اس بات کو سمجھانے میں ناکام تھے کہ کس طرح کوئی شخص صحابہ کرام کی توحین کر کے بھی اہل سنت و جماعت میں شامل رہ سکتا ہے۔ اپنے مولوی کی اس غلطی کو درست کرنے کا ان لوگوں نے ایک نایاب طریقہ ایجاد کیا۔ اور وہ یہ تھا کہ ”فتاویٰ رشیدیہ“ کی نئی اشاعت میں اس عبارت کو بدل ڈالا۔

فتاویٰ رشیدیہ متعدد حالیہ نسخوں میں یہ عبارت اب یوں پائی جاتی ہے:

”..... جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے۔ وہ ملعون ہے، ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس گناہ کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج ہوگا۔“
(فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۳۸، ادارہ اسلامیات، لاہور)

تاریخ غور کریں۔ اصل عبارت ”سنت و جماعت سے خارج نہ ہوگا“ کو تبدیل کر کے ”سنت و جماعت سے خارج ہوگا“ کر دیا گیا یعنی ”نہ“ کو حذف کر کے معنی بدل دیئے۔ مزے کی بات تو یہ ہے کہ ”نہ“ حذف کرنے پر سطر میں جو خلا ظاہر ہو گیا ہے، وہ اب بھی واضح طور پر نظر آتا ہے۔ ان توحید پرستوں سے یہ امید کی جاتی ہے کہ آئندہ کے کسی جدید ایڈیشن میں اس ”خلل“ کو بھی ”پر“ کر دیں گے مگر کیا یہ تحریف و خیانت کے مجرم کل روزِ شتر اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ جائیں گے؟

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی مفتی عزیز محمد المصطفیٰ
البنی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی ۱۳۰۰ ھ
عبد المصطفیٰ احمد رضا خان

عرس میں شہرکت

سوال :- جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جائے اور تشیہ شریعی ہو شرکیہ نہ ہونا جائز ہے یا
جواب :- کسی عرس اور مولود میں شرکیہ ہونا درست نہیں اور کوئی مسافر اور مرد و عورت نہیں

ہر سال عرس کرنا

سوال :- جناب مولانا فضل الرحمن صاحب کا عرس گنگی مراد آباد میں ہر سال تاریخ معینہ پر ہوتا
ہے بذریعہ اشتہار تاریخ عرس تشیہ بھی کی جاتی ہے خاص مردان مسئلہ کو بذریعہ خطوط اطلاع بھی
دی جاتی ہے تاریخ معینہ پر لوگوں کا اجتماع ہو کر قرآن خوانی ہوتی ہے اور ایسا نالوب کیا جاتا
ہے قوالی راک سماع مزامیر و دیگر خرافات وغیرہ روشنی نہیں ہوتی ہے امیدوار ہوں کہ جواب موصول
مرقت فرمادیں کہ میاں صاحب موصوف کے یہ عقائد کچھ وجہ شرعیہ جائز و درست ہیں یا باطل
نغویات سے ہیں اگر ناپاک و نادرست نزد شاعران علیہ السلام ہیں تو ایسے شخص اور ایسے عقیدہ کھنے والے کا
امامت درست ہے یا نہیں اور صحابہ پر طعن و مردود ملعون کہنے والا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ و
سلم کو ظلم النیب جلستے والے یا وجودیکہ قرآن و حدیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ نفرت کو علم غیب نہ تھا
اور پھر واقع کار لوگوں کا سمجھنا اور میاں صاحب کا اصرار اپنے عقائد پر ان کو کس وجہ کا گناہ کرنا ہے
اور وہ اپنا سبب کبیر کے سبب سنت جماعت کے خارج ہو رہے گے یا نہیں ایسا عرس جس میں سب
التزام ہو تاریخ قیسم بھی ہو اجتماع بھی ہو پر قوالی راک مزامیر سماع و ناپاک و نازم جمع عورتوں کا نہ ہو
جائز و درست ہے یا نہیں۔

جواب :- عرس کا التزام کرے یا نہ کرے بیوقوفان و نادار سنت ہے قیسم تاریخ سے قہراً یا
اجتماع کرنا گناہ ہے خواہ اور نغویات ہوں یا نہ ہوں اور جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ
ملعون ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس گناہ کبیر کے سبب بدست جماعت کے خارج
نہ ہوگا بلکہ زندہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب کے متعلق دین رسالے میرے پاس موجود ہیں اور حضرت
کا کتاب برائین کا طعن میں یہ بحث اور بحث عرس وغیرہ خوب مدلل مذکور ہے والسلام۔

الإنشائية

قواعد الإنشائية

مجلد

مكتبة دارالكتاب

سنة ١٣٤٠ هـ



أمانة دارالكتاب

- قواعدي مشهورة بمكتبة دارالكتاب
- سبيل الرشاد
- ولاية الشريعة
- رتبة النازك
- خلاصة العلم في دار الحرب دار السلام
- لعنات الرشيدة
- ولاية القسري في جراحة القسري
- المصنف المرفوع في تحسين الجمل
- من القسري في إثبات القسري
- قسري سوي شريف
- رد القسري في القسري
- تعداد كمالات ترواح
- اثنى العدي في تصنيف القسري
- قسري حسيب الطاهر

باب اول	اشرفیت برادران سلوک و ارقم
فصل	ادوار و اسراریات - لاجورد
طبع	عزیزان انفس و پرستیان لاجورد
قیمت	مجلس وانی دار
کتابت	مشق و اتم و محاسن و



ملنے کے لئے

اداره اسلامیات

[illegible]

عرس میں شرکت

سوال: جس عرس میں مرت قرآن شریف پڑھا جائے اور تقسیم شہری ہو تو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟
جواب: کسی عرس اور مولودی میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی ماعرس اور مولود درست نہیں ہے۔

برس سال عرس کرنا

سوال: جناب مولانا فضل الرحمن صاحب کا عرس گنج مراد آباد میں ہر سال تارک معین پڑھنا ہے۔ مذکورہ اشتہار تاویح عرس تقسیم شہری کی باقی ہے خاص مریدان سلسلہ کوہ دیو شطوطہ علیہ السلام بھی دی جاتی ہے۔ تاویح معین پڑھنے والوں کا اجتماع جو کہ قرآن خوانی ہوتی ہے اور ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔ قوالی، رنگ، سماع، مزامیر، دیگر شرافات وغیرہ روشنی بھی نہیں ہوتی ہے۔ امیدوار ہوں کہ جواب کا صاحب مرحمت فرمائیں کہ میں صاحبہ معصوم کے یہ فقائد کو موجب عرس شریف جائز و درست ہیں یا باطل مغریات سے ہیں۔ اگر ناجائز و نام درست لفظ شارع علیہ السلام ہیں تو ایسے شخص اور ایسا عقیدہ رکھنے والے کی کفایت درست ہے یا نہیں؟ اور صحابہ پر طعن و عہود و طعن رکھنے والا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب جاننے والے باوجود دیگر قرآن و حدیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت کو حکم غیب نہ تھا اور یہ واقعہ کار کوئی کا سمجھنا اور میں صاحب کا اصرار ہے کہ غفادہ پران کو کس درجہ کا گناہ بنا ہے اور وہ ایسے کسی کبر کے سبب سے سنت جماعت سے خارج ہووے گا یا نہیں؟ ایسا عرس جس میں سب التزام ہو جائے تاویح نہیں بھی پڑھتا ہے بھی جو مرقا کی راگ مزامیر سماع و ناخوانہ جو حق کی گاندہ ہو جائے درست ہے یا نہیں؟

جواب: برس عرس کا ذکر ہم کر کے یا نہ کر کے بدعت اور نام درست ہے۔ عین تاریخ سے جو وہی پڑھتا ہے گناہ گار ہے خواہ اور لغویات ہوں یا نہ ہوں اور جن شخص صاحبہ کرام میں سے کسی کی تحفہ کر کے وہ ضلوع ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے کسی گناہ کبر کے سبب مستحق جماعت سے غافل ہے۔ لکھا۔ ارفیہ کو کہیں اسلام علیکم علم غیب کے متعلق دو عین دماغ سے میرے پاس موجود ہیں اور حضرت کی کتاب ہیں۔ یہ سب قاطعہ شیعہ ہیں اور بحث عرس وغیرہ خوب مدنی مذکور ہے۔ والسلام

عرس کا حکم

سوال: بداول زید چیری مریدی کا پیشہ کرنا تھا فتنائے الٰہی سے فوت ہو گیا۔ مرید لوگوں نے زید کو ایک جلیل القدر بزرگ سمجھ کر وقت و دفن کر کے قبر میں ہر چار طوت چھوڑ کر دفن کیا اور ہر صاحب و متحرک زمانہ حال زید کی قبر کی چار دیواری چھتہ بنائی۔ وہ مرید لوگ نہ بد کی سالاد بری کرتے ہیں یعنی ایک خادمہ کو کہہ کر کہ کسی بزرگ کی خاکہ میں سب مرید جین ہو گئے ہیں وہاں پر غلیظہ زید کا مریان حاضرین کو توجہ دیتا ہے اور تیر تار کرنا ہے کہ زید اس وقت جلسہ ہذا میں شریف لاسے بلکہ شریک جلسہ ہذا ہیں اور فلاں فلاں اوشاد فرماتے ہیں۔ سترہ امور و مات مذکورہ الصبر و صبر ہیں یا فلاں اور جو کہ امور مات مذکورہ کا مرتکب ہو اس کا کام بنانا درست ہے یا نہیں اور وہ شخص کس وجہ میں ہے تو فی منقول و شرح انعام فرمایا جائے۔

(۱۷) ”فضائل اعمال“ میں تحریف

تبلیغی جماعت کے معروف مولوی زکریا کاندھلوی (م ۱۴۰۲ھ) اپنی کتاب ”فضائل اعمال“ (جس کا ابتدائی نام ”تبلیغی نصاب“ تھا بعد میں کسی مصلحت کی بنا پر فضائل اعمال کر دیا گیا) میں باب ”فضائل نماز“ میں ”آخری گزارش“ کے تحت لکھتے ہیں:

”..... لیکن نماز کا معظم ذکر ہے قرأت قرآن ہے۔ یہ چیزیں اگر غفلت کی حالت میں ہوں تو مناجات یا کلام نہیں ہیں، ایسی ہی ہیں جیسے کہ بیمار کی حالت میں ہڈیاں اور کو اس ہوتی ہے.....“ (فضائل اعمال، باب فضائل نماز، ص ۱۰۲)

اکثر لوگوں کے خیالات نماز میں منتشر ہو جاتے ہیں اور انہیں پتہ ہی نہیں چلتا کہ نماز میں کیا پڑھ گئے۔ ملا اس پر منتق ہیں کہ قرآن اگر غفلت کی حالت میں پڑھا جائے تو وہ قرآن ہی ہوتا ہے۔

فضائل اعمال میں غفلت کی حالت میں نماز میں قرآن پڑھنے کو ہڈیاں اور کو اس کہا گیا ہے، اور یہ درست نہیں۔

اس عبارت کی وضاحت کے لیے دیوبندی مکتبہ فکر کے ایک مدرسے میں ”فضائل اعمال“ کی یہ نخل عبارت بھیجی گئی اور ان سے یہ فتویٰ طلب کیا گیا کہ ایسی عبارت لکھنے والے کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ سوال جیسے وقت یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ یہ عبارت آپ ہی کی جماعت کے مولوی کی کتاب سے لی گئی ہے۔

مدرسہ خیر الجالس، دیوبند، گڑھ ملتان، پاکستان دیوبندی مکتبہ فکر کا ایک مشہور مدرسہ یعنی دارالعلوم ہے۔ اس عبارت پر وہاں کے مفتیان نے فتویٰ دیتے ہوئے لکھا:

”اجواب: فتویٰ نمبر ۳۳/۱۴۸۔ مورخہ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵ فروری ۲۰۰۱ء

خط کشیدہ الفاظ ہو سکتے ہیں اس کے قائل پر ملائی تو یہ ضروری ہے جب تک تو پ

نہ کرے اسے مصطفیٰ پر نہ کھڑا کیا جائے، مسلمانوں کو اس سے دور رہنا چاہیے۔ فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح مہر دارالافتاء ہندہ محمد عبداللہ رحمہ اللہ عنہ

ہندہ محمد السار نعمی عنہ جامعہ خیر المدارس، ملتان ۷-۱۱-۱۴۲۱ھ

اس فتوے کا کس تارکین کے لیے اگلے صفحے پر پیش کیا جا رہا ہے۔

دیوبندیوں کو جب اس بات کا علم ہوا کہ یہ عبارت اُن کے پیشوا کی کتاب سے لی گئی ہے اور اب اس فتوے کی روشنی میں مولوی زکریا کاندھلوی گناہ گار ثابت ہو رہے ہیں۔ تب ان دیوبندیوں نے ”فضائل اعمال“ کے نئے نسخے میں اس عبارت میں تخریف کر دی۔

تخریف شدہ عبارت کچھ اس طرح ہے:

”... لیکن نماز کا معظم ذکر ہے، قرأت قرآن ہے۔ یہ چیزیں اگر غفلت کی حالت میں ہوں تو مناجات یا کلام نہیں ہیں، ایسی ہی ہیں جیسے کہ بخار کی حالت میں ہڈیاں ہوتی ہیں۔“ (فضائل اعمال، باب فضائل نماز، ص ۳۸۳، کتب خانہ فیضی، لاہور)

تارکین نور کریں یہاں عبارت میں سے ”بکواس“ لفظ حذف کر دیا گیا ہے۔

دیوبندی اور تبلیغی علماء نے مصنف کی اجازت کے بغیر اس عبارت میں تخریف کر کے اپنی جہالت کو بھی واضح کر دیا کہ اسل عبارت میں تو الفاظ ”ہڈیاں اور بکواس ہوتی ہے“ تھے۔ اس فقرے میں لفظ ”بکواس“ مومث ہے تخریف کرنے والے نے لفظ ”بکواس“ تو کاٹ دیا مگر الفاظ ”ہوتی ہے“ رہنے دینے، حالانکہ لفظ ”ہڈیاں“ نہ گزر ہے، اس کے بعد ”ہونا ہے“ آنا چاہیے تھا۔ کسی نے شاید ٹھیک ہی کہا ہے کہ ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔

کاشفین کرنے کے باوجود ان طاعت کی لذتوں کا اذکار کریں۔ حالانکہ طاعات میں اللہ تعالیٰ شائزہ کی طرف سے بھی قوت عطا ہوتی ہے۔ چارے اس تہذیب کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ ہم ان لذتوں سے گھٹنا میں اوندھ بانیع جہنم کی لذتوں سے ہمارا قوت ہزنا ہی ہے حق تعالیٰ شائزہ اس لذت تک پہنچا دیں تو نہ ہے نصیب۔

آخری گذارش

مشریفائے کھانے کے لذت حقیقت میں بالشرع شائزہ کے ساتھ مناجات کرنا اور یہ ہلام ہر نامیے بخلت کے ساتھ ہر چیز میں مکنا نماز کے علاوہ اور عبادتیں غفلت سے بھی ہو سکتی ہیں شرفِ کزائے ہے کہ اس کی حقیقت ال کا طرح کرتے ہیں یہ خود بخود اس کو آتشا شوق ہے کہ غفلت کے ساتھ بہت بھروسہ کو شائق گذرے گا اسی طرح روزہ دن بھر کا بھوکا پیاسا رہنا، محبت کی لذت سے مکنا کر یہ سب چیزیں نفس کی شدت اور تیزی پر اثر پڑے گا لیکن نماز کا مستحکم ذکر ہے قرآن قرآن ہے یہ چیزیں بخلت کی حالت میں ہرل توں جانت یا کلام نہیں ہیں اسی ہی میں جیسے کہ چاند کی حالت میں نہ بیان اور کبریاں ہوتی ہے کہ ہر چیزوں میں ہوتی ہے وہ زبان پر ایسے اوقات میں جاری ہرجائی ہے اس میں کوئی مشقت ہوتی ہے کوئی نفع اسی طرح چونکہ نماز کی عادت پڑ گئی ہے اس لیے اگر توجہ نہ ہو تو عادت کے موافق بلا سمجھے بیکہ زبان سے الفاظ نکلتے رہیں گے جیسا کہ سوئے کی حالت میں اکثر باتیں زبان سے نکلتی ہیں کہ نہ سننے والا اس کو اپنے سے کلام سمجھتا ہے نہ اس کو کوئی فائدہ ہے۔ اسی طرح حق تعالیٰ شائزہ بھی ایسی نماز کی طرف التفات اور توجہ نہیں فرماتے جو بلا ماور کے ہوا لیے عبادت اہم ہے کہ نماز اپنی دست و دھت کے موافق پوری توجہ سے پڑھی جائے۔ لیکن یہ امر نہایت ضروری ہے کہ اگر یہ حالت اور کیفیات جو پچھلوں کی مستحکم ہوتی ہیں حاصل نہ بھی ہوں تب بھی نماز جس حال سے بھی ممکن ہو ہر روز پڑھی جائے۔ یہی شیطان کا ایک ختم ترین حکم ہوتا ہے وہ یہ کہ اسے کبھی طرح پڑھنے سے توڑ دینا ہی چاہتا ہے یہ غلط ہے کہ پڑھنے سے ہی طرح

کاٹھ: آجی بتر ہے۔ اس لیے کہ نہ پڑنے کا برغضاب ہے نہ سنایت ہی سخت ہے حتیٰ کہ علماء کی ایک جماعت نے اس شخص کے کفر کا فتویٰ دیا ہے جو کہ نماز محمدیہ کے لیے کہنا کہ پہلے باب میں مفصل لکھ چکا ہے البتہ اس کی کوشش خیرہ ہونا چاہیے کہ نماز کا جو حق ہے اور اپنے اکابر اس کے مطابق پڑھ کر دکھائے جس حق تعالیٰ شانسا اپنے لطف سے اس کی ترقی عطا فرمائیں اور میری عمر میں کہ انکم ایک ہی نماز میں ہر جائے جو پیش کرنے کے قابل ہو ناظر میں اس امر پر توجہ بھی ضروری ہے کہ حضرات تشریح رضی اللہ عنہم اجماع کے نزدیک فضائل کی روایات میں توسع ہے اور مزیل ضعف قابل قیاس باقی صرفاً کامر جسم اللہ کے واقعات تو تاریخی حیثیت رکھتے ہیں اسلئے ہر بے کار تاریخ کا درجہ حدیث کے درجے کیس کم ہے۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ رَبَّنَا عَلَّمْنَا نَافْسَنَا وَإِنَّا لَكَنَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَجْزِئْنَا لَسَوْفَ نَكُونُ مِنَ الْفَاسِقِينَ رَبَّنَا لَا تُولِغْنَا إِن نَفْسِنَا أَزْوَاجًا نُنَافِقُ وَلَا تَجْعَلْ عَلَيْنَا أَثْمَارًا نَحْكُمَا حَسْبُكَ عِلْمُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُخِزْنَا مَا كَانُوا عِزًّا لَنَا يَا رَبَّنَا عَلَّمْنَا نَافْسَنَا وَإِنَّا لَكَنَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَجْزِئْنَا لَسَوْفَ نَكُونُ مِنَ الْفَاسِقِينَ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ رَبَّنَا عَلَّمْنَا نَافْسَنَا وَإِنَّا لَكَنَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَجْزِئْنَا لَسَوْفَ نَكُونُ مِنَ الْفَاسِقِينَ

زکریا عفی عنہ کا مذہبی

شب دوشنبه، ۱۴۵۸ هـ

(مغیہ و تعمیر و شک پر لیس افروز و نور و دلا ہوا)

فضائلِ اعمال

کتاب و کتابدار
مکتبہ اسلامیہ
مکتبہ اسلامیہ
مکتبہ اسلامیہ

کتب خانہ فیضی

لاہور - پاکستان



آخری گذارش

موتیر نے نکاح کے کرنا حقیقت میں غیر ممکن تھا کہ اس کے ساتھ مناسبات کرنا اور ہم کام ہونا ہے غفلت کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتا۔ نماز کے علاوہ اور عبادتیں غفلت سے ہو سکتی ہیں مثلاً روزے سے کو اس کی حقیقت میں کافر بن کر رہے۔ یہ خود ہی نفس کو استغاثہ سے اگر غفلت کے ساتھ ہو تب بھی نفس کو شائق گذرے گا۔ اسی طرح روزہ دن بھر کا صبر کا پاسا رہنا، محبت کی لذت سے زیادہ اگر بسبب چیزیں نفس کو مطلوب کرنے والی ہیں غفلت سے بھی اگر غفلت میں نفس کی لذت سے زیادہ تیزی پر اثر پڑے گا۔ لیکن نماز کا منظم حصہ ذکر ہے، قرآن ہے۔ یہ چیزیں اگر غفلت کی علت ہیں ہوں تو مناسبات یا کام نہیں ہیں ایسی ہی جیسا کہ یہ حالت میں نہ بیان ہوئی ہے

کہ جو چیزوں میں ہوئی ہے وہ زبان پر ایسے افکار میں جاری ہو جائے سے داس میں کوئی مشقت ہوئی ہے نہ کوئی فتنہ۔ اسی طرح چونکہ نماز کی عادت چلتی ہے اس لئے اگر توجہ ہو تو عبادت کے موافق باوجود بے زبان سے الفاظ نکلتے رہیں گے۔ جیسا کہ سونے کی عادت میں کھڑا نہیں زبان سے حق ہی نہ کہ نہ سننے والا اس کو اپنے سے کام کہتا ہے اس کا کوئی فائدہ ہے۔ اسی طرح حق نفسانی شہادت بھی ایسی نماز کی طرف اہمیت اور توجہ نہیں فرماتے جو بالاداد کے ہو۔ اس لئے شبانیت اہم ہے کہ نماز اپنی وسعت و جہت کے موافق پوری توجہ سے پڑھی جائے۔ لیکن یہ امر نہایت ضروری ہے کہ اگر یہ عادت اور کیفیت جو بیکاروں کی معلوم ہوئی ہیں حاصل نہ بھی ہوں تب بھی نماز میں حال سے بھی کسی ہر مزہ پڑھی جائے۔ یہ بھی شیطان کا ایک سخت ترین مکر جو ہے وہ یہ کہ جسے کہ بڑی طرح پڑھنے سے تو پڑھنا ہی اچھا ہے۔ یہ غلط ہے۔ نہ پڑھنے سے بڑی طرح کا پڑھنا ہی بہتر ہے اس لئے کہ پڑھنے کا ہر مذہب ہے وہ نہایت ہی سخت ہے۔ جتنی کرے گا۔ کی ایک ہمت نے اس شخص کے کفر کا فتویٰ دیا ہے جو جان بوجہ کہ نماز چھوڑ دے۔ جبکہ کہ پہلے اب میں مکمل گذر چکا ہے

مفتی محمد رفیع

المسلم علیہ السلام

مذہب ہے کہ ہمارے مذہب کے حوالے

ہے۔ مگر ہمیں معلوم ہے کہ اس نے ایک
ساتھ ہی کہیں نہ کہیں ہو گا۔ اس کے ساتھ
کہ وہ ایک عبادت کے طور پر نہیں ہے۔
مذہب کا یہ ہے کہ غرضت میں اس کے ساتھ
وہ ہم کو اس کے ساتھ ہے۔ اس کے ساتھ
عبادت میں غفلت کے ساتھ ہے۔ اس کے ساتھ
مال کا خرچ کرنا ہے۔ اس کے ساتھ
سو تب ہی نفس کو تباہ نہ رہے۔ اس کے ساتھ
محبت کے ساتھ ہے۔ اس کے ساتھ
غفلت کے ساتھ ہے۔ اس کے ساتھ
منعم ذکر ہے۔ اس کے ساتھ
یوں ہی عبادت کے ساتھ ہے۔ اس کے ساتھ
عدلیان اور جو اس کو اس کے ساتھ
وزنات میں جابرین کے ساتھ ہے۔ اس کے ساتھ
نعم اس طرح جو کہ اس کے ساتھ ہے۔ اس کے ساتھ
تو عبادت کے ساتھ ہے۔ اس کے ساتھ
کے جیسا کہ اس کے ساتھ ہے۔ اس کے ساتھ

ہیں کہ نہ سننے والا اس کو اپنے جملہ کلام سے سمجھتا ہے نہ اس کا
 کوئی فائدہ ہے اس طرح حق تعالیٰ شانہ بھی ایسی شانہ کثرت انتقام
 اور توجہ نہیں فرماتے تو لا اراؤ کہے ہو اس پر نیابت اہم
 ہے کہ نماز الہی و سنت و عبادت کے فوائد پر اس کو توجہ ہے
 پھر اس کا تعلق ہے کثرت پر اس نیابت ضروری ہے کہ اگر یہ حالات اور
 کیفیات جو پچھلوں کو سلام پہنچائی ہیں حاصل نہ ہو
 تب بھی نماز جس حال سے بھی ممکن ہو ضرور پڑھی جائے
 یہ ایسی تقییدان مبارک ہے کہ اگر بن کر پڑھا ہے وہ بہ سمجھ
 کہ ~~پڑھے~~ پڑھی طرح پڑھے ہے تو بہ بڑھائی جائے ہے
 غلط ہے نہ پڑھنے سے پڑھی طرح کا پڑھنا ہی بہتر ہے اس
 لیے کہ نہ پڑھنے کا قصور ہے وہ نیابت ہی سنت ہے جنہ
 کہ اس کی ایک حالت ہے اس میں مشغول ہے کفر کا فتور دیا ہے جو
 جان لو کہ نماز جو ہے۔ البتہ اس کی کوشش ضرور کرنا ہے کہ
 نماز کا موافق ہے اور اپنے زمانہ اس کے مطابق پڑھ کر دکھا
 ہے پھر اس کی حالت نہ اپنے خلاف ہے اس کی توجہ حق تعالیٰ
 گاہ بریں ہے کہ آیا اس کلام چھوٹا قرآن کریم کی
 توجہ نہ تو لازم نہیں آتا اگر تو بہن سے توجہ نہ
 نقص و ممان رہے گا یا نہیں؟
 اس کا عادت ضرور اس سے میل ہو گیا

بشکرت مآ جاتر حضرت پاشا

جو بہتر مرتبت فرما کر انھیں حکم سے آواز فرمائیں

دلافا نامہ محمد اللہ ریس میان

جی نمبر ۱۲۸
۱۶-۱۱-۱۹۷۱ تا ۱۲-۰۲-۲۰۰۱
اجواب

خط کشیدہ و الفاظ مرجم فرمیں ہیں کہ اس کے قابل ہر وہ نہ ہو
مزدی ہے جب تک وہ نہ ہو کہ اس کے معنی ہر گز نہ کیا جائے
سزاوارت کے دورہ صاف ہے

بجود مریدانہ

محمد علی محمد
محمد علی محمد



(۱۸) ”امداد السلوک“ میں تحریف

دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی نے کتاب ”امداد السلوک“ میں نبی کریم ﷺ کے سایہ نہ ہونے کو اثر سے ثابت لکھا ہے:

”وہو اثر ثابت شد کہ آنحضرت عالی سایہ مدہشتمند و ظاہر است کہ بجز نور ہمہ اجسام ظل سے وارند۔“ (امداد السلوک (فارسی)، مطبوعہ مراۃ آباد، یوپی، سن اشاعت ندارد، ص ۱۰۱)

ترجمہ: اور تو اثر سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ سایہ مدہشتمند تھے اور ظاہر ہے کہ نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔

تو اثر کی تعریف میں مولوی فضل اللہ حسام الدین شامزئی دیوبندی لکھتے ہیں:

”جس کو ایسا عدد و کثیر روایت کرے کہ ان کا جھوٹ پر جمع ہونا عقلاً محال ہو۔“ (تذہیب الراوی فی شرح تقریب النہوی، مطبوعہ مکتبہ جامعہ فریدیہ، اسلام آباد، ص ۳۶۸)

لفظ تو اثر کی تعریف سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کا سایہ نہ ہونا اتنے بڑے رکوں سے ثابت ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ اپنے عقیدے کے خلاف یہ بات دیوبندیوں کو برداشت نہیں، اس لیے انہوں نے اپنے مطبوعہ نئے ترجمے میں لفظ ”تو اثر“ کا معنی ”شہرت“ کر دیا، یعنی تو اثر سے ثابت نہیں بلکہ مشہور رہے کہ آپ ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ چنانچہ کتاب ”امداد السلوک“ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی کے شائع شدہ ترجمے میں دیوبندی مولوی ناشق الہی نے لکھا ہے کہ:

”اور شہرت سے ثابت شد کہ آنحضرت ﷺ کا سایہ نہ تھا۔“

(امداد السلوک، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، ص ۱۵۸)

”شہرت“ کی تعریف میں دیوبندی مولوی خالد محمود لکھتے ہیں:

”جس کے راوی ابتداء سند سے لے کر آخر سند تک دو یا دو سے زیادہ ہوں لیکن تو اتر
 کو نہ پہنچتے ہوں۔“ (آثار اللہ بیٹ، از مولوی ڈاکٹر خالد محمود، جلد دوم، ص ۱۳۵-۱۳۶)
 دیوبندیوں نے مولوی رشید احمد گنگوہی کی عبارت میں لفظ ”تو اتر“ کا ترجمہ ”شہرت“
 اس لیے کیا کہ جنموہلینہ کی اس خصوصیت کو یہ کہہ کر مسترد کر دیں کہ یہ تو اتر سے ثابت نہیں،
 اس لیے ہم پر حجت نہیں۔

☆☆☆



هر که نفوس اختیار است چنانچه حق تعالی هر که فرمود که البته فلاح یافت هر که ترک نفوس خود
 کرد یعنی بشیریه مجاهده و مخالفت اهوای نفس آلائش و کدورات اوصاف بتراشید و هم دریا
 که نفس انسان بسبب سیر نورانی میگردد و از اینجا است که حق تعالی در شان حبیب خود صلی الله
 علیه و سلم فرمود که البته آمده نزد شما از طرف حق تعالی نور و کتاب مبین و مراد از نور ذات پاک
 حبیب خدا صلی الله علیه و سلم است و نیز از تعالی فرماید که آن نبی صلی الله علیه و سلم ترا شایع
 بشیر و نذیر و داعی الی الله تعالی و سراج منیر فرستاده ایم و نیز روشن کننده و نور
 دهنده را گویند پس اگر کسی را روشن کردن از انسانان محال بود پس آن ذات پاک
 صلی الله علیه و سلم این امر میسر نیاورد پس آن ذات پاک هم صلی الله علیه و سلم از جمله
 اولاد آدم علیه السلام اند که آنحضرت صلی الله علیه و سلم ذات خود را چنان مظهر فرمود که
 نور نفس گشتند و حق تعالی آنجناب سلامه علیه را نور فرمود و نور ثابت شد که آنحضرت صلی
 الله علیه و سلم سایه نداشتند و ظاهر است که بجز نور همه اجسام علی سیدانه و همچنین اشیاء
 نورش را چنان ترکیز و تصفیه بخشید که همانا نور گردید چنانچه از حکایات کرامات و غیره ایشان
 کتب پر هستند و چنان شهرت دارند که حاجت نقل نیست و حق تعالی بهم فرمود که هر که با حبیب
 صلی الله علیه و سلم ایمان آوردند نور ایشان همچون پیش ایشان خواهد شتافت و چایه دیگر
 بهم فرماید که آن روزی که نور من روشن است و پیش ایشان نور خواهد شتافت و همچنین
 گویند که باشد تا بهم از نور شما چیزیست بگیریم و ازین بر و آیت صاف پیداست که بقا است
 شریعت ایمان و نور حاصل میگردد و حضرت صلوات الله علیه فرمود که حق تعالی مرا از نور
 خود پدید فرمود و منین را از نور من پدید فرمود و نیز فرمود که ای در مسیح و یحیی و عیسی و قلب من نور
 گردان بلکه فرمود که خود را نور کن پس اگر نفس انسان را نفسی بدون محال بود پس آن نور عالم
 صلی الله علیه و سلم هرگز این دعا نفرمود پس چه داعی استخیلات اتفاق منوع است و گفته اند

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (سُورَةُ التَّوْبَةِ)
ترجمہ: جو لوگ ہماری طرف سے لڑیں گے ہم ان کو یقیناً اپنا راستہ دیں گے

ارشاد الملوك

ترجمہ

امداد السلوك

مترجم: مولانا عاشق الہی صاحب (مولوی فضل)

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم۔ اے جناح روڈ کراچی

کے لئے محال ہوتا تو ذمہ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ کمال حاصل نہ ہوتا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو اولاد آدم علیہ السلام ہی میں ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کو اتنا مطہر بنالیا کہ نور خاص بن گئے اور حق تعالیٰ نے آپ کو نور فرمایا اور شہرت سے ثابت ہے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ نہ تھا اور ظاہر ہے کہ لوگ کے علاوہ ہر جسم کے سایہ ضرور ہوتا ہے اسی طرح آپ نے اپنے متبعین کو اس قدر تزکیہ اور تصفیہ بخشا کہ وہ بھی ذرہ بن گئے چنانچہ ان کی رات وغیرہ کی حکایات دیکھ کر کہتے ہیں کہ اور اتنی مشہور ہیں کہ نقل کی حاجت نہیں نیز حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "جو لوگ ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں ان کا نور ان کے آگے اور داہنی جانب دوڑتا ہوگا اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ "یاد کر اس دن کو جب کہ مومنین کا نور ان کے آگے اور داہنی طرف دوڑتا ہوگا اور منافقین کہیں گے کہ ذرا شہیر جاؤ تاکہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ اخذ کریں" ان دونوں آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے ایمان اور نور دونوں حاصل ہوتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "حق تعالیٰ نے اپنے نور سے پیدا فرمایا اور مومنین کو میرے نور سے پیدا فرمایا" نیز آپ نے اس طرح دعا کی ہے کہ اے میرے اللہ میرے رب اور رب اور قلب کو نور بنائے بلکہ یوں عرض کیا کہ خود مجھ کو نور بنائے پس اگر انسان کے نفس کا روشن ہونا محال ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دعا بھی ذکر کرنے کیونکہ محال بات کی دعا کا بالاتفاق منوع ہے کہ البواکسن نور کی کو فوری اس لئے کہتے ہیں کہ بار بار ان سے نور واجب گیا تھا اور بہتر سے خواص و عوام صلحاء و شہداء کے قبرستانوں سے نور اٹھتا ہوا دیکھتے ہیں اور یہ نور ان کے نفس ذاکہ ہی کا نور ہے کہ جب نفس کا کام عالی ہو جاتا ہے تو اس کا نور بدن میں سرايت کر جاتا اور بدن کا مزاج و طبیعت بن جاتا ہے اس کے بعد اگر نفس بدن سے جدا ہو جاتا ہے تب بھی وہ بدن نور کی آمد و رفت کا ایسا ہی منبع و منفذ بناتا ہے جس طرح زندگی وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ زَكَاةً يُبْتِغُونَ بِهَا وَجْهًا يُرِيدُونَ ۱۲۔ لَقَدْ يَمُرُّ الْمَوْتُ بِالْأَنفُسِ يُزَكِّيهِمْ أَوْ يُفْسِدُهُمْ أَوْ يُؤْتِيهِمْ مِنْهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ ذِكْرًا لِّمَا بِهِمْ ۱۳۔ يَوْمَ يَسْأَلُ الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقَةُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انْظُرُوا نَفْسِنَا مِن نَّفْسِنَا ۱۴۔

(۱۹) ”نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب“ میں تحریف

دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: ”صن حصین کے تو خود خطبہ میں لکھا ہے اور قصیدہ بردہ کی وجہ یہ ہے کہ صلاب قصیدہ بردہ کو مرض فاق کا ہو گیا تھا۔ جب کوئی مدحیہ مؤثر نہ ہوتی، یہ قصیدہ بقصد برکت تالیف کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے دست مبارک پھیر دیا اور فوراً شفا ہو گئی۔ (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب، ص ۲، ناشر ورلڈ اسلامک پبلی کیشنز، دہلی)

امام جزری الشافعی (م ۸۳۳ھ) کی کتاب ”صن حصین“ کی اس عبارت سے رسول اللہ ﷺ کا دافع البلاء (بلاؤں کو دور کرنے والا) ہونا ثابت ہوتا ہے۔

واقع ہو کر درود تاج میں حضور ﷺ کو دافع البلاء کہنے کی وجہ سے مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنی روشنی کا اظہار کرتے ہوئے درود تاج پر اعتراض کیا تھا۔

نوٹ: اس مسئلہ کی مزید تحقیق کے لیے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی کتاب الامن والعلی کا مطالعہ کریں۔ عصر حاضر کے دیوبندی مولویوں نے ”نشر الطیب“ کا جو نیا نسخہ شائع کیا، اس میں مولوی اشرف علی تھانوی کی اس عبارت کو سرسخت کر دیا۔ (نشر الطیب، ناشر دارالکتاب، دیوبند)

اسی کتاب میں باب ۲۱ کے تحت حضور ﷺ کی شان میں ایک طویل قصیدہ کی ابتدا میں یہ اشعار پائے جاتے ہیں:

”دیکھیری کیجیے میرے نبی
کشف کش میں تم ہی ہو میرے نبی“

(نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب، ص ۹۴، ناشر ورلڈ اسلامک پبلی کیشنز، دہلی)

چونکہ اس شعر سے امتدادِ ادکا عقیدہ ثابت ہوتا ہے، جو کہ دیوبندی مذہب میں شرک ہے، اسی لیے نئے نسخے کی اشاعت میں اس قصیدہ کو حذف کر دیا۔

اکابرین اسلاف اہل سنت کی کتب میں تو یہ لوگ اپنے موقف کی حمایت میں اکثر وثیقتیں تحریف کرتے ہی رہتے ہیں۔ غراب یہ لوگ خود اپنے وقات شدہ لوگوں کی تحریروں میں بھی وقات فو قیما تحریف و خیانت کرنے لگے ہیں ان کے اس طرزِ عمل سے خود ان کا سن کی وضاحت کریں باطل اور باطل پرست ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

تقریر کی گئی کہ جو شرائط اس ذکر مبارک سے برکات حاصل کرنے کے اس احقر نے بعض رسائل میں لکھے ہیں کوئی شخص اسی طرح ان حالات کو پڑے مثلاً جمعہ میں غامدی جمع ہو گئے انکو سنا دیا یا اپنے گھر کی مستورات کو بٹھالایا اور ان کو سنا دیا اسی طرح اور شرائط کی رعایت و اہتمام رکھے تو ایسے موقع کیلئے ایسا سالہ لکھ دیا جائے حاصل تقریر ختم ہو اسی تعریج سکتے یا میرا سکے کہ مجموعہ آکر ہوا ویکا انذیاد محبت برعایت طریق سنت کا لکھنا مصلحت معلوم ہونے لگا اور اس کا مصلحت ہونا اس سے اور زیادہ ہو گیا کہ منجمہ خطوط مذکورہ کے ایک میں یہ بھی استدعا ظاہر کی گئی کہ موقع موقع سے اس میں مناسب مواضع و فصل بھی بڑھا دیے جاویں سو اس طور پر اور زیادہ نفع کی توقع ہوتی پھر ان دونوں مصلحتوں کے ساتھ ہی اس وجہ سے اور زیادہ آگاہی ہوئی کہ آج کل فتنہ ظاہری جیسے ظالموں اور زلزلہ و گرائی و تشویشات مختلفہ کے حوادث سے عام لوگ اور فتنہ باطنی جیسے شیوع بدعات و الحاد و کثرت فسق و فجور سے خاص لوگ پریشان خاطر اور محسوس رہتے ہیں ایسے آفات کے اوقات میں علماء اُمت ہمیشہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت و تالیف و زیات اور نظم و مدح و معجزات اور کثیر سلام و صلوات سے توسل کرتے رہے ہیں چنانچہ بخاری شریف کے ختم کا معمول اور حصن حصین کی تالیف اور قصیدہ کی تصنیف کی وجہ مشہور و معروف ہے میرے قلب پر بھی یہ بات وارد ہوئی کہ اس رسالہ میں حضور

عسے یا مدظلہ کے ساتھ یہ مضامین بیان کر دیئے ہر منہ

عسے بیہ کلام رسالہ کے شروع کرنے سے پہلے ہر روز لے آچکے تھے ہر منہ

کے لئے حسن حسین کے کوثر و خلیس کے گلاب اور نصیر و مدد کی وجہ سے کہ صاحب قصیدہ کوثر قانع کا برگزینا تھا جب کوئی تہذیب و تہذیب ہوتی ہے قصیدہ بقصیدہ رکعت تالیف کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشغوف ہوئے آ آہستہ دست مبارک پھر دیا اور فوراً اشفا ہو گئی ہر منہ

مولف

پیشوا مولف کے ہیں

يَا شَهِيدِمْ الْعِبَادِ خُذْ بِيَدِي
دستگیری کیجئے میرے نبی
اَنْتَ فِي الْاَضْطِرَارِ مُنْقِذِي
کشاکش میں تم ہی ہو میرے نبی
مَسْكِنِي الضُّرَّ سَيِّدِي سَدِّدِي
مسکنی الضر سیدنی سددنی
فَرِّجْ كَلْفَتِمْ مَجْهَدِي
فرج کلفت مجہدنی
كُنْ مُغِيثًا فَاَنْتَ لِي مَسَدِي
کن مغيثا فانتم لی مسدنی
لَمَسْ مَوْلَا خَيْرٍ لِّجَمْرِي
لمس مولا خیر لیمسری
بِيَدِ حُوثِيكَ فَهَوِيَ عَتَدِي
بید حوثیک فہوی عتدنی
سَبَّ مَكْرَدِلٍ فِي مَحَبَّتِمْ
سب مکردل میں محبت آپ کی
مِنْ عَمَامِ الْعُمُومِ صَلَاحِي
من عمام العومو صلاحتنی
اِبْرَغَمْ كَمِيرِي نَهْ بَحْرٍ مَجْهَدِي
ابرغم کمری نہ بحر مجہدنی
سَاوِرْ اِلَیْكَ تَوْبِي وَالْعُشْدِ
ساور الیک توبی والعشد
اور رسے عیبوں کو کر نیچے خفی
وَمُقِيلُ الْعِثَارِ وَاللَّدَمِ
و مقیل العیثار واللدّم
سب بڑھ کر ہے فیصلت آپ کی
بَلْ خُصُّوْصًا اِلَیْكَ ذِي اَوْدِ
بل خصوصاً الیک ذی اود
خاص کر جو ہیں گنہگار و غوی

يَا شَهِيدِمْ الْعِبَادِ خُذْ بِيَدِي
دستگیری کیجئے میرے نبی
اَنْتَ فِي الْاَضْطِرَارِ مُنْقِذِي
کشاکش میں تم ہی ہو میرے نبی
مَسْكِنِي الضُّرَّ سَيِّدِي سَدِّدِي
مسکنی الضر سیدنی سددنی
فَرِّجْ كَلْفَتِمْ مَجْهَدِي
فرج کلفت مجہدنی
كُنْ مُغِيثًا فَاَنْتَ لِي مَسَدِي
کن مغيثا فانتم لی مسدنی
لَمَسْ مَوْلَا خَيْرٍ لِّجَمْرِي
لمس مولا خیر لیمسری
بِيَدِ حُوثِيكَ فَهَوِيَ عَتَدِي
بید حوثیک فہوی عتدنی
سَبَّ مَكْرَدِلٍ فِي مَحَبَّتِمْ
سب مکردل میں محبت آپ کی
مِنْ عَمَامِ الْعُمُومِ صَلَاحِي
من عمام العومو صلاحتنی
اِبْرَغَمْ كَمِيرِي نَهْ بَحْرٍ مَجْهَدِي
ابرغم کمری نہ بحر مجہدنی
سَاوِرْ اِلَیْكَ تَوْبِي وَالْعُشْدِ
ساور الیک توبی والعشد
اور رسے عیبوں کو کر نیچے خفی
وَمُقِيلُ الْعِثَارِ وَاللَّدَمِ
و مقیل العیثار واللدّم
سب بڑھ کر ہے فیصلت آپ کی
بَلْ خُصُّوْصًا اِلَیْكَ ذِي اَوْدِ
بل خصوصاً الیک ذی اود
خاص کر جو ہیں گنہگار و غوی

يَا شَهِيدِمْ الْعِبَادِ خُذْ بِيَدِي
دستگیری کیجئے میرے نبی
اَنْتَ فِي الْاَضْطِرَارِ مُنْقِذِي
کشاکش میں تم ہی ہو میرے نبی
مَسْكِنِي الضُّرَّ سَيِّدِي سَدِّدِي
مسکنی الضر سیدنی سددنی
فَرِّجْ كَلْفَتِمْ مَجْهَدِي
فرج کلفت مجہدنی
كُنْ مُغِيثًا فَاَنْتَ لِي مَسَدِي
کن مغيثا فانتم لی مسدنی
لَمَسْ مَوْلَا خَيْرٍ لِّجَمْرِي
لمس مولا خیر لیمسری
بِيَدِ حُوثِيكَ فَهَوِيَ عَتَدِي
بید حوثیک فہوی عتدنی
سَبَّ مَكْرَدِلٍ فِي مَحَبَّتِمْ
سب مکردل میں محبت آپ کی
مِنْ عَمَامِ الْعُمُومِ صَلَاحِي
من عمام العومو صلاحتنی
اِبْرَغَمْ كَمِيرِي نَهْ بَحْرٍ مَجْهَدِي
ابرغم کمری نہ بحر مجہدنی
سَاوِرْ اِلَیْكَ تَوْبِي وَالْعُشْدِ
ساور الیک توبی والعشد
اور رسے عیبوں کو کر نیچے خفی
وَمُقِيلُ الْعِثَارِ وَاللَّدَمِ
و مقیل العیثار واللدّم
سب بڑھ کر ہے فیصلت آپ کی
بَلْ خُصُّوْصًا اِلَیْكَ ذِي اَوْدِ
بل خصوصاً الیک ذی اود
خاص کر جو ہیں گنہگار و غوی

تفصیلات

نام کتاب..... نشر الطیب فی ذکرائیں المحبیب

مؤلف..... مولانا اشرف علی تھانویؒ

کمپیوٹر کتابت..... شاہد اختر قاسمی

یاسر ندیم کمپیوٹرس دیوبند

طباعت..... یاسر ندیم آفسیٹ پریس دیوبند

باہتمام..... واصف حسین مالک دارالکتاب

ناشر

دارالکتاب دیوبند



پہلی فصل

نور محمدی کا بیان

پہلی روایت: عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی۔ آپ نے فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے، نہ باری معنی کہ نور الہی اس کا مادہ تھا؛ بل کہ اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرت الہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی، نہ قلم تھا، نہ بہشت تھی، نہ دوزخ تھی، نہ فرشتے نہ آسمان، نہ زمین، نہ سورج، نہ چاند، نہ جن، نہ انسان پھر جب اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کیے اور ایک حصے سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش۔ اس حدیث سے نور محمدی کا اول اخلق ہونا باوہیت ثابت ہوا؛ کیوں کہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اوہیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔

دوسری روایت: حضرت عرباض بن ساریہؓ سے ہے کہ نبی صلی اللہ نے فرمایا کہ بیشک میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ہنوز اپنے غمیری میں پڑے تھے۔ یعنی ان کا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا۔ روایت کیا اس کو احمد اور بیہقی اور حاکم نے۔

تیسری روایت: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہے کہ صحابہؓ نے پوچھا: یا رسول اللہ آپؐ کے لیے نبوت کس وقت ثابت ہو چکی تھی، آپؐ نے فرمایا کہ جس وقت میں کہ آدم علیہ السلام ہنوز روح اور جسد کے درمیان میں تھے۔ (یعنی اُن کے تن میں جان بھی نہ آئی تھی)

چوتھی روایت: شعبیؒ سے ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ آپؐ کب نبی بنائے گئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ: آدم اُس وقت روح اور جسد کے درمیان میں تھے جب کہ مجھ سے بیثاق (عہد) نبوت کا لیا گیا۔ (کَمَا قَالَ تَعَالَى وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْ نُوْحٍ . الْاٰیۃ)۔

پانچویں روایت: احکام ابن القطان میں من جملہ ان روایات کے جو ابن مرزوق نے ذکر کی ہیں۔ حضرت علی بن الحسین (یعنی امام زین العابدین) سے روایت ہے، وہ اپنے باپ حضرت امام حسینؑ اور وہ ان کے جد امجد یعنی حضرت علیؑ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔ اس نور میں کم کی نفی ہے زیادتی کی نہیں۔

چھٹی روایت: ابن ہبل قطان کی امالی کے ایک جزم میں ہبل بن صالح

۱۔ اور جب کہ ہم نے تمام مؤرخوں سے ان کا اقرار لیا اور آپؐ سے بھی اور نور اور ہر اہم اور موسیٰ اور یحییٰ ابن مریم سے بھی اور (مہدیؑ کا بیلا یہ نہیں، بل کہ ہم نے ان سے خوب پختہ مہر لیا۔

(۲۰) ”صراطِ مستقیم“ میں تحریف

مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

”جناب رسالت مآب باشند چندین مرتبہ بدتر از متفرق در صورت کاؤفر خود است کہ خیال آن با تقظیم و اہوال بسویہ ای دل انسان سے چسپہ بخلاف خیال کاؤفر کہ نہ آنقدر چسپیدگی می بود و نہ تقظیم ہلکہ مہمان و حقیر می بود و این تقظیم و اہوال غیر کہ در نماز طوط و قفس و دیشود بشرک و یکشد با جملہ منکر و ریا و تہافت مراتب و ساوس است۔“

(صراطِ مستقیم (فارسی)، ص ۸۶، سن اشاعت ۱۳۰۸ھ، ناشر درمہبانی، دہلی)

مذکورہ عبارت کا ترجمہ دیوبندی مکتبہ فکرم کے مولوی محمد اکرم نے یوں کیا ہے:

”جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی بہت کوٹا دینا اپنے تکل اور گدھے کی صورت میں متفرق ہونے سے زیادہ برا ہے کیوں کہ شیخ کا خیال تقسیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چست جاتا ہے اور تکل اور گدھے کے خیال کو نہ اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے۔“

(صراطِ مستقیم، ص ۱۶۹، اسلامی اکیڈمی، اردو بازار، لاہور، پاکستان)

اس عبارت میں ”زیادہ“ لفظ کے استعمال سے مترجم نے رسول اللہ ﷺ کے خیال کا موازنہ لگائے تکل کے تصور سے کیا ہے۔ حالیہ برسوں میں ایک دوسرے دیوبندی ناشر نے اس عبارت کا ترجمہ یوں شائع کیا ہے:

”جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی بہت کوٹا دینا اپنے تکل اور گدھے کی صورت میں متفرق ہونے سے برا ہے۔“ (صراطِ مستقیم، ص ۱۶۹، ناشر مکتبہ تحفانوی، دیوبند)

غور کریں اس ترجمے میں ”زیادہ“ لفظ موجود نہیں ہے۔

نوٹ: امام لصل حق شیر آبادی چشتی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۷۷ھ نے تحفۃ الغصون فی ابطال الطغویٰ (مطبوعہ انجمن اسلامی مبارک پور، یو پی) اس عبارت کی بنیاد پر میں مترجمے اوپر علمائے کرام کے ساتھ اسماعیل دہلوی پر کفر کا فتویٰ صادر کیا ہے۔

والله يهدى من يشاء

مستقلیم

مطبع دارچنبائی واقعہ شند

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سیرت
مستقیم

سید احمد شہید
شاہ اسماعیل شہید

ترجمہ
مولانا محمد ارم
بی اے
ایم اے

اسلامی اکیڈمی

۴۰ اردو بازار لاہور

اُگئی ہے۔ ہاں حاجتوں کی وہ دعا میں جو با کمال نازی سے مطلق ہے نیاز کی
 ذات میں حاجت روائی کے منحصر ہونے کے اعتقاد کے باعث عین نماز میں
 صادر ہوتی ہیں اسی قبیل سے ہیں یعنی نماز کے لیے کمال ہے گو وہ قلیل حد تک
 معاش ہی کے متعلق کیوں نہ ہوں اور اپنی حاجتوں کے بارے میں نفس کے
 ساتھ مشورے کرنا تنبیح و موعظوں اور نماز کے نقصان میں سے ہے اور جو کچھ
 حضرت محمد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نماز میں یہاں لشکر کی تدبیر کیسا
 کرتے تھے سو اس مقدمہ سے منور رہ کر اپنی نماز کو تباہ نہ کرنا چاہیے۔

۱۰ کارپا کال را قیاس از خود گیر : اگرچہ مانند کلاشتنی شیر و شیر
 حضرت خضر علیہ السلام کے لیے تو کشتی کے ٹوڑنے اور بے گناہیت
 کے مار ڈالنے میں بڑا آداب تھا اور دوسروں کے لیے نہایت درجہ کا گناہ ہے
 جناب فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ درجہ تھا کہ لشکر کی تیاری آپ کی نماز میں
 غل اُٹا کر نہ ہوتی تھی بلکہ وہ بھی نماز کے کامل کرنے والوں میں سے ہو جاتی تھی اس
 لیے کہ وہ تدبیر اللہ جل شانہ کے الہامات میں سے آپ کے دل میں ڈالی
 جاتی تھی اور جو شخص خود کسی امر کی تدبیر کی طرف متوجہ ہو جائے اور دینی ہو یا
 دنیاوی بالکل اس کے برعکاس ہے اور جس شخص پر یہ مقام کھل جاتا ہے
 وہ جانتا ہے۔ ہاں بمقتضائے ظلمت و بعضہا قوتی یبصر

زمانہ کے دوسرے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ کا انہی
 جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو
 لگا دینا اپنے بیل اور گرسے کی صورت میں مشغول ہونے سے زیادہ برا
 ہے کیوں کہ شیخ کا خیال تعلیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چھپ
 جاتا ہے اور بیل اور گرسے کے خیال کو دلو اس قدر چھپیدگی ہوتی ہے اور

کار پا کاں راقیاس از خود گیر گرجہ مایہ در لوشن شیر و شیر
 حضرت خضر علیہ السلام کے لئے تو کشتی کے توڑنے اور بے گناہ بچے کے مار ڈالنے
 میں بڑا ثواب تھا اور دوسروں کیلئے نہایت درجہ کا گناہ ہے جناب فاروق
 رضی اللہ عنہ کا وہ درجہ تھا کہ لشکر کی تیاری آپ کی نماز میں غل انداز نہ ہوتی
 تھی بلکہ وہ بھی نماز کے کامل کرتے والوں میں سے ہو جاتی تھی اس لئے کہ وہ تدبیر
 شریعت شانہ کے الہامات میں سے آپ کے دل میں ڈالی جاتی تھی اور جو شخص
 خود کسی امر کی تدبیر کی طرف متوجہ ہو خواہ وہ امر دینی ہو یا دنیاوی بالکل بائس
 کیے بغضات ہے اور جس شخص پر یہ مقام کھل جاتا ہے وہ جانتا ہے ہاں بقضائے
 ظلمت جہنمھا حقو بعضی زمانہ کے وسوسے اپنی بی بی کی جماعت کا خیال
 بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت صاب ہی
 ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے
 سے بڑا ہے۔ کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل
 میں چٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیالی کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی
 ہے اور نہ تعظیم بلکہ حیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی تعظیم اور بزرگی جو نمازیں
 موطا ہو وہ شرک کی طرف کھینچ کرے جاتی ہے حاصل کلام اس جگہ دوسو سوں
 کے مرتبوں کے تفاوت کا بیان کرنا مقصود ہے انسان کو چاہیے کہ آگاہی حاصل
 کرے کسی مانع کے ساتھ اللہ عزوجل کے حضور سے نہر کے اور پیچھے نہ ہٹے
 و اس مو قع پر اس فقل کا علاج اس طرح سے بیان کرنا مقصود ہے کہ ہر کس
 و نہ اس میں کو کجہ کے پس اگر دوسو بدترین و سادوس سے ہو تو نہایت ہی الجھتی
 کے ساتھ دعا کرے اگرچہ ساری چیزوں کے حاصل ہونے کا مدار اللہ تعالیٰ
 کے فضل پر ہے لیکن بعض چیزوں میں ظاہری اسباب کو کسی قدر مداخلت

(۲۱) ”تقویۃ الایمان“ میں تحریف

مولوی اسماعیل دہلوی برصغیر میں وہابی فرقے کے بانی ہیں۔ جب انہوں نے وہابی فکر اور نظریات کی تبلیغ و اشاعت شروع کی تو اس وقت کے علمائے اہل سنت نے ان کا زبردست رد کیا، جن میں امام فصل حق خیر آبادی چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا فصل رسول بدایونی تادری رحمۃ اللہ علیہ صف اول میں تھے۔

نوٹ: (۱) علامہ فصل حق خیر آبادی کی سوانح عمری کے لیے مطالعہ کریں: علامہ فصل حق خیر آبادی اور انقلاب ۱۸۵۷ء، افزا علامہ بس اختر مصباحی، ناشر دارالانتم دہلی

(۲) علامہ فصل رسول بدایونی کی سوانح عمری کے لیے مطالعہ کریں: تذکرہ فصل رسول، ناشر تاج المجلد اکھڑی، پدایوں

(الف) مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

”اللہ صاحب نے فرمایا: ...“

(تقویۃ الایمان، ص ۶۴، ناشر بلال بک ڈپو، اعظم گڑھ، یو پی)

چونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے ”صاحب“ محض استعمال کرنا خلاف ادب ہے۔ اس لیے تقویۃ الایمان کے منہ فٹے میں اس عبارت کو بدل کر ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا“ کر دیا گیا۔

(تقویۃ الایمان، ص ۶۸، ناشر دارالمعارف، ممبئی، من اشاعت ۱۹۹۸ء)

مولوی رشید احمد گنگوہی کو ایک سوال بھیجا گیا، جس میں سائل لکھتا ہے: ”تذکرۃ

الاخوان میں لکھا ہے کہ اللہ صاحب“ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۸۶، ناشر فرید بک ڈپو، دہلی)

واضح ہو ”تذکرۃ الإخوان“ اسماعیل دہلوی کی ایک دیگر تصنیف ہے، اور اس بات کی

شہادت دیتی ہے کہ اسماعیل دہلوی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے ”اللہ صاحب“ کا استعمال کیا

کرتے تھے۔ دیوبندی مآثر نے آتویۃ الایمان میں ”اللہ صاحب“ کو بدل کر ”اللہ تعالیٰ“ کر دیا اور اسماعیل دہلوی کی اللہ تعالیٰ کے حق میں بے ادبی پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی۔ لیکن مآثر بھول گیا کہ فقہ مئی رشیدیہ کی مذکورہ بالا عبارت سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ اسماعیل دہلوی اپنی تحریر میں ہمیشہ ”اللہ صاحب“ ہی کا استعمال کرتے تھے۔

(ب) مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

”اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”یعنی میں بھی ایک دن مہرِ کرمی میں ملنے والا ہوں۔“ (آتویۃ الایمان، ص ۸۱، مآثر سمیت القرآن، لاہور)

چونکہ اس عبارت سے اسماعیل دہلوی کی بدعتیگی، بے وقوفی اور حدیث کی من مانی تاویل ثابت ہوتی ہے۔ اسی لیے ان افراط کو چھپانے کے لیے دیوبندیوں نے ”آتویۃ الایمان“ کے نئے نسخے میں اس عبارت میں تحریف کر دی۔

آتویۃ الایمان کے نئے نسخے میں یہ عبارت اس طرح ملتی ہے:

”یعنی ایک نہ ایک دن میں بھی فوت ہو کر آغوشِ لحد میں جا سوؤں گا۔“ (آتویۃ

الایمان، ص ۸۱، مآثر دارالکتاب، دیوبند)

حالانکہ دیوبندیوں و ہانیوں کا مشن ہی عظیم رسالت میں کمی اور ثنائی رسالت میں تنقیص ہے اور اس طرح کی عبارات سے اُن کا سارا فریچ بھر اپنا ہے لیکن مائے اہل سنت نے جب جب اُن کی گرفت کی، انہوں نے اپنے فاسد عقیدے سے توبہ و رجوع تو نہیں کیا، مگر منائے طور پر گستاخانہ عبارات کو نرم کر دیا۔ دل سے وہ اب بھی رسول کریم ﷺ کی تعظیم کے قائل نہیں جبکہ تحریروں میں عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لئے بظاہر علمائے اہل سنت کی گرفت کی مہر سے احتیاط برتی جانے لگی ہے۔ جس کا مظاہرہ تمام متنازع کتب کے سابقہ اور نئے ایڈیشن کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے۔ اور یہی ان کی منافقت ان کے باطل ہونے کی واضح دلیل ہے۔

اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَاكُلِي أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ۔"

(مسند امام احمد، مصنف ابن ابی شیبہ، سنن ابو داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ وغیرہ)

ترجمہ: اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام کو نقصان پہنچائے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا:

"الانبياء احياء في قبورهم يصلون۔"

(مسند ہزار، مسند ابی یعلیٰ، کامل فی الضعفاء، مجمع الزوائد، سلسلہ احادیث الصحیحہ از الہانی، حدیث نمبر ۶۲۱)

ترجمہ: انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا یہ عقیدہ تھا کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں جسم کے ساتھ حیات ہیں۔ لیکن اسامیل دہلوی کے عقیدے کے مطابق انبیاء مر کر مٹی میں مل جاتے ہیں !!!

نوٹ: حیات الانبیاء کے موضوع پر رقم الحروف کی انگریزی کتاب "Prophets are Alive" کا مطالعہ کریں۔

تنبیہ: الایمان کے اس مذکورہ بالا عبارت میں تحریف کے ناواہ اور بھی بہت ساری عبارتوں میں بھی تحریف کر دی گئی ہے۔ قارئین ملاحظہ کریں اس موضوع پر ایک مفصل کتاب بنام "تنبیہ الایمان" میں تحریف کیوں؟ مصنف مولانا محمد علی رضا قادری، ناشر دارالسنیہ ممبئی۔

نوٹ: مذکورہ بالا کتاب فارح ریسرچ فاؤنڈیشن سے دوبارہ شائع ہونے جا رہی ہے۔

تقویۃ الایمان

مکملہ
تذکرۃ الایمان

مؤلفہ
علامہ شاہ محمد رفیع الدین شہید

فیض المسالین

مؤلفہ مولانا خرم علی بیگم

بیت القرآن
ڈیپک پبلشرز، لاہور

أَخْرَجَ أَبُو دَاوُدَ عَنْ قَتَيْبِ بْنِ سَعْدٍ
قَالَ أَتَيْتُ الْحِجْرَةَ فَوَافَيْتُهُمْ يَسْجُدُونَ
لِإِمْرُؤَ مَانٍ لَهُمْ فَقُلْتُ لَوْ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ أَنْ
يَسْجُدَ لَهُ فَاتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ وَفِيَّ تَيْتُ
الْحِجْرَةَ فَوَافَيْتُهُمْ يَسْجُدُونَ لِإِمْرُؤَ مَانٍ
لَهُمْ كَأَنَّهُ أَحَقُّ بِأَنْ يَسْجُدَ لَكَ فَقَالَ
يَعْنِي لَوْ أَتَيْتَ لَوْ مَرَّوْتَ بِقَبْرِ عِيٍّ أَكُنْتُ
تَسْجُدُ لَهُ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوا

ترجمہ: مظلومہ کے باب عشرۃ النساء میں لکھا
ہے کہ ابو داؤد نے ذکر کیا کہ قتیب بن سعد
نے نقل کیا کہ گیا میں ایک شہر میں جس کا
نام حیرہ ہے سو دیکھا میں نے وہاں کے
لوگوں کو سجدہ کرتے تھے اپنے ولیہ و سوا کہ
میں نے اہل بیت پیغمبر خدا ﷺ زیہ و لائق ہیں
کہ سجدہ کیجئے ان کو پھر آیا میں پیغمبر خدا ﷺ
کے پاس پھر کہا میں نے کہ گیا تھا میں حیرہ
میں سو دیکھا میں نے ان لوگوں کو سجدہ
کرتے ہیں اپنے رب کو سوا بہت لائق ہو
کہ سجدہ کریں ہم تم کو سو فرمایا مجھ کو بھلا
خیال تو کر جو تو گذرے میری قبر پر کیا سجدہ
کرے تو اس کو کہا میں نے نہیں فرمایا تو
مت کرو۔

ف: یعنی میں بھی ایک دن سرگرمی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدہ سے
لائی ہوں سجدہ تو اسی پاک ذات کو ہے کہ نہ بھی مرے نہ بھی تم ہوا سے اس حدیث سے
عظیم ہوا کہ سجدہ نہ کسی زندہ کو کیجئے نہ کسی مردہ کو نہ کسی قبر کو کیجئے نہ کسی حقان کو کیونکہ جو زندہ
ہے سو ایک دن مرنے والا ہے اور جو مر گیا سو بھی زندہ تھا اور بشریت کی قید میں گرفتار پھر سر
پر خدا نہیں بن گیا ہے بندہ ہی ہے۔

ابن کثیر کا رد مہارک مدینہ منورہ میں ہے قرآن پاک میں الذوقی قرآن ہے ”مَنْ كُنَّ مَسْجِدًا وَاقِفًا
عَلَى رَأْسِ مَسْجِدٍ مَاتَ كَأَنَّهُ مَاتَ عَلَى رَأْسِهِ“ ”مَنْ كُنَّ مَسْجِدًا وَاقِفًا“ ”مَنْ كُنَّ مَسْجِدًا وَاقِفًا“ ”مَنْ كُنَّ مَسْجِدًا وَاقِفًا“
”مَنْ كُنَّ مَسْجِدًا وَاقِفًا“ ”مَنْ كُنَّ مَسْجِدًا وَاقِفًا“ ”مَنْ كُنَّ مَسْجِدًا وَاقِفًا“ ”مَنْ كُنَّ مَسْجِدًا وَاقِفًا“

امام شہداء محمد اسماعیل شہید

تقویٰ الایمان

مع
تذکیر الاخوان

دارالکتاب فی فوئتان یثرب

مجاہد بن کرم ہمارے شریعت میں نہیں ہے اس لئے ہرگز ہرگز بخوار نہ بنانا ہے
 گواس قبر پر دن رات شہر بٹھارہتا ہو کیونکہ آدمی کو جانور کی حرمت لائق نہیں ہے
 حضرت قیس بن سعد کا بیان ہے کہ میں شہر
 حیرہ میں گھامیں نے وہاں کے لوگوں کو اپنے
 راجہ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے
 دل میں کہا بلا شہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے
 گئے جانے کے مقدار ہیں چنانچہ میں نے آپ
 کے پاس آکر کہا کہ میں نے حیرہ میں لوگوں کو
 راجہ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ اس
 بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ آپ کو سجدہ
 کر میں فرمایا پہلا بتا تو یہی کہ اگر تو میری قبر پر
 گزرتے تو کیا تو اسے سجدہ کرتے گا۔ میں نے
 کہا نہیں۔ فرمایا تو ایسا خیال مت کرو۔
 (ابوداؤد)

(ابوداؤد)

تفصلاً ۱۔

یعنی ایک دن میں بھی نفرت ہو کر آخر میں جہنم میں جا سونے کا پھر میں

سجدہ کے لائق نہ ہو گا۔ سجدہ کے لائق تو وہی پاک ذات ہے جو لازماً مال
 ہے معلوم ہوا کہ سجدہ نہ زندہ کو روا ہے اور نہ مردہ کو۔ اور نہ کسی قبر کو روا ہے۔
 اور نہ کسی تھان کو۔ کیونکہ زندہ ایک دن مرنے والا ہے اور مرنا ہوا بھی کسی زندہ
 تھا اور بشر تمام پھر مرنے والا نہیں ہوا بندہ ہی ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم لا یقولون
 احمدکم عینی واسمعی کلمکم
 عینی اللہ وکل رسالہ کما انا اللہ
 ولا یقول العبد لیسیدہ لا مولای
 حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی نہ کہے
 واسمعی کلمکم۔ میری ہنسی نہ کہے تم سب
 اللہ کے بندے ہو اور تمہاری ساری موتیں
 اللہ کی بندیاں ہیں۔ سلام اپنے سید کو دینا کہ

(۲۵) تحفۂ ابراہیمیہ میں تحریف

دیوبندی مولوی محمد سرفراز (کوئٹہ والہ، پاکستان) کے چھوٹے بھائی مولوی عبدالحمید سواتی مہتمم مدرسہ نضرت العلوم، کوئٹہ والہ کی تحریف و خیانت کی دو مثالیں ملاحظہ ہوں۔ مولوی عبدالحمید سواتی نے مولوی رشید احمد گنگوہی کے شاگرد اور مولوی غلام خاں (راول پنڈی) کے استاد، مولوی حسین علی (وال بھڑاں، ضلع میاں والی، پاکستان) کی تالیف تحفۂ ابراہیمیہ (فارسی) کا اردو ترجمہ ”فیوضات حسینی“ کے نام سے شائع کیا ہے، جس کے صفحہ ۱۳۲ پر پہلی سطر میں ایک عبارت منقول ہے: ”ولما استمد اواز دوستان خدا روا است“ (یعنی دوستانِ خدا سے مدد مانگنا جائز ہے)۔ (تحفۂ ابراہیمیہ مع فیوضات حسینی، ص ۱۳۲) ماٹرا دارۃ نشر و اشاعت، مدرسہ نضرت العلوم، کوئٹہ والہ، پاکستان)

یہ عبارت چونکہ دیوبندی مذہب کے خلاف ہے، اس لیے مولوی عبدالحمید اس عبارت کا ترجمہ بالکل ہی غلط کر گئے ہیں۔

دوسری مثال یہ ہے کہ ”تحفۂ ابراہیمیہ“ کے صفحہ ۵۹ پر اوّل صا خلق اللہ نوری کے متعلق لکھا ہے کہ: ”مولانا رشید احمد گنگوہی در فتاویٰ رشیدیہ نوشتہ کہ شیخ عبدالحق نوشتہ کہ اس رائے اصل نیست۔“

مولوی عبدالحمید اس کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق نے لکھا ہے کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے۔“

مولوی حسین علی دیوبندی اور مولوی عبدالحمید دیوبندی کی فارسی اور اردو عبارت کو سامنے رکھ کر اب دیکھیے کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی رشید احمد گنگوہی کیا لکھتے ہیں: ”در سند حدیث صحیح وارد شدہ کہ اوّل با خلق اللہ نوری، صحیح حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا، سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا۔“ (مدارج النبوت، جلد دوم، ص ۲، سن اشاعت ۱۲۸۰ھ، مطبع نول کشور، دہلی)

رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

”شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے اول ما خلق اللہ نوری کو نقل کیا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے۔“ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۸۷، انا شر فیہ تکذیب، دہلی)

قارئین شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی حسین علی اور مولوی عبدالحمید سواتی کی چاروں عبارتیں دیکھ کر غور فرمائیں کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جس حدیث کو صحیح فرما رہے ہیں، مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا کہ اس کی کچھ اصل ہے، لیکن دیوبندی مولوی حسین علی اور مولوی عبدالحمید سواتی نے خیانت کرتے ہوئے لکھ دیا کہ اس کی کچھ اصل نہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

☆☆☆

وگرچه فرما را رضوان خدا بر شما
 به خون نیکین می صفت کند

درین مایه است نشان بستاند
 درین مایه است نشان بستاند



نسخه خطی از کتابخانه
 نسخ خطی از کتابخانه

و به کمالی که در این کتاب
 و به کمالی که در این کتاب

فیوضاتِ سینی

المعروف

تتمیز ابن ابی نعیم

تالیف (فارسی)

فیس المشیر محمد المثنیٰ بن عبد الغنی، المعروف فی بعض النسخ بقطع البشرک
مولانا حسین علی اخی القندی المجدی

ساکن دان پھولان، ضلع میانوالی
ترجمہ و مقدمہ

حضرت مولانا عبد الحمید صاحب سواتی
مستتم مدرسہ نصرة المسلمون، گوجرانوالہ

ادارہ نشر و اشاعت مدرہ نصرة المسلمون گوجرانوالہ (منہج پاکستان)

یتوزع منه ما یھون هذا الظلال امثالاً والله اعلم بجات الخ۔ ودر پیش اول ماخلق

اللہ تعالیٰ و ملاو اثر ان میں ساوات حقیقت محمدی کبھی نہ رواں حدیث و کتب اسامی

یا قدر شد مولانا رشید احمد گنگوہی در تالیف رشیدیہ نوشتہ کہ شیخ عبدالحق نوشتہ کہ اس را پہ

اسمے نیست و اللہ اعلم۔ حقیقت محال ہی راست کہ نقل کتابے بعضات خود موجود است و دیگر

بہم چیز مخلوق او تعالیٰ و علم ہلال اند اساطیر مخلوق او تعالیٰ مانبر است بعض ہشیام مخلوقہ لاکہ اند بعض

مخلوقہ العرش بعض دیگر عالم ارواح بہر مخلوق است تعالیٰ و با بیست روح معلوم نیست کل التوح

مدت آخری کہ تو ما اوستہ ہستم یر اللہ و لا قیلتہ

عالم مثال

و عالم مثال ہم چیز ہے بہت۔ یعنی در خواہا کشتہ امثالہا در مثل اشیا شخص مثلاً چند و میرا مثال

کہو نمک امر ہے بسبب تعبیر حاصل سے کہہ پس اس عالم مثال یعنی خواب در نوم یا در حالت نیست کہ اس را

کہو نمک لعل کہ سے متفرع ہر کے در لعل ہی کی مثال ہی نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر بان ہے اور

حدیث اقل ماخلق اللہ تعالیٰ زمین و زمین و زمین کی رسم علی اللہ علیہ السلام فراتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ

تعالیٰ نے میرا پیدا کیا اور اس سے بعض مشائخ کرام نے حقیقت محمدی لی ہے۔ لیکن یہ حدیث کتب

اعادہ میں دیباخت نہیں ہوئی۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے تالیف رشیدیہ میں لکھا ہے کہ

حضرت شیخ عبدالحق نے لکھا ہے کہ اس ثابت کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر بان ہے

حقیقت حال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقت کے ساتھ موجود ہے۔ باقی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہی

اور ہر عالم اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے اساطیر سے ہے بعض ہشیام مخلوقہ لاکہ ہیں۔ اور پھر ان میں سے

بہا یعنی مابین ہر شے میں اور نیز اللہ تعالیٰ کی اور مخلوق ہے۔ عالم ارواح بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ اور روح

کی با بیست حقیقت معلوم نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آپ کہیں روح میرے دہ کے امور ہے

اور نہیں اس بار میں بہت غلط علم دیا گیا ہے

عالم مثال ہے۔ اور عالم مثال بھی ایک چیز ہے تقسیم کی خاطر ہم اس کی تعبیر یوں کر سکتے ہیں یعنی

خواب ہی اگر کشت میں کوئی شخص مثالوں کو اشیا کے طرح دیکھتا ہے۔ اور ان کی تعبیر کہتے ہوئے اپنے گمان کے

مطابق ہی کی تعبیر حاصل کرتا ہے۔ ہر عالم مثالی میں میں خواب میں جو عینہ میں حاصل ہوتا ہے۔ باقی کیا بات ہیں

(۲۶) ”تحذیر الناس“ میں تحریف

مشہور دیوبندی عالم مولوی قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

”... انبیاء اپنی اُمت میں ممتاز ہوتے ہیں تو علم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں، باقی

رباعمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مسابہی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔“

(تحذیر الناس، ص ۸، مطبوعہ دارالکتاب، دیوبند)

مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی اور امتی کے درمیان کوئی موازنہ نہیں کیا جاسکتا۔ انبیاء

علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر عمل، وصف اور مرتبہ میں امتیوں سے ممتاز ہوتے ہیں۔

دیوبندی حضرات جب اپنے عالم کی اس عبارت کی تاویل کرنے سے تاصر رہے، تو

انہوں نے اس عبارت میں تحریف کر دی۔ کتاب کے مخرف شدہ نسخے میں یہ عبارت اب
یوں ملتی ہے:

”... انبیاء اپنی اُمت سے ممتاز ہوتے ہیں باقی رباعمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی

مسابہی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔“

(تحذیر الناس، ص ۸، فیصل پبلی کیشنز، دیوبند)

یہاں دیوبندیوں نے اصل عبارت میں سے ”علم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں“ کو

حذف کر دیا اور اپنے مولوی کے باطل عقیدے کو چھپانے کی ناکام کوشش کی۔

☆☆☆

اور فاعل اور صدیقین کو مجمع معلوم اور قابل سمجھئے۔ اور شہداء کو مجمع اہل

اور فاعل اور صالحین کو مجمع العمل اور قابل خیال فرمائیے۔ دلیل اس دعوے کی یہ ہے کہ انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم بھی میں ممتاز ہوتے ہیں یا قیامی رباعی اس میں بسا اوقات بظاہر اتنی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ

بڑھ جاتے ہیں اور اگر قوت علمی اور ہمت میں انبیاء انبیوں سے زیادہ بھی ہوں تو یہ معنی ہوئے کہ مقام شہادت اور وصف شہادت بھی ان کو حاصل ہے مگر کوئی ملقب ہوتا ہے تو اپنے اوصاف غالبہ کے ساتھ ملقب ہوتا ہے۔

مرزا جان جاناں صاحب اور غلام علی صاحب، اور شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب چاروں صاحب جامع بین الفقر والعلم تھے

پرمیرزا صاحب اور شاہ غلام علی صاحب تو فقیری میں مشہور ہوئے۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب علم میں۔ وجہ اس کی یہی ہوئی کہ ان کے علم پر ان کی فقیری غالب تھی اور ان کی فقیری پر ان کا علم اگرچہ

ان کے علم سے ان کا علم، یا ان کی فقیری سے ان کی فقیری کم نہ ہو سو انبیاء میں علم علم سے غالب ہوتا ہے اگرچہ ان کا علم اور ہمت اور قوت اوروں کے علم، قوت اور ہمت سے غالب ہو، بہر حال علم میں انبیاء اوروں سے

مست نہ ہوتے ہیں اور مصداق نبوت وہ کمال علمی ہی ہے جیسا کہ مصداق صدیقیت بھی وہ کمال علمی ہے۔ چنانچہ لفظ نبی اور صدق کی بھی جرم اخذ اوصاف مذکور ہے اس بات پر شاہد ہے نبی خود خبر کو کہتے ہیں جو اتنا علم یا معلوم میں سے ہے۔ اور صدق کی اوصاف علم میں سے ہے۔ پر نبوت اور صدیقیت میں وہی فرق فاعلیت و قابلیت ہے جو آفتاب و آئینہ میں

وقت تقابل معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ حدیث مرفوعہ قولی جس کا یہ

اور صالحین کو جمع اہل اور قابل خیال فرمائیے۔ دلیل اس دعوے کی یہ ہے کہ انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں اور اگر قوت عمل اور

ہمت میں انبیاء امتوں سے زیادہ بھی ہوں تو یہ معنی ہوئے کہ مقام شہادت اور وصف شہادت بھی ان کو حاصل ہے مگر کوئی ملقب ہوتا ہے تو اپنے اوصاف غالبہ کے ساتھ ملقب ہوتا ہے۔ ہر زاجان جاناں صاحب، اور غلام علی صاحب، اور شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب چاروں صاحب جامع بین الفقر والعلم تھے ہر مرزا صاحب اور شاہ غلام علی صاحب تو فقیری میں مشہور ہوئے اور شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب سلم میں۔ وجہ اس کی یہی ہوئی کہ ان کے علم پر ان کی فقیری غالب تھی اور ان کی فقیری پر ان کا علم اگرچہ ان کے علم سے ان کا علم، یا ان کی فقیری سے ان کی فقیری کم نہ ہو سو انبیاء میں علم عمل سے غالب ہوتا ہے اگرچہ ان کا عمل اور ہمت اور قوت اوروں کے عمل، قوت اور ہمت سے غالب ہو، بہر حال علم میں انبیاء اوروں سے ممتاز ہوتے ہیں اور مصداق نبوت وہ کمال علمی ہی ہے جیسا کہ مصداق صدیقیت بھی وہ کمال علمی ہے۔ چنانچہ لفظ نبأ اور صدق بھی جو اخذ اوصاف مذکور ہے اس بات پر شاہد ہے نبأ خود خبر کو کہتے ہیں جو اقسام علوم یا معلوم میں سے ہے۔ اور صدق اوصاف علم میں سے ہے، پر نبوت اور صدیقیت میں وہی فرق فاعلیت و قابلیت ہے جو آفتاب و آئینہ میں وقت تقابل معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ حدیث مرفوعہ قولی جس کا یہ مطلب ہے کہ جو میرے سینہ میں خدا نے ڈالا تھا میں نے ابوبکر کے سینہ میں ڈال دیا اس پر شاہد ہے مگر جیسے نبی کو نبی اس لئے

(۲۷) کتاب ”حیات شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی“ میں تحریف

مولانا حکیم سید محمود احمد برکاتی علیہ الرحمہ نے شاہ محمد اسحاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۶۶ھ) کی ایک سوانح عمری بنام ”حیات شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی“ کے نام سے تحریر کی ہے۔ اس کتاب کا پبلشر ایڈیشن ۱۳۱۲ھ میں شاہ ابو الخیر اکیڈمی، دہلی نے شائع کیا۔

وہابی مسائل اور بعین اور مسئلۃ المسائل نامی دو کتابیں شاہ محمد اسحاق دہلوی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حکیم برکاتی نے پختہ دلیوں کے ساتھ یہ بات ثابت کی ہے کہ یہ دونوں کتابیں شاہ اسحاق کی تصنیف نہیں ہیں۔ مثلاً مسائل اور بعین میں سوال نمبر ۴۰ استدلال سے تعلق رکھتا ہے، جس کا جواب ”نا جائز“ لکھا ہے۔ لیکن جب یہی استدلال سے متعلق سوال مائة المسائل (سوال نمبر ۳۲) میں کیا گیا تو اس کا جواب ”جائز“ لکھا گیا ہے۔ مسائل اور بعین میں سوال نمبر ۳۶ عرس کے متعلق ہے، جس کے جواب میں ”عرس کو ناجائز“ کہا گیا ہے۔ لیکن اسی سوال کے جواب میں مسئلۃ المسائل میں ”جائز“ کہا گیا۔ (حیات شاہ محمد اسحاق دہلوی، ص ۱۲۸ تا ۱۳۸، از مولانا سید محمود احمد برکاتی، ناشر شاہ ابو الخیر اکیڈمی، دہلی)

حکیم سید محمد یحییٰ کھنوی نے نزہۃ السخااطر میں اس کتاب کو شاہ اسحاق کی تصنیف کی فہرست میں شامل نہیں کیا ہے۔

مولانا سید حکیم محمود برکاتی نے متعدد شواہد سے یہ ثابت کیا ہے کہ مذکورہ بالا دونوں کتابیں شاہ محمد اسحاق دہلوی کی نہیں ہیں۔

اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کہ شاہ اسحاق دہلوی استغاثہ کے مخالف تھے، دیوبندیوں نے ”حیات شاہ محمد اسحاق دہلوی“ کا ایک تیانفہ الرحیم اکیڈمی، کراچی، پاکستان سے شائع کیا۔

اس نے لُحْنے کے ساتھ ”ارشادِ چیر“ نام کا ایک جعلی رسالہ بھی شاہ اسحاق کے نام سے منسوب کر کے شائع کیا ہے۔ اس رسالے میں مولوی مہدِ المہرب کے قول کے مطابق شاہ اسحاق دہلوی حریفِ خدا ”یا رسول اللہ“ کے منکر تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ ”ارشادِ چیر“ نامی یہ رسالہ شاہ اسحاق کی تصنیف نہیں ہے۔ دیوبندیوں نے محض یہ ثابت کرنے کے لیے کہ شاہ اسحاق استغاثہ کے حاکم نہیں تھے، اس رسالے کو اُن کی سوانحِ عمری کے ساتھ ملحق کر کے شائع کر دیا۔

☆☆☆



اِنَّ وَلِيَ اللّٰهِ اَزْيَنُ مَنْ تَزَلَّ الْكِتَابَ وَهُوَ يَزِيْزُ الصّٰلِحِيْنَ
 پراگھیا اظہر ہے جس نے ہمارے کتاب اور وہ عایت کتابت کے نیک بندوں کی

رحمۃ اللہ علیہ حیات شاہ محمرا سحاق محدث دہلوی

تصنیف
 مولانا حکیم سید محمود احمد برکاتی تدریظ

ناشر
 شاہ ابوالخیر اکادمی شاہ ابوالخیر مارگ دہلی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 إِنَّ قَوْلَ اللَّهِ الَّذِي نَزَلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَقُولُ الْقَوْلَ الْحَقَّ
 بِرَأْسِهِ أَشَدُّ حَقًّا لَكُمْ مِنْ كَلِمَاتِ الْكَافِرِينَ

حیات

روح الشیخ
 شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی

مولانا حکیم سید محمود احمد برکاتی

مع اصنافہ

ارشاد پیر

مجموعہ افادات و ارشادات حضرت شاہ محمد اسحاق

ترتیب

مولانا عبدالرزاق دہلوی

ناشر

لے، ۱/، نگر حضرت آصف،
 ریاست آباد، گواہی ۵۹۰۰

الرحیمہ لکچرری

(۲۸): غیر موجود کتاب کو امام جلال الدین سیوطی کی طرف منسوب کرنا

مولوی سرفراز خان صفردیو بندی اپنی کتاب میں رقم طراز ہیں:

”امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وہ حدیثیں جن میں مؤلفین سے کلامہ شہادت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام سننے کے وقت انگلیاں چومنے اور آنکھوں پر رکھنے کا ذکر آیا ہے، وہ سب کی سب موضوع غور و جلی ہیں۔ (تیسیر السقال از سیوطی، ص ۱۲۳، بحوالہ عماد الدین، طبع ۸۷۷ھ، ص ۶۷)

(رہلہ سنت، سرفراز خان دیوبندی، ص ۲۴۳، ناشر مکتبہ صفدریہ، کوچر اوالہ، پاکستان)

قارئین یہاں غور کریں، مولوی سرفراز خان نے امام جلال الدین سیوطی کی اصل کتاب کو دیکھا بھی نہیں، بلکہ ایک ناقوی کتاب ”عماد الدین، ص ۱۲۳“ کا حوالہ دیا۔

قارئین کو یہ جان کر تعجب ہو گا کہ امام سیوطی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تیسیر السقال نام سے کوئی کتاب لکھی ہی نہیں !!! ان مخفیین نے نہ صرف ایک جعلی کتاب امام سیوطی کے نام گڑھ دی بلکہ ایک عبارت بھی گڑھ کر اس کتاب سے منسوب کر دی۔ سب سے پہلا شخص جس نے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اس جھوٹی کتاب کو منسوب کیا، وہ بشیر الدین قنوجی (م ۱۲۳۴ھ) نام کا ایک غیر مقلد تھا۔ اس غیر تخلص مولوی نے اپنی کتاب مصارۃ العین فی منع تقبیل الایہامین میں تیسیر اقبال نام کی ایک جعلی کتاب کو امام سیوطی کی طرف منسوب کیا۔ حاجی خلیفہ نے اپنی مشہور تصنیف کشف المظنون میں امام سیوطی کی تصانیف کی جو فہرست دی ہے، اس میں تیسیر السقال نام کی کوئی کتاب موجود نہیں۔

نوٹ: انگوٹھے چومنے سے متعلق احادیث کی مکمل بحث جاننے کے لیے امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف منہج العین فی حکم تقبیل الایہامین کا مطالعہ کریں۔
ناشر: مرکز اہل سنت برکات رضا، پور بندر، کجرات

المنهاج الواضح

للعقني

راہ سنت

بیت السنۃ والجماعۃ

ابوالزہد محمد رفیع راخان صفدر علی

مکتبہ صفدریہ

لاہور

ہالہ یہ کہ ہوضوعاً۔ (القول البیّن ۱۹) ہے کہ وہ موضوع احدی علی ذہبہ۔

نیز کہتے ہیں :

واما الموضوع فلا یحوز العمل به بحال (۱) ہر حال میں موضوع حدیث تو اس کی کئی بات میں عمل جائز نہیں ہے۔
غلاصہ یہ کہ اگر قصائل اعمال میں ہر ضعیف حدیث قابل عمل نہیں ہے بلکہ اس کے لئے حضرت
محمدؐ میں کے نزدیک چند شرطیں ہیں (۱) اور جو حدیث موضوع اور جعلی ہو اس پر کسی حالت اور کسی صورت میں
عمل جائز نہیں ہے، (۲) قصائل اعمال میں اور (۳) تزییب و ترہیب وغیرہ میں۔ اب بتائی ہوئی حواس
میں یہ کہ اگر ان گھمبیاں پڑھنے کی تمام حدیثیں صرف ضعیف ہی نہیں ہیں بلکہ موضوع اور جعلی ہیں۔

چنانچہ امام ربیع بن ابی نعیمؒ کہتے ہیں :

انحدادیث التي رویت فی قبیل الاثمال	وہ حدیثیں جن میں اتفاق سے کثرتِ شہادت میں آنحضرت
وجعلها علی العینین عند سماع اسمہ صل	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانام شہدے کے وقت ان گھمبیاں
اللہ علیہ وسلم عن المؤمنین فی کلمۃ الشہادۃ	پڑھتے اور ان گھمبوں پر کہنے کا ذکر کیا ہے وہ سب کی سب
کلاھا موضوعات (۱) بخلاف بعض روایات (۲) الخ	موضوع اور جعلی ہیں۔

یہی ہے اب تو فقہی فقہی ہو گیا۔ مفتی احمد یار خان صاحب کو یہ اتفاق دیکھ کر غور کرنا چاہیے کہ الحمد للہ
کراس اعتراض کو پرچے اڑ گئے ہیں اور حق واضح ہو گیا۔ (مفتی محمد صالح رحمہ اللہ ۲)۔ پرچے کس کی دلیل کے اڑا
گئے اور حق کس کی طرف سے فاتح ہو گیا ہے ؟ عیاں راچہ عیاں عہ

فلت کے ہی ایک نامتوں سے تنویر کا دامن چھوٹ چکا

امام سیوطیؒ کے کلاھا موضوعات کے حوالہ کے بعد یہ ضرورت تو نہیں کہ ہم کچھ عرض کریں مگر شخص
تعمیل قائمہ کے لئے حضرت محمدؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روایت کا ذکر بھی کر دیتے ہیں اسی مضمون کی روایت
حضرت محمدؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی مشقول ہے مگر اس کے اختلاف میں :

شعر یقبل ایہا امیہ۔ (الحدیث) پھر اپنے دونوں انگوٹھے پڑھئے۔

پہلی روایت میں انگوٹھوں کا ذکر نہیں بلکہ شہادت کی انگوٹھوں (اور ایک روایت میں ابہام

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یا محمد ﷺ

کہنے والی حدیث پر تجزیہ

لَا تَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ أَنْ يُعَلِّمُواكُمْ لَا تَعْلَمُونَ

تو! لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو

(سورہ انبیاء، آیت ۷)

اللہ تعالیٰ کا علم ہے کہ

۱۔ علم حاصل کرو۔

۲۔ علم دلِ علم سے حاصل کرو، بربر۔ غیر۔ سے نہیں۔

۳۔ وہ علم حاصل کرو، جس کا تمہیں علم نہ ہو۔

اس آیت مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر عام آدمی کو قرآن اور حدیث سے خود مسائل اخذ کرنے سے منع فرماتا ہے۔ اس آیت کی روشنی میں ہر مسلمان کو دین کا علم ملانے دین سے ہی حاصل کرنا چاہیے۔ گزشتہ تین سو سالوں میں ایک ایسا فرقہ وجود میں آیا ہے جو ہر فرد کو اپنے من اور نفس کے مطابق قرآن اور حدیث پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اس عمل سے امت مسلمہ منتشر ہو رہی ہے کیونکہ ہر فرد دین میں نئے طریقے ایجاد کر کے عمل کر رہا ہے اور دوسروں کو بھی اس پر عمل کرنے پر زور دے رہا ہے۔ ان کے نزدیک اللہ کے چاروں مذاہب (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) امت کو "فرقوں" میں بانٹتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ نام نہاد مسلمان امت کو لاکھوں اور کرہاؤں فرقوں میں بانٹنے کی مہم چلا رہے ہیں۔ جس میں ہر فرد اپنا "نظریہ اور مذہب" لے کر عمل پیرا ہے۔ اس گروہ کے افراد و طبقوں میں تقسیم کیے جاسکتے ہیں۔ پہلا جو اجتہاد کے مقام پر پہنچ گئے ہوں، دوسرے وہ جو اجتہاد کے مقام پر پہنچنے والے ہوں۔

اس فرقے کے ایک مشہور و بانی عالم ناصر الدین الہبانی - عودی عرب (م ۱۴۴۰ھ) گزرے ہیں جن کی ولادت سے دشمنی و ہل علم سے پوشیدہ نہیں۔ رسول دشمنی کے بغض میں وہ اس حد تک گزر گئے کہ انہوں نے بے شمار احادیث کو من مائے اصول کے مطابق ضعیف اور موضوع قرار دیا۔ محدثین نے اصول حدیث اور اساتذہ رجال کے جو قواعد قائم کیے ہیں، ان اصولوں کے برعکس ناصر الدین الہبانی نے اپنے من مائے اصول کے مطابق احادیث کو ضعیف و موضوع قرار دے کر ان کو احادیث کی کتابوں سے نکال دیا۔ الہبانی کا یہ طریقہ عمل تھا کہ وہ حدیث کی کتابوں کو ”صحیح“ لفظ کے منافی کے ساتھ شائع کرتے۔ مثلاً الہبانی کے نزدیک امام بخاری کی حدیث کی ایک کتاب الادب المفرد میں ضعیف احادیث بھی شامل ہیں۔ اسی لیے الہبانی نے ان احادیث کو نکال کر صحیح الادب المفرد کے نام سے شائع کی۔ واضح ہو کہ یہ احادیث امام بخاری علیہ الرحمہ (م ۲۵۶ھ) کے نزدیک ضعیف نہ تھیں۔ لیکن آج کے دور کے مولوی ناصر الدین الہبانی (م ۱۴۲۰ھ) کے مطابق یہ احادیث ضعیف ہیں!!! ان کے وفات کے بعد اب یہ مہم ان کے پیروکار جو خود کو ”سلفی“ اور ”اہل حدیث“ کہلاتے ہیں، جاری رکھے ہوئے ہیں اور الہبانی کی تحریف شدہ احادیث کی کتابیں شائع کر کے پھیلائے رہے ہیں۔

الہبانی نے اپنی صحیح الادب المفرد میں ”باتحدہ پاؤں کو بوسہ دینے والی“ وہ تمام احادیث حذف کر دیں جنہیں امام بخاری نے الادب المفرد میں شامل کیا تھا۔ الہبانی نے دن عمر رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث بھی حذف کر دی جس میں انہوں نے پاؤں من بو جانے پر ”یا محمد“ (ﷺ) کہا۔

اگلے صفحات میں ہم اس حدیث پر ایک تحقیق پیش کر رہے ہیں جس سے یہ واضح ہوگا کہ کیا یہ حدیث واقعی میں ضعیف بن یا الہبانی نے اپنے و بانی عقیدے کے مطابق اسے ضعیف قرار دیا ہے؟؟؟

میری اس تحقیق میں شیخ ابوالحسن صاحب نے بھرپور معاونت فرمائی۔ اللہ رب العزت اُن کے علم و عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ آمین
اپنی اس تحقیق میں میں محمد ثین کی تاریخ وصال لکھوں گا، اس کا مقصد تاریخین پر یہ واضح کرنا ہے کہ وہ محدث صاحب کتنے قدیم ہیں۔
حدیث:

حدثنا ابو نعیم قال حدثنا سفیان عن ابی اسحق عن عبد الرحمن بن سعد قال: خلدت رجلی ابن عمر فقال له رجل: اذكر احب الناس اليك فقال: يا محمد

(روی البخاری فی الادب المفرد، وقد ذکر البخاری هذا الحديث تحت عنوان: باب ما يقول الرجل اذا خلدت رجله)
”امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:

ترجمہ: عبدالرحمن ابن سعد نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سُن ہو گیا تو آپ شخص نے اُن سے کہا کہ آپ اُس شخص کو یاد کیجیے جس سے آپ سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ ابن عمر نے کہا: ”یا محمد“ (ﷺ)۔“

حوالہ: الادب المفرد، قلمی مخطوطہ آگے کے صفحات پر ملاحظہ ہو

۲: الادب المفرد، ناشر دارالکتب العلمیہ، لبنان

۳: الادب المفرد، ص ۴۰۷، حدیث ۹۹۳، ناشر موسسة الكتب الثقافية، لبنان

نوٹ: امام بخاری نے اس حدیث کو ”کیا کرنا چاہیے اگر کسی شخص کا پاؤں سُن ہو جائے“ باب کے تحت نقل کیا ہے۔

اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ صحابہ کرام کا یہ عقیدہ و عمل تھا کہ پاؤں سُن ہونے پر ”یا محمد“ (ﷺ) کہنا جائز ہے۔ جسے امام بخاری نے نقل کر کے خود اپنے عقیدہ اور

عمل کا بھی اظہار کر دیا ہے۔ تاریخن غور کریں امام بخاری نے نہ اس حدیث کو ضعیف کہا، اور نہ ہی اس عمل کو شرک۔

اگلے صفحات میں اس حدیث کے تمام راویوں پر مفصل بحث پیش کی جا رہی ہے۔

حدیث ۲:

وبہ۔ یقصد أنا زہیر۔ عن أبی اسحاق عن عبد الرحمن بن سعد قال :
کنت عند عبد اللہ بن عمر فخلدت رجلاً فقلت له یا أبا عبد الرحمن ما
لرجلک قال اجتمع عصبها من ہا هنا قلت ادع أحب الناس الیک قال یا
محمد فانہ سبط (رواہ علی ابن الجعد فی مسندہ)

ترجمہ: امام ابن جعد (م ۳۳۰ھ) نقل کرتے ہیں:

”عبد الرحمن بن سعد فرماتے ہیں کہ میں عبد اللہ ابن عمر کے ساتھ تھا، اور اُن کا پاؤں
سُن ہو گیا، تو میں نے دریافت کیا یا عبد الرحمن آپ کے پاؤں کو کیا ہو گیا؟ تو انہوں نے
جواب دیا۔ سُن ہو گیا ہے۔ تو میں نے اُن سے عرض کیا، اُس شخص کو یاد کیجئے جن سے آپ
سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ تب انہوں نے کہا ”یا محمد“ (ﷺ)۔ اور اُن کے پاؤں کی
تکلیف دور ہو گئی۔ (مسند ابن جعد، ص ۳۶۹، حدیث ۲۵۳۹، تحقیق ناصر احمد حیدر،
بیروت، سن اشاعت ۱۴۱۰ھ)

غور کریں امام ابن جعد نے نہ اس حدیث کو ضعیف کہا اور نہ ہی اس عمل کو شرک۔

حدیث ۳:

قال أخبرنا الفضل بن دکن قال حدثنا سفیان و زہیر بن معاویۃ عن
أبی اسحاق عن عبد الرحمن بن سعد قال کنٹ عند عبد الرحمن بن عمر فخلدت رجلاً
فقلت یا أبا عبد الرحمن ما لرجلک قال اجتمع عصبها من ہا هنا هذا فی
حدیث زہیر و حدہ قال قلت ادع أحب الناس الیک قال یا محمد

قبسطھا۔ (رواہ ابن سعد فی الطبقات)

ترجمہ: امام ابن سعد (م ۲۴۰ھ) نقل فرماتے ہیں:

”عبدالرحمن بن سعد روایت کرتے ہیں کہ میں عبداللہ ابن عمرؓ کے ساتھ تھا، اور اُن کا پاؤں سُن ہو گیا، تو میں نے دریافت کیا یا عبدالرحمن آپ کے پاؤں کو کیا ہو گیا؟ تو انہوں نے جواب دیا۔ سُن ہو گیا ہے اور اس کی نِس اپنی جگہ سے ہٹ گئی ہے۔ (یہ عبارت صرف زہیر کی روایت میں ہے)۔ تو میں نے اُن سے عرض کیا، اُس شخص کو یاد کیجیے جن سے آپ سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ تب انہوں نے کہا ”یا محمدؐ“ (ﷺ)۔ اور اُن کے پاؤں کی تکلیف دور ہو گئی۔“ (طبقات ابن سعد، ج ۲، ص ۱۵۴، ناشر دارالصادر، بیروت)

نوٹ ۱: غور کریں مندرجہ بالا حدیث اور حدیث نمبر ۲ کے اسناد مختلف ہیں۔

نوٹ ۲: امام ابن سعد نے اس حدیث کو نہ ضعیف کہا، نہ اس عمل کو حُرک۔

حدیث ۳:

حدثنا احمد بن يونس حدثنا زهير عن ابي اسحاق عن عبد الرحمن بن سعد: جئت ابن عمر فحدثت رجلاً. فقلت: ما لك حلك؟ قال: اجتمع عصبها قلت: ادع أصحاب الناس اليك قال: يا محمد فبسطها. (رواہ ابراہیم الحاربی فی غریب الحلیث)

ترجمہ: امام احمد انیسم الآخری (م ۲۸۵ھ) نقل فرماتے ہیں:

”عبدالرحمن بن سعد روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ سے دریافت کیا، آپ کے پاؤں میں کیا تکلیف ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا، پاؤں کی نِس اپنی جگہ سے کھسک گئی ہے۔ تو میں نے اُن سے کہا، اُس شخص کو یاد کیجیے جن سے آپ سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ تب انہوں نے کہا ”یا محمدؐ“ (ﷺ)۔ اور اُن کے پاؤں کی تکلیف دور ہو گئی۔ (غریب الحلیث، ج ۲، ص ۶۷، ناشر جامعہ اُم القریٰ، مکہ مکرمہ، بن اشاعت ۱۴۰۵ھ)

نوٹ: امام ابن حری نے اس حدیث کو نہ ضعیف کیا، نہ اس عمل کو شرک۔

حدیث ۵:

حدثني محمد بن ابراهيم الأنماطي، و عمرو بن الجعيد بن عيسى،
قالا: ثنا محمد بن خدّاش، ثنا أبو بكر بن عياش، ثنا أبو اسحاق السبيعي،
عن أبي شعبة، قال: كنت أمشي مع ابن عمر رضي الله عنهما، فخلدت
رجله، فجلس، فقال له رجل: اذكر أحب الناس إليك. فقال: "يا محمدا
فقام فمشى." (رواه ابن السني في عمل اليوم والليلة)

ترجمہ: امام ابن السنی (م ۶۴۳ھ) روایت کرتے ہیں:

"ابن شعبہ روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سن ہو گیا۔ میں نے اُن
سے کہا، اُس شخص کو یاد کیجیے جن سے آپ سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں تو انہوں نے کہا
"یا محمد" (ﷺ) اور وہ پھر چلنے کے لائق ہو گئے۔" (عمل اليوم والليلة، ناشر: مکتبہ
در البیان، طائف، سعودی عرب)

حدیث ۶:

حدثنا محمد بن خالد بن محمد البرذعي، ثنا حاجب بن سليمان، ثنا
محمد بن مصعب، ثنا اسرئيل، عن أبي اسحاق، عن الهيثم بن حش، قال:
كنا عند عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما، فخلدت رجله، فقال له رجل:
"اذكر أحب الناس إليك." فقال: يا محمد صلى الله عليه وسلم. قال: فقام
فكاننا نشط من عقال (رواه ابن السني في عمل اليوم والليلة)

ترجمہ: امام ابن السنی (م ۶۴۳ھ) روایت کرتے ہیں:

ثمام بن حش روایت کرتے ہیں: "میں ایک دفعہ عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور اُن کا
پاؤں سن ہو گیا، میں نے اُن سے کہا اُس شخص کو یاد کیجیے جن سے آپ سب سے زیادہ محبت

کرتے ہیں۔" انہوں نے کہا: "یا محمد" (ﷺ) اور دوبارہ چلنے کے لائق ہو گئے۔ (عمل
 اليوم والليلة، ناشر: مکتبہ دارالبیان، طائف، سعودی عرب)
حدیث ۷:

أخبرني أحمد بن الحسن الصوفي، حدثنا علي بن الحعدد، ثنا زهير،
 عن أبي إسحاق، عن عبد الرحمن بن سعد، قال: "كنت عند ابن عمر،
 فخلدت رجلاه، فقلت: يا أبا عبد الرحمن، ما لرجلك؟ قال: اجتمع عصبها
 من هاهنا. قلت: ادع أحب الناس إليك. فقال: يا محمد. فانبسط.

(رواه ابن السني في عمل اليوم والليلة)

ترجمہ: امام ابن السنی (۳۶۴ھ) روایت کرتے ہیں:

عبد الرحمن ابن سعد روایت کرتے ہیں: میں ابن عمر کے ساتھ تھا اور ان کو پاؤں س
 ہو گیا۔ میں نے ان سے پاؤں کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: "میں اپنی جگہ سے
 ہٹ گئی ہے، میں نے ان سے کہا: "اُس شخص کو یاد کیجیے جن سے آپ سب سے زیادہ محبت
 کرتے ہیں، تو انہوں نے کہا: "یا محمد" (ﷺ) اور ان کو پاؤں کی تکلیف سے نجات مل گئی۔
 (عمل اليوم والليلة، ناشر: مکتبہ دارالبیان، طائف، سعودی عرب)

نوٹ: غور فرمائیں حدیث ۵، ۶ اور ۷ کی اسناد مختلف ہیں اور ان تینوں اسناد میں ضعف ہے۔

حدیث ۸:

[۳۸۳۲] بنح عبد الرحمن حسن بن سعد القرشي العلوي مولی بن عمر
 کوفی روی عن أخيه عبدالله بن سعد و مولاہ عبدالله بن عمر بح روی عنه
 حساد بن أبي سليمان و أبو شبيبہ عبد الرحمن بن إسحاق الكوفي و منصور
 بن المنصور و أبو إسحاق السبيعي بنح ذكره بس حبان في كتاب الثقات
 روی له المنخاري في كتاب الأدب حديثا و احدا موقوفا و قد وقع لنا غالیا

عہدہ أخبرنا بہ أبو الحسن بن البخاری و زینب بنت مکی قالَا أخبرنا أبو حمص بن طہرہ قال أخبرنا الحافظ أبو البرکات الأنساطی قال أخبرنا أبو محمد المصری بنی قال أخبرنا أبو القاسم بن حبابہ قال أخبرنا عبد اللہ بن محمد البغوی قال حدثنا علی بن الجعد قال أخبرنا زہیر عن أبي اسحاق عن عبد البر حصن بن سعد قال كنت عند عبد الله بن عمر فخدمت رجلاه ففعلت له بما أبا عبد الرحمن ما لم يملك قال اجتمع عصبها من هاهنا قال قلت ادع أحب الناس إليك فقال يا محمد قانيسط.

(رواہ عن ابی نعیم عن سفیان عن ابی اسحاق مختصراً۔ أخرج هذا الحديث الحافظ المزي في تهذيب الكمال)

ترجمہ: پانسن ہونے پر بن عمر رضی اللہ عنہ کے "یا محمد" (ﷺ) کہنے والی روایت کا ذکر امام مزی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۳۲ھ) نے مبد الرحمن ابن سعد کی سوانح عمری کے تحت بیان کیا ہے۔ جو کہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ایک آزاد کردہ غلام تھے۔

نوٹ: مذکورہ حدیث ۸ کی عبارت کا ترجمہ وہی ہے جو سابقہ حدیث کا ہے۔ اس لیے ہم یہاں درج بالا حدیث کا مکمل ترجمہ پیش نہیں کر رہے ہیں۔

امام مزی نے اس حدیث کو دو سندوں سے بیان کیا ہے۔ پہلی سند میں علی ابن جعد، زینب اور ابو اسحاق ہیں۔ اور دوسری سند میں ابو نعیم، سفیان اور ابو اسحاق ہیں۔ جیسا کہ امام بخاری کی الادب المفرد میں پائی جاتی ہیں۔

(تہذیب الکمال از امام المزی ۱/۱۳۲، حدیث ۳۸۳۲، مطبع مؤسسات الرسالۃ، چوتھ بن شاعت ۱۴۰۰ھ)

غور کریں امام مزی نے نہ اس حدیث کو ضعیف قرار دیا اور نہ ہی اس عمل کو شرک کہا۔

حدیث ۹:

روينا في كتاب ابن السني عن الهيثم بن حنش قال: "كما عند
عبد الله بن عمر رضي الله عنهما فحدثت رجله، فقال له رجل: اذكر أحب
الناس اليك، فقال: يا محمد صلى الله عليه وسلم، فكاننا نشط من
عقال. (النووي في الاذكار)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۷۶ھ) نقل کرتے ہیں:
"ابن سنی نے یٰٰہم ابن حنش سے روایت کیا کہ میں بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا
اور بن عمر کا پاؤں سُس ہو گیا۔ میں نے اُن سے کہا، اُس شخص کو یاد کیجیے جس سے آپ سب
سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا "یا محمد" (ﷺ) اور اُن کی پریشانی دور ہو گئی۔"
(کتاب الاذکار ج ۳۸، ماثر الدار المصریہ المبنیہ: مصر)
نوٹ: امام نووی نے اس حدیث کو "کیا کرنا چاہیے اگر کسی شخص کا پاؤں سُس ہو
جائے" باب کے تحت نقل کیا ہے۔ جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام نووی کے عقیدے
کے مطابق پاؤں سُس ہونے پر "یا محمد" (ﷺ) کہنا جائز ہے، نہ کہ شرک۔

حدیث ۱۰:

عن الهيثم بن حنش قال كنا عند عبد الله بن عمر رضي الله عنهما
فحدثت رجله فقال له رجل: اذكر أحب الناس اليك فقال: يا محمد
فكاننا نشط من عقال. (ابن تيمية في الكلم الطيب)
ترجمہ: ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) نقل کرتے ہیں:

"یٰٰہم بن حنش بیان کرتے ہیں: میں بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور اُن کا پاؤں
سُس ہو گیا۔ میں نے اُن سے کہا آپ اُس شخص کو یاد کیجیے جس سے آپ سب سے زیادہ محبت
کرتے ہیں۔" انہوں نے کہا "یا محمد" (ﷺ) اور اُن کی تکلیف دور ہو گئی۔

۱۔ الکلمۃ الطیب، ابن تیمیہ، ص ۵۶، قطر، بن اشاعت ۱۴۰۱ھ (عکس!؛ حقلہ کریں)

۲۔ حکمت الطیب، ابن تیمیہ، ص ۷۳۔ ۷۴، انا شرکتہ الاسلامی، بیروت، من اشاعت ۱۹۷۷ء۔
نوٹ: ابن تیمیہ نے اس حدیث کو ”کیا کرنا چاہیے اگر کسی شخص کا پاؤں سُن ہو جائے“ باب کے تحت نقل کیا ہے۔ جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ابن تیمیہ کے نزدیک بھی پاؤں سُن ہونے پر ”یا محمد“ (ﷺ) کہنا جائز ہے، شرک نہیں۔

حدیث ۱۱:

عن الهیثم بن حثل قال کما عند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
فخدرت رجلہ فقال لہ رجل اذکر احب الناس الیک فذکر محمداً فکانما
نشط من عقال وعن مجاہد رحمہ اللہ قال خدرت رجل رجل عند ابن
عباس رضی اللہ عنہما فقال اذکر احب الناس الیک فقال محمداً فذهب
خدرہ۔ (ابن القیم فی الوابل الصیب من الکلم الطیب)

ترجمہ: ابن قیم الجوزیہ (م ۷۵۱ھ) نے اس حدیث کو اپنی کتاب الوابل الصیب
من الکلم الطیب میں اس حدیث کو لام مزی کی بیان کردہ اسناد کی روایت سے نقل کیا ہے،
جیسا کہ حدیث نمبر ۱۰۵، ۱۰۶ میں گزرا۔ واضح ہو کہ ابن قیم الجوزیہ کا شمار ابن تیمیہ کے خاص
شاگردوں میں ہوتا ہے۔ (الوابل الصیب من الکلم الطیب، ج ۱، ص ۲۰۳، ناشر
دار الکتاب العربی، بیروت، من اشاعت ۲۰۰۵ھ)

نوٹ: ابن قیم الجوزیہ نے اس حدیث کو ”کیا کرنا چاہیے اگر کسی شخص کا پاؤں سُن
ہو جائے“ باب کے تحت نقل کیا ہے۔ جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ابن قیم الجوزیہ کے
دیکھ کر بھی پاؤں سُن ہونے پر ”یا محمد“ (ﷺ) کہنا جائز ہے، نہ کہ شرک۔

حدیث ۱۲:

قال فی النہایۃ: ومنہ حدیث ابن عمر أنہما خدرت رجلہ فقیل لہ: ما
لرجلک؟ فقال: اجتمع عصبہا، قبل اذکر احب الناس الیک؟ فقال: ”یا

محمد فیسطھا“ انتہی (الشوکانی فی تحفة المذاکرین)

ترجمہ: مذکورہ بالا حدیث کو تافسی شوکانی (م ۲۵۹ھ) نے بھی نقل کیا ہے۔

(تحتہ: لفظ اکبرین، ناشر دارالقلم، بیروت، سن اشاعت ۱۹۸۳ء)

موجودہ دور کے وہ افراد جن کو مسلمانوں کے ہر عمل میں شرک و بدعت دکھائی دیتا ہے، غور فرمائیں کہ وہ علماء جن کو وہ اپنا پیشوا اور امام مانتے ہیں یعنی، ان تیسیرہ اور ان قیم الجوزیہ، ان دونوں نے ”یا محمد“ (ﷺ) پکارنے والی مذکورہ بالا حدیث کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ اپنے وقت کے امام اور حافظ حدیث امام بڑی کے نزدیک حدیث کی سند میں نہ کوئی ضعف ہے، اور نہ ہی انہوں نے اس کے متن میں کچھ خامی پائی۔

بالفرض مذکورہ بالا تمام احادیث کی اسناد کو ضعیف تسلیم بھی کر لیا جائے (جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے) تب بھی اصولی حدیث کے مطابق یہ تمام ضعیف احادیث ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں اور حدیث کا درجہ ”حسن صحیح“ ہوگا۔

تاریخین غور کریں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے تقریباً ۱۱۰۰ سال کے بعد ابانی اس دنیا میں آیا۔ گیارہ سو سال میں کسی حدیث کے امام نے اس حدیث کو ضعیف قرار نہیں دیا۔ چونکہ وہابیوں کے نزدیک حرفِ نبیؐ ”یا“ کا استعمال شرک ہے، اس لیے ابانی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا۔ ابانی کے انتقال کے بعد ان کی اندھی تقلید کرنے والے نام نہاد اہل حدیث آج خود ساختہ مجتہد ہو محدث بننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور وہ حدیث دانی میں ایسا دعویٰ کرتے ہیں جیسے ان کا علم امام بخاری، امام ابن سعد، امام مزنی وغیرہ سے بھی بالا برتر ہے۔

دشمنان اسلام کا یہ مشن و مقصد ہے کہ مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا جائے۔ اس کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ علماء کی علمی تحقیق و فیصلوں کی مخالفت وہ لوگ کریں جو علم سے کوسوں دور ہیں۔ اگر ہم مسلمان آپس میں متحد و متفق رہنا چاہتے ہیں تو ہل سنت و

جماعت کے ملاکی بیرونی کریں، جو اسلاف کے صحیح باقیین ہیں۔

اسناد کی تحقیق:

گزشتہ سطروں میں جو حدیث نمبر انگریزی ہے، اب ہم اس کی اسناد کی تحقیق پیش کریں گے۔ اس حدیث کو امام بخاری نے الادب المفرد میں نقل کیا ہے۔

امام بخاری > ابو نعیم > سفیان > ابو یونس > عبد الرحمن ابن سعید۔

ابو نعیم: ان کا نام سفیان بن ذکین ہے۔ یہ مکہ میں تھے جیسا کہ امام ابن حجر العسقلانی نے تہذیب التہذیب میں (حدیث نمبر ۵۳۰۱) نقل کیا ہے۔ تہذیب التہذیب، ج ۸ میں تحریر فرماتے ہیں: ابو نعیم نے دونوں 'سفیان' یعنی سفیان ابن عیینہ اور سفیان ثوری سے حدیث تلمذ کی۔ مزید یہ کہ انہوں نے زہیر ابن معاہ سے بھی تلمذ کی۔

[۵۰۵] ع الستة الفضل بن ذکین وحوثب واسمہ عمرو بن حماد بن زہیر بن درہم التیمی مولی آل طلحة ابو نعیم الملائکی الکوفی الاحول روى عن الأشر و أبیمن بن نابل و سلمة بن وردان و سلمة بن نبط و یونس بن أبی اسحاق و عیسی بن طهمان و عبد الرحمن بن الغلیل و فطر بن خلیفة و مصعب بن سلیم و یحیی بن أبی الہشام العطار و المسعودی و آسی المعیس و ورقاء و الثوری و مالک بن مغول و مالک بن انس و ابن أبی ذئب و محمد بن طلحة بن مصرف و مسعر و معمر بن یحیی ابن سام و نصیر بن أبی الأشعث و موسی بن علی بن رباح و هشام بن سعد الممدنی و هشام الدستوائی و ہمام بن یحیی و سیف بن أبی سلیمان و عمرو بن ذر و صخر بن جویریة و ابراہیم بن نافع السکی و اسحاق بن سعید السعیدی و اسماعیل و افضل بن حمید و اسماعیل بن مسلم و جعفر بن برقان و مسعر بن کدام و داؤد بن قیس القراء و زکریاء بن أبی زائدة و أبی خیسمة زہیر بن معاویة و سعید بن عبید الطائی و بشیر بن مہاجر و شیبان النحوی و

عبد الملك بن حميد بن أبي غنية وعزرة بن ثابت وعبد الله بن محرز و
عاصم بن محمد بن زيد بن عبد الله بن عمر وعبد العزيز بن أبي سلمة
الماجشون وأبي عاصم محمد بن أيوب الثقفي ونافع بن عمر الجمحي و
أبي الأشهب العطاردي وأبي شهاب الحناط وعبد السلام بن حرب وابن
عيسية وخلق روى عنه البخاري فأكثر وروى هو والباقر بن واسطة يوسف
بن موسى القطان ومحمد بن عبد الله بن نمير وأبي خيشمة وأبي بكر بن
أبسي شيبعة وإسحاق بن راهويه وأبو سعيد الأشج وعبد بن حميد والحسن
المرعشري ومحمد بن داود المصيصي ومحمد بن سليمان الأنباري و
أحمد بن محمد بن المعلى الأدمي وهارون بن عبد الله الجمال وأحمد بن
منيع ومحمد بن أحمد بن مردويه ومحمود بن عيلان وأبو داود الحراني
وعباس الدوري ومحمد بن اسماعيل بن عليبة والحسن بن إسحاق
المسروزي وأحمد بن يحيى الكوفي وعبد الأعلى بن واصل وعمر بن
منصور النسائي ومحمود بن اسماعيل بن أبي ضرار الرازي ومحمد بن
يحيى الدهلي وروى عنه أيضا عبد الله بن المبارك ومات قبله بدهر طويل
وعثمان بن أبي شيبعة ويحيى بن معين وأحمد بن حنبل وعلي بن خشرم و
أبو مسعود الرازي وأبو زرعة وأبو حاتم والصنعاني وأبو اسماعيل
الترمذي ويعقوب بن شيبعة وأحمد بن الحسن الترمذي وإبراهيم الحربي
وإبراهيم بن يزيد وعلي بن عبد العزيز البغوي وإسحاق بن الحسن
الحريبي والحارث بن أبي أسامة والكديمي وبشر بن موسى وخلق كثير
قال محمد بن سليمان الباغندي سمعت أبا نعيم يقول حدثنا الفضل بن
عمر بن حماد وذكين لقب وقيل إن رجلا قال لأبي نعيم كان اسم أبيك
ذكينا قال كان اسم أبي عمرا وذكمه لقبه فروة الجعفي ذكينا وقال حنبل بن
إسحاق قال أبو نعيم كتبت عن نيف ومائة شيخ ممن كتب عنه سليمان وقال

الفضل بن زياد الحمفي عن أبي نعم شاركت الثوري في ثلاثة عشر ومائة
 شيخ وقال أبو عوف الدورى عن أبي نعم قال لي سفيان مرة وسألته عن
 شيء أنت لا تنصر السحوم بالسهار فقلت وأنت لا تبصرها كلها بالليل
 فضحك وقال صالح بن أحمد قلت لأبي وكيع وعبد الرحمن بن مهدي و
 يزيد بن هارون أين يقع أبو نعم من هؤلاء قال على المصنف إلا أنه كيس
 ينصرى المصدق قلت فأبو نعم أثبت أو وكيع قال أبو نعم أقل خطأ قلت
 فأبيسا أحب اليك أبو نعم أو بن مهدي قال ما فيهما إلا ثبت إلا أن
 عبد الرحمن كان له فهم وقال حنبل عن أحمد أبو نعم أعلم بالشيوخ
 وانسابهم وبالرجال و وكيع أفقه وقال يعقوب بن شعبة أبو نعم ثقة ثبت
 صدوق سمعت أحمد بن حنبل يقول أبو نعم يزاحم به بن عتبة فقال له
 رجل وأي شيء عند أبي نعم من الحديث ووكيع أكثر رواية فقال هو على
 قلة روايته أثبت من وكيع وعن أبي زرعة الدمشقي عن أحمد مثله وقال
 الفضل بن زياد قلت لأحمد يجري عندك بن فضيل مجرى عبد الله بن
 موسى قال لا كان بن فضيل أثبت فقلت و أبو نعم يجري مجراهما قال لا
 أبو نعم يقظان في الحديث وقام في الأمر يعني في الامتحان وقال المروزي
 عن أحمد قال يحيى وعبد الرحمن أبو نعم الحجة الثبت كان أبو نعم ثبتا
 قال أيضا عن أحمد و انسما ورفع الله عفان و أبا نعم بالصدق حتى نوه
 بذكرهما وقال مهنأ سألت أحمد عن عفان و أبي نعم فقال هما العقدة وفي
 رواية ذهبا محسودين وقال زياد بن أبوب عن أحمد أبو نعم أقل خطأ من
 وكيع وقال عبد الصمد بن سليمان البلخي سمعت أحمد يقول ما رأيت
 أحفظ من وكيع وكفاك عبد الرحمن اتقانا وما رأيت أشد ثبنا في الرجال
 من يحيى و أبو نعم أقل الأربعة خطأ قلت يا أبا عبد الله يعطي فيأخذ فقال
 أبو نعم صدوق ثقة موضع للحجة في الحديث وقال الميموني عن أحمد

شقة كان يقطنان في الحديث عارفا به ثم قام في أمر الامتحان ما لم يقم غيره
عافاه الله واثنى عليه وقال أحمد بن الحسن الترمذي سمعت أحمد يقول
إذا مات أبو نعيم صار كتابه إماما إذا اختلف الناس في شيء فزعوا إليه وقال
أبو داود عن أحمد بن محمد بن عمار في حديثه الصدوق وقال أبو بكر بن أبي
خيثمة سنن يحيى بن معين أي أصحاب الثوري أثبت قال خمسة يحيى و
عبد الرحمن بن حسن ووكيع وابن المبارك وأبو نعيم وقال أبو زرعة الدمشقي
سمعت بن معين يقول ما رأيت أثبت من رجلين أبي نعيم وعفان قال
وسمعت أحمد بن صالح يقول ما رأيت محدثا أصدق من أبي نعيم وقال
أبو حاتم سألت علي بن السديني عن أوثق أصحاب الثوري قال يحيى و
عبد الرحمن ووكيع وأبو نعيم وأبو نعيم من الثقات وقال بن عمار أبو نعيم
متقن حافظ إذا روى عن الثقات فحديثه أرجح ما يكون وقال الحسين بن
ادريس خرج علينا عثمان بن أبي شيبة فقال حدثنا الأسد فقلنا من هو فقال
المفضل بن ذكوان وقال الآجري قلت لأبي داود كان أبو نعيم حافظا قال
حدا وقال المعجلي أبو نعيم الأحول كوفي ثقة ثبت في الحديث وقال
يعقوب بن سفيان أحسن أصحابنا علي أن أبا نعيم كان غاية في الاتقان وقال
بني أبي حاتم سنن أبو زرعة عن أبي نعيم وقيصة فقال أبو نعيم اتقن
المرحليين وقال أبو حاتم ثقة كان يحفظ حديث الثوري ومسعر حفظا كان
يحزر حديث الثوري ثلاثة آلاف وخمسمائة وحديث مسعر نحو
خمسمائة كان يأتي بحديث الثوري على لفظ واحد لا يغيره وكان لا يلقن
وكان حافظا متقنا وقال أبو حاتم أيضا لم أر من السحدين من يحفظ يأتي
بالحديث على لفظ واحد لا يغيره سوى قبيصة وأبي نعيم في حديث
الثوري ويحسب السحادي في شريك وعلي بن الجعد في حديثه وقال
أحمد بن عبد الله الحداد سمعت أبا نعيم يقول نظر بن المبارك في كتبي

فقال ما رأيت أصح من كتابك وقال أحمد بن منصور الرمادي خرجت مع أحمد ويحيى إلى عبدالرزاق أخدلهما فلما عدنا إلى الكوفة قال يحيى لأحمد أريد أن أحبر أبا نعيم فقال له أحمد لا تزيد الرجل إلا ثقة فقال يحيى لا بد لي فأخذ ورقة وكتب فيها ثلاثين حديثاً من حديث أبي نعيم وجعل على رأس كل عشرة منها حديثاً ليس من حديثه ثم حاوروا إلى أبي نعيم فخرج فجلس على مكان على ذلك فخرج يحيى الطبق فقرأ عليه عشرة ثم قرأ الحادي عشر فقال أبو نعيم ليس من حديثي اضرب عليه ثم قرأ العشر الثاني وأبو نعيم ساكت فقرأ الحديث الثاني فقال ليس من حديثي اضرب عليه ثم قرأ العشر الثالث وقرأ الحديث الثالث فأنقلبت عيناه وأقبل على يحيى فقال أما هذا و ذراع أحمد في يده فأورع من أن يعمل هذا وأما هذا يريدني فأقل من أن يعمل هذا ولكن هذا من فعلك يا فاعل ثم أخرج رجله فرفسه فرمى به وقام فدخل داره فقال أحمد ليحيى ألم أقل لك أنه ثبت قال والله لو فسده أحب إلى من سقرتي وقال حنبل بن اسحاق سمعت أبا عبد الله يقول شيخان كان الناس يتكلمون فيهما وينكرونها وكنا نلقى من الناس في أمرهما ما الله به عليهم قاهماً لله بامر لم يقم به أحد أو كبير أحمد مثل ما قاهما به عفان وأبو نعيم يعني بالكلام فيهما لأنهما كانا يأخذان الأحرار من الصحابة وبقيتهما عدم الأجابة في السحنة وقال مسدد بن اسحاق النخعي سمعت الكندي يقول لما أدخل أبو نعيم علي السوالي ليتمتحنه ثم أحمد بن يونس وأبو غسان وغيرهما فأول من امتحن فلان فأجاب ثم عطف على أبي نعيم فقال قد أحاب هذا ما تقول فقال والله ما زلت اتهم جده بالزندقة ولقد أدركت الكوفة وبها سبع مائة شيخ كلهم يقولون إن القرآن كلام الله وعني أمون علي من زري هذا قال فقام إليه أحمد بن يونس فقبل رأسه وكان بينهما شحنة وقال جزاك الله من شيخ

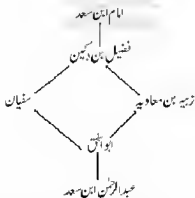
خيراً و روى بعضهما البخاري عن الكندي عن أبي بكر بن أبي شيبة
 بالنسبة وفيها ثم أخذ زرعه فقطعه ثم قال رأسي أهون علي من زري هذا وقال
 أحمد بن ملاح سمعت أبا نعيم يقول ولدت سنة ثلاثين ومائة في آخرها
 وقال إبراهيم الحاربي كان بين وكيع وأبي نعيم سنة وفات أبا نعيم في
 تلك السنة الخلق وقال يعقوب بن سفيان مات أبو نعيم سنة ثمانى عشرة
 ومائتين وكان مولده سنة ثلاثين وقال حميد بن إسحاق وغير واحد مات
 سنة تسع عشرة ومائتين وقال بعضهم في سلخ شعبان وبعضهم في رمضان
 وقال علي بن خشرم سمعت أبا نعيم يقول يلو مونى على الأجر وفي بيتي
 ثلاثة عشر وما في بيتي رغيف قلت قال بن سعد في الطبقات أنا عبدوس بن
 كامل قال كنا عند أبي نعيم في ربيع الأول سنة سبع عشرة فذكر رؤيا رآها
 فأولها أنه بعيش بعد ذلك يومين ونصفاً أو شهرين ونصفاً أو عامين و
 نصفاً قال فعاش بعد الرؤيا ثلاثين شهراً ومات لأنسلاخ شعبان في سنة تسع
 عشرة قال بن سعد وكان ثقة مأموناً كثير الحديث حجة وقال بن شاهين في
 النشأت قال أحمد بن صالح ما رأيت محدثاً أصدق من أبي نعيم وكان
 يمدلس أحاديث من أكبر وقال النسائي في الكنى أبو نعيم ثقة مأمون وقال أبو
 أحمد السمرقاني سمعتهم يقولون بالكوفة قال أمير المؤمنين وإنما يعنون
 الفضل بن ذكوان رواه الحاكم في تاريخه وقال الخطيب في تاريخه كان أبو
 نعيم مزاحاً ذا دابة مع تدينه وثقه وأمانته وقال يوسف بن حسان قال أبو
 نعيم ما كتبت على الحفظة أني سب معاوية وقال وكيع إذا افتني هذا
 الأحوال ما سألت من خالفني وقال علي بن المديني كان أبو نعيم عالماً
 بأنساب العرب أعلم بذلك من يحيى بن سعيد القطان وقال بن معين كان
 مزاحاً ذكر له حديث عن زكريا بن عدي فقال ماله وللحديث ذاك بالورقة
 أعلم يعني أن أباه كان يهودياً فأسلم وقال له رجل خراساني يا أبا نعيم اني

أرسد الخروج فأخبرني باسمك قال اسمي دعاك فمضى قال ورأيتہ مرۃ ضرب بیدہ علی الارض فقال أنا أبو المعانی.

سوال: ابو نعیم نے کس سفیان سے تلمیذ کی، سفیان ثوری یا سفیان ابن عیینہ؟

جواب: دونوں ہی سفیان، یعنی سفیان ابن عیینہ اور سفیان ثوری رحمہ اللہ اور حاطہ حدیث ہیں، جیسا کہ امام ابن حجر عسقلانی نے تقریب التہذیب میں نقل کیا ہے۔ بعض لوگ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ سفیان ثوری مدائس تھے۔ اور یہی بات سفیان بن عیینہ کے بارے میں کہی جاسکتی ہے۔ چونکہ وہ محدث راویوں کی تلمیذ کر رہے تھے۔

ان اشکال کا جواب یہ ہے کہ اس سند میں کوئی سے بھی سفیان ہوں اور اس بات کو بھی تسلیم کیا جائے کہ دونوں تلمیذ بھی کرتے تھے، پھر بھی اس سند کی تقویت ایک دوسری سند سے ملتی ہے جس میں زہیر ابن معاویہ موجود ہیں۔ جیسا کہ امام ابن سعد (مذکورہ حدیث ۳ ملاحظہ ہو) نے نقل کیا ہے۔



غور کریں مذکورہ بالا سند میں فضیل بن دکین (ان کا دوسرا نام ابو نعیم ہے) نے دو راویوں سے تلمیذ کی۔ پہلا سفیان، دوسرا زہیر بن معاویہ۔ اگر سفیان والی سند کو تھوڑے

دیہ کے لیے نظر انداز بھی کیا جائے تو دوسری سند موجود ہے جس پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔
تاریخین یہ بھی غور کریں کہ مذکورہ بالا حدیث کے سند میں کوئی بھی سفیان شامل نہیں۔
لام بن سنی > احمد بن حسن > نعلی بن جعد > زبیر بن معاویہ > ابوالخثعم > عبد الرحمن بن سعد
مذکورہ بالا دونوں سندوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ علی ابن جعد نے زبیر سے
سماعت کی اور ابو نعیم (فضیل بن دین) نے نہ صرف دونوں میں سے کسی ایک سفیان سے
سماعت کی بلکہ زبیر ابن معاویہ سے بھی سماعت کی۔

سوال: ابن حجر تقریب التہذیب میں تحریر فرماتے ہیں کہ زبیر ثقہ اور ثبت راوی ہیں لیکن
انہوں نے ابوالخثعم سے اس وقت حدیث سماعت کی جب ابوالخثعم کا حافظہ کمزور ہو چکا تھا۔

[۲۰۵۱] زہیر بن معاویہ بن حدیج أبو خثیمۃ الجعفی الکوفی نزیل الجزیرۃ
ثقة ثبت الا أن سماعه عن أبي اسحاق بأخوة من السابعة مات سنة اثنين أو
ثلاث أو أربع وسبعين وكان مولده سنة مائة .

جواب: اس بات کی کوئی دلیل موجود نہیں کہ زبیر نے ابوالخثعم سے جو حدیث روایت کی
اس میں کچھ غلط پائی جاتی ہو۔ کیونکہ سفیان (جن کا حافظہ قوی تھا) نے بھی ابوالخثعم سے حدیث
روایت کی ہے، جو زہیر کی روایت کردہ حدیث کے مطابق ہے اور اس کو تنزیہیت پہنچاتی ہے۔
وہ احادیث جن میں زبیر نے ابوالخثعم سے روایت کیا ہے صحیح بخاری و مسلم میں ملتی ہے۔

مثال: صحیح بخاری میں ہے:

صحیح البخاری، الجزء الثاني ۲۰، کتاب الجہاد والسير ۹۶،

باب من صف أصحابه عند الهزيمة ونزل عن دابته واستنصر

[۲۷۷۲]: حدثنا عمرو بن خالد: حدثنا زهير: حدثنا أبو اسحاق قال:

سمعت السراء وسأله رجل

أكنتم فررتم يا أبا عسارة يوم حنين؟ قال: لا والله، ما ولي رسول الله

صلى الله عليه وسلم، ولكنه خرج شبان أصحابه وأخفاؤهم حسرا ليس
بسلاح، فأتوا قوما رماة، جمع هوازن و بني نصر، ما يكاد يسقط لهم سهم،
فرشقوهم رشقا ما يكادون يخطئون. فأقبلوا هنالك الى النبي صلى الله
عليه وسلم وهو على بغلته البيضاء، وابن عمه أبو سفيان بن الحارث بن
عبدالمطلب يقود به، فنزل واستنصر، ثم قال: (أنا النبي لا كذب، أنا ابن
عبدالمطلب) ثم صف أصحابه

صحيح البخاري، الجزء الثاني ٢٥ - كتاب المساقب ٢٢ - باب:
علامات النبوة في الاسلام

[٣٢١٩] حدثنا محمد بن يوسف: حدثنا أحمد بن زيد بن إبراهيم،
أبو الحسن الحزازي: حدثنا زهير بن معاوية. حدثنا أبو اسحاق: سمعت
البراء ابن عازب يقول

جاء أبو بكر رضي الله عنه الى أبي في منزله، فاشترى منه رجلا،
فقال لعازب: ابعت ابنك يحمله معي، قال: فحملته معه، وخرج أبي يستد
ثمه، فقال له أبي: يا أبا بكر، حدثني كيف صنعتما حين سويت مع رسول
الله صلى الله عليه وسلم، قال: نعم، أسرينا ليلتنا ومن الغد، حتى قام قائم
الظهرة و خلا الطريق لا يمر فيه أحد، فرمعت لنا صخرة طويلة لها ظل، لم
تأت عليه الشمس، فنزلنا عنده، وسويت للنبي صلى الله عليه وسلم مكانا
ببداي ينام عليه، وبسطت فيه فروة، وقلت: نم يا رسول الله وأنا أنفض
لك ما حولك، فسام وخرجت أنفض ما حوله، فإذا أنا براع مقبل بغلته
الى الصخرة، يريد منها منل الذي أردنا، فقلت: لسن أنت يا غلام، فقال:
لرجل من أهل المدينة أو مكة، قلت: أفى غنمك لبن؟ قال: نعم، قلت:
أفحلب، قال: نعم، فأخذ شاة، فقلت: أنفض الضرع من التراب والشعر

والقندی، قال: فرأيت الهراء يضرب إحدى يديه على الأخرى ينفض، فحلب في قعب كعبة من لبن، ومعى اداة حسنتها للنبي صلى الله عليه وسلم يرتوى منها، يشرب ويتوضأ، فأتيت النبي صلى الله عليه وسلم فكرهت أن أوقظه، فوافقته حين استيقظ، فصببت من الماء على اللبن حتى برد أسفله، فقلت: اشرب يا رسول الله، قال: فشرب حتى رضيت، ثم قال: (ألم يأن الرحيل). قلت: بلى، قال: فارتحلنا بعد ما مالت الشمس، واتبعنا سراقه بن مالك، فقلت: آتينا يا رسول الله، فقال: (لا تحزن ان الله معنا). فدعا عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فارتطبت به فرسه الى بطنها أرى. في جلد من الأرض. شك زهير. فقال: انى أراكما قد دعوتما علي، فادعوا لي، قاله لكما أن أرد عنكما الطلب، فدعا له النبي صلى الله عليه وسلم فبجنا فجعل لا يلقى أحدا الا قال: كفيتمكم ما هاء، فلا يلقى أحدا الا رده، قال: ووفى لنا.

مثال صحیح مسلم میں ہے:

الجزء الاول. ۶ - كتاب صلاة المسافرين وقصرها. (۲) باب قصر الصلاة بمنى

(۲۹۲). ۲ - حدثنا أحمد بن عبد الله بن يونس. حدثنا زهير. حدثنا أبو

اسحاق حدثني حارثة بن وهب: الخزاعي قال

صليت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم بمنى، والناس أكثر ما

كانوا، فسلمي ركعتين في صلاة الوداع فقال مسلم: حارثة بن وهب

الخزاعي، هو أخو عبيد الله بن عمر بن الخطاب، لأمه

غور طلب بات یہ ہے کہ دونوں سفیان کی روایت کو تواتر میں نہ صرف زہیر کی روایت

سے ملتی ہے بلکہ اسرائیل ابن یونس بھی ان کی روایتوں کو تواتر میں پہنچاتے ہیں۔ (گزشتہ

صفحات میں حدیث ۶ کی سند کا مطالعہ کریں)

نوٹ: اسرائیل بن یونس، ابو الخلیف السبئی کے پوتے ہیں اور ان کے متعلق امام ابن حجر تفریب التہذیب میں نقل فرماتے ہیں:

[۴۰۱] اسرارہی بن یونس بن ابی اسحاق السبئی الہمدانی ابو یوسف الکوفی ثقة تکلم فیہ بلا حجة من السابعة مات سنة سنین وقیل بعدها ع
یعنی: اسرائیل بن یونس ایک مکہ ربوی ہیں، بعض لوگوں نے جو ان پر کلام کیا ہے
اُس کی کوئی دلیل اور حجت نہیں۔ ان کی روایتیں صحاح ستہ میں بھی پائی جاتی ہیں۔
اسرائیل ابن یونس کی بیان کردہ وہ احادیث جو انہوں نے ابو الخلیف سے روایت کیں
اس کی مثال صحیح بخاری اور مسلم میں ملتی ہے۔

مثال: صحیح بخاری میں ہے:

(غور کریں ابو الخلیف السبئی اپنے شیخ سے عن سے روایت کرتے ہیں۔)

صحیح البخاری، باب: من ترک بعض الاختیار، مخافة أن یقصر فہم
بعض الناس. ۴۸۔ کتاب العلم. ۳۔ الجزء الاول، عنہ، فبتعوا فی أشد منہ.
۱۲۶۔ حدثنا عبد اللہ بن موسیٰ، عن اسرارہی، عن ابی اسحاق، عن الاسود
قال: قال لی ابن الزبیر كانت عائشة تسر الیک کبیرا، فما حدثتک فی
الکعبۃ؟ قالت: قالت لی: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: (یا عائشة لو لا
فومک حدیث عہدہم قال ابن الزبیر. مکفر، لثققت الکعبۃ، فحدثت
لہا بابین: باب یدخل الناس وباب یدخلون) ففعلہ ابن الزبیر.

(۴۶) حدثنا عبد اللہ بن رجاء: حدثنا اسرارہی، عن ابی اسحاق، عن
البراء قال: کنا أصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نتحدث أن عدۃ
أصحاب بدر علی عدۃ أصحاب طالوت الذین جاوزوا معہ النہر، ولم

بجائز معہ الا مؤمن، بضعة عشر وثلاثمائة.

(۳۳۵۲) حدثنا عبد الله بن رجاء: حدثنا اسرائيل، عن أبي اسحاق، عن وهب أبي جحيفة السوائي قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم، ورأيت بياضا من تحت شفته السفلى، العنفة

مثال: صحیح مسلم میں ہے:

صحیح مسلم. الجزء الرابع. ۵۳. كتاب الزهد والرقائق. ۱۹. باب في حديث الهجرة ويقال له: حديث الرحل

۴۵-م (۲۰۰۹) وحدثني زهير بن حرب. حدثنا عثمان بن عسر. ح وحدثنا اسحاق بن ابراهيم. اخبرنا السمر بن شميل كلاهما عن اسرائيل، عن ابي اسحاق، عن البراء. قال:

اشترى أبو بكر من أبي رجلا بثلاثة عشر درهما. وساق الحديث. بمعنى حديث زهير عن أبي اسحاق. وقال في حديثه، من رواية عثمان بن عسر: فلما دعا عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فساخ فرسه في الأرض السقطه. وثب عنه. وقل: يا محمد! قد علمت أن هذا عبدك فادع الله أن يخلصني مما أنا فيه ولك علي لاعبين علي من ورائي. وهذه كسانني. فخذسهما منها. فانك سنمر علي ابلي وغلماي بمكان كذا وكذا فخذسهما حاجتك قال "لا حاجة لي في اهلك" فقدمنا المدينة لئلا فساخوا أيهم ينزل عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم. فقال "انزل علي بني النجار، أخوال عبدالمطلب، أكرمهم بذلك" فصعد الرجال والنساء فوق البيوت. وتفرق الغلمان والخدم في الطرقي. ينادون: يا محمد! يا رسول الله! يا محمد! يا رسول الله.

ابو اخطب السبيعي (جو عمر بن عبد اللہ سے مشہور ہیں) کے متعلق ابن حجر تہذیب

الشهيد، جلد ٨، فرماتے ہیں:

[۱۰۰] ع الستة عمرو بن عبد اللہ بن عبید ويقال علی ويقال بن أبي شعيرة أبو اسحاق السبيعي الكوفي والسبيعي من همدان ولد لستس من خالفة عثمان قتاله شريك عنه روى عن علي بن أبي طالب والمغيرة بن شعبة وقد رآهما وقبل لم يسمع منهما وعن سليمان بن صرد وزيد بن أرقم والبراء بن عازب وجابر بن سمرة وحارثة بن وهب الخزاعي وحبيش بن جنادة وذو الحوشن وعبد الله بن يزيد الخطمي وعدي بن حاتم وعمرو بن الحارث بن أبي ضرار والنعمان بن بشير وأبي جحيفة السوائي والاسود بن يزيد النخعي وأخيه عبدالرحمن بن يزيد وابنه عبدالرحمن بن الاسود والاغرابي مسلم ويزيد بن أبي مریم والحارث الاعور وحارثة بن مضرب وسعيد بن جبیر وسعيد بن وهب وصلة بن زفر وعامر بن سعد السجلی والشعبي وعبد الله بن عتبة بن مسعود وعبد الله بن معقل بن مقرن وأبى ميسرة عمرو بن شرحبيل والعزيز بن حريث ومسروق بن الأجدع وعلمة وقيل لم يسمع منه ومصعب وعامر ومحمد ابني سعد بن أبي وقاص وموسى بن طلحة بن عبد الله وهانئ بن هانئ وهبيرة بن يريم وأبي الاحوص الجشسي وأبى بردة وأبى بكر ابني موسى وأبى عبيدة بن عبد الله بن مسعود وخلق كثير وعنه ابنه يونس وابن ابنه اسراييل بن يونس وابن ابنه الآخر يوسف بن اسحاق وقادة وسليمان التيمي واسماعيل بن أبي خالد والاعمش وفطر بن خليفة وجريز بن حازم ومحمد بن عجلان وعبد الوهاب بن بخت وحبيب بن الشهيد ويزيد بن عبد الله بن الهاد وشعبة وسمر والثوري وهو أثبت الناس فيه وزهير بن معاوية وزائدة بن قدامة وزكرياء بن أبي زائدة والحسن بن حسنة وحمزة الزيات و

رقية بن مصقلة و أبو حمزة السكري و أبو الاحوص و شريك و عمر بن
 أبي زائدة و عمرو بن قيس المالني و مطرف بن طريف و مالك بن مغول
 و الاجلح بن عبد الله الكندي و زيد بن أبي أنيسة و سليمان بن مسعود
 و المسعودي و عمر بن عبيد الطنافسي و المطلب بن زياد و سفيان بن عيينة
 و آخرون قال عبد الله بن أحمد قلت لابي ايما أحب اليك أبو اسحاق أو
 السدي فقال أبو اسحاق ثقة ولكن هؤلاء المئين حملوا عنه بآخيه و قال بن
 معين و السائي ثقة و قال بن المديني أحصينا مشيخه نحواً من ثلاثمائة
 شيخ و قال مرة أربعمائة و قد روى عن سبعين أو ثمانين لم يرو عنهم غيره
 و قال المعجلي كوفي تابعي ثقة و الشعبي أكبر منه بستين و لم يسمع أبو
 اسحاق من علقمة و لم يسمع من حارث الأعور إلا أربعة أحاديث و الباقي
 كتاب و قال أبو حاتم ثقة و هو أحفظ من أبي اسحاق الشيباني و شبه
 الزهري في كثرة الرواية و اتساعه في الرجال و قال له رجل ان شعبة يقول
 انك لم تسمع من علقمة قال صدق و قال ابو داود الطيالسي قال رجل
 لشعبة سمعت أبو اسحاق من مجاهد قال ما كان يصنع بمجاهد كان هو
 أحسن حديثاً من مجاهد و من الحسن و ابن سيرين و قال الحميدي عن
 سفيان مات سنة ثمت و عشرين و مائة و قال أحمد عن يحيى بن سعيد مات
 سنة سبع و هكذا قال غير واحد و قال أبو نعيم مات سنة ٨ و قال عمرو بن
 علي مات سنة ٢٩ و قال أبو بكر بن أبي شيبة مات و هو من ٩١ قلت قال بن
 سعد أنا أحمد بن يونس ثنا زهير ثنا أبو اسحاق أنه صلى خلف علي الحسبة
 قال فصلاها بالهاجرة بعد ما زالت الشمس و قال البغوي في الجعليات ثنا
 محمود بن غيلان سمعت أبا أحمد الزبيري قال لقي أبو اسحاق علياً و قال
 بن أبي حاتم في السراويل سمعت أبي يقول لم يسمع أبو اسحاق من بن

عمر انس وأه روية قال وقد رأى حجر بن عدي وما أظنه سمع منه قال و
كتب الي عبد الله بن أحمد عن أبيه قال لم يسمع أبو اسحاق من سراقه قال
وسمعت أبا زرعة يقول وحديث بن عيينة عن أبي اسحاق عن ذي الجوشن
هو مرسل لم يسمع أبو اسحاق من ذي الجوشن قال وسألت أبي هبل سمع
من أنس قال لا يصح له من أنس رؤية ولا سماع وقال البرديجي في
المراسيل قيل أن أبا اسحاق لم يسمع من سليمان بن صرد ولا من العمان
بن بشير ولا من جابر بن سرة قال ولم يسمع من عطاء بن أبي رباح وفي
ترجمة شعبة من الحلية بسند صحيح عن شعبة لم يسمع أبو اسحاق من أبي
وائل الأحول وحديثين وعن الأعمش قال كان أصحاب عبد الله إذا رأوا أبا
اسحاق قالوا هذا عمرو القاري وقال له عون بن عبد الله ما بقي منك قال
أصلي البقرة في ركعة قال ذهب شرك وبقي خيرك وعن أبي بكر بن عياش
قال قال أبو اسحاق ذهبت الصلاة مني وضعفت فما صلى إلا بالبقرة وآل
عمران وقال المعتز بن سالم كان الأعمش يتعجب من حفظ أبي اسحاق
لرحاله الذي يروي عنهم وقال حمض بن غياث عن الأعمش كنت إذا
خلوت بأبي اسحاق حننا حديث عبد الله غضا وعن أبي بكر بن عياش قال
مات أبو اسحاق وهو بن مائة سنة أو نحوها وقال من حبان في كتاب الثقات
في كتاب الثقات كان مدلسا ولد سنة 29 ويقال سنة 32 وكذا ذكره في
المسند لسين حسين المكنى بمسي وأبو جعفر الطبري وقال بن السديني في
المعلل قال شعبة سمعت أبا اسحاق يحدث عن الحارث بن الأزعم بحديث
فقلت له سمعت منه فقال حدثني به مجالد عن الشعبي عنه قال شعبة وكان
أبو اسحاق إذا أخبرني عن رجل قلت له هذا أكبر منك فان قال نعم
علمت أنه لقي وان قال أنا أكبر منه تركته وقال أبو اسحاق الحوزحاني كان

قوم من أهل الكوفة لا تحسد مذاهبهم يعني التشيع ثم رؤوس محدثي الكوفة مثل أبي اسحاق والأعمش و منصور و زبيد و غيرهم من أفرانہ احتملهم الناس على صدق ألسنتهم في الحديث ووقفوا عندما أرسلوا لما خافوا أن لا يكون مختارجهما صحيحة فأما أبو اسحاق فروى عن قوم لا يعرفون ولم ينشر عنهم عند أهل العلم الا ما حكى أبو اسحاق عنهم فاذا روى تلك الاشياء عنهم كان التوقيف في ذلك عندي الصواب وحدثنا اسحاق ثسا جريمر عن معن قال أفسد حديث أهل الكوفة الأعمش و أبو اسحاق بمعنى للتدليس قال يحيى بن معين سنع منه بن عيينة بعد ما تغير ووجدت في التاريخ المظفر أن يوسف بن عمر لما ولي الكوفة أخرج بنو أبي اسحاق أما اسحاق علي برذون لياخذ صليمة يوسف فأخذت وهو راكب فرجعوا به ومات يوم دخول الضحاك الخارجي الكوفة.

امام ابن حجر شریف الفہمید میں ابو اہلق کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

[۵۰۶۵] عسرو بن عبد اللہ بن عبید و يقال علي و يقال بن أبي شعيرة الهمداني أبو اسحاق السبعي بفتح السيملة و كسر السوحدة ثقة مكثر عابد من النافذة اختلط بأخوة مات سنة تسع و عشرين و مائة و قيل قبل ذلك

ابن حجر کی مذکورہ بالا عبارتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ابو اہلق ایک ثقہ راوی تھے، اور ان کی روایت کردہ احادیث صحاح ستہ میں بھی پائی جاتی ہیں۔ آخری عمر میں ان کے حافظے کے کمزور ہونے سے ان کی دیگر روایت کردہ احادیث کی تحت پر کوئی فرق نہیں آتا۔

تصریف الفہمید میں امام ابن حجر نے ان لوگوں کے نام تحریر فرمائے ہیں جنہوں نے ابو اہلق سے سماعت کی۔ ان میں سفیان ثوری، سفیان ابن عیینہ، اسرائیل ابن یونس، زہیر ابن معاویہ شامل ہیں۔

سوال: بعض لوگ یہ اعتراض کر سکتے ہیں کہ ابو اُتلقؓ ایسی ہی مسئلہ سے روایت کرتے تھے، اس لیے ان کی روایتیں مقبول نہیں۔

جواب: اس بات کی کوئی پختہ دلیل نہیں کہ ابو اُتلقؓ کی یہ وہ روایت جو انہوں نے عن سے روایت کی علت پیدا کرتی ہے۔ اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ کسی بھی محدث نے ابو اُتلقؓ کو ان روایتوں میں مسئلہ سے قرار دیا جہاں انہوں نے عبد الرحمن بن سعد سے روایت کی۔ جیسا کہ امام بخاری کی الادب المفرد کی سند میں آتا ہے۔

ایسی متعدد مثالیں صحیح بخاری و صحیح مسلم میں موجود ہیں جن میں ابو اُتلقؓ نے اپنے شاگرد سے روایت کی ہے۔ اب تارنیم کے لیے ایسی احادیث پیش کی جائیں گی۔

یہاں اس بات پر بھی غور و خوش کیا جائے کہ امام بخاری کے نزدیک وہ احادیث مقبول ہیں جن میں وہوں میں سے کوئی بھی سفیان عن کے ذریعے ابو اُتلقؓ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان اسناد میں ابو اُتلقؓ نے بھی عن سے روایت کی ہے۔

صحیح بخاری سے مثالیں:

باب: الصلاة من الايمان - ۴۹ کتاب الايمان - ۲ صحیح البخاری، الجزء الأول

۴۰ - حدثنا عمرو بن خالد قال: حدثنا زهير قال: حدثنا أبو اسحاق، عن البراء، أن النبي صلى الله عليه وسلم:

كان أول ما قدم المسلمة نزل على آجدة، أو قال أخواله من الأنصار، وأنه صلى قبل بيت المقدس ستة عشر شهرا، أو سبعة شهرا، وكان يصحبه أن تكون قبلته قبل البيت، وأنه صلى أول صلاة صلاها صلاة العصر، وصلى معه قوم، فخرج رجل من صلى معه، فمر على أهل مسجد وهم راكعون، فقال: أشهد بالله لقد صليت مع رسول الله صلى الله عليه

وسلم قبل مكة، فداروا كما هم قبل البيت، وكانت اليهود قد أعجبهم إذ كان يصلي قبل بيت المقدس، وأهل الكتاب، فلما ولي وجهه قبل البيت، أنكروا ذلك.

قال زهير: حدثنا أبو اسحاق عن البراء في حديثه هذا: أنه مات على القبلة قبل أن تحول رجال وقتلوا، فلم ندر ما نقول فيهم، فأثرل الله تعالى: [وكان الله ليضيق إيمانكم].

صحيح البخاري

الجزء الثاني ٥٩ - كتاب الوصايا. ١ - باب الوصايا، وقول النبي صلى الله عليه وسلم: (وصية الرجل مكتوبة عنده).

(٢٥٩٩) - حدثنا إبراهيم بن الحارث: حدثنا يحيى بن أبي بكير: حدثنا زهير بن معاوية الحمصي: حدثنا أبو اسحاق، عن عمرو بن الحارث، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، أخي جويرية بنت الحارث، قال: ما ترك رسول الله صلى الله عليه وسلم عند موته درهما، ولا ديناراً، ولا عبداً، ولا أمة، ولا شيئاً إلا بقلته البيضاء، وسلاحه، وأرضا جعلها صدقة. صحيح البخاري،

الجزء الثاني ٦٠. كتاب الجهاد والسير ٣٢ - باب: الصبر عند القتال. ٢٦٤٨ - حدثنا عبد الله بن محمد: حدثنا معاوية بن عمرو: حدثنا أبو اسحاق، عن موسى بن عقبة، عن سالم أبي النضر: أن عبد الله بن أبي أوفى كتب، فقرأته:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (إذا لقيتموهم فاصبروا).

صحيح البخاري،

الجزء الثاني ٦٠ - كتاب الجهاد والسير ٨٥ - باب: من لم ير كسر

السلاح عند الموت .

٢٤٥٥ - حدثنا عمرو بن عباس : حدثنا عبدالرحمن ، عن سفيان ، عن أبي اسحاق ، عن عمرو بن الحارث قال :

ما ترك النبي صلى الله عليه وسلم الا سلاحه ، وبغلة بيضاء . وأرضا جعلها صدقة .

صحيح البخاري ، الجزء الثاني ٦٠ - كتاب الجهاد والسير ٩٤ - باب : الدعاء على المشركين بالهزيمة والزلزلة .

٢٤٤٢ - حدثنا عبدالله بن أبي شيبه : حدثنا جعفر بن عون : حدثنا سفيان ، عن أبي اسحاق ، عن عمرو بن ميمون ، عن عبدالله رضي الله عنه قال :

كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي في ظل الكعبة ، فقال أبو جهل وناس من قريش ، ونحرت جزور بناحية مكة ، فأرسلوا فحاووا من سلاها وطرحوه عليه ، فحساءت فاطمة فألقته عنه ، فقال : (اللهم عليك بقريش ، اللهم عليك بقريش ، اللهم عليك بقريش) . لأبي جهل بن هشام ، وعتبة بن ربيعة ، وشيبة بن ربيعة ، والوليد بن عتبة . وأبي بن خلف ، وعقبة بن أبي معيط . قال عبدالله : فلقدر أبينهم في قلب بدر قتل . قال أبو اسحاق : ونسيت السابغ . وقال يوسف بن اسحاق ، عن أبي اسحاق : أمية بن خلف وقال شعبة : أمية أو أبي . والصحيح أمية

صحيح البخاري

الجزء الثاني ٢٦ - كتاب فضائل الصحابة ٥٦ - باب : أيام الجاهلية

٣١٢٦ - حدثني عمرو بن عباس : حدثنا عبدالرحمن : حدثنا سفيان ، عن أبي اسحاق ، عن عمرو بن ميمون قال :

قال عمرو رضي الله عنه : ان المشركين كانوا لا يفيضون من جمع

حتى تشرق الشمس على ثبير، فخالقهم النبي صلى الله عليه وسلم فأفاض
قبل أن تطلع الشمس

صحیح مسلم سے مثالیں:

جہاں زہیر یا سفیان نے ابوالخنی کی معرفت عن سے روایت کی اور ابوالخنی نے بھی
عن سے روایت کی۔

صحیح مسلم

الجزء الثاني ۱۲ - كتاب الزكاة (۲۰) باب الحث على الصدقة ولو بشق
تمرة أو كلمة طيبة، وأنها حجاب من النار

۲۶ - (۱۰۱۶) حدثنا عون بن سلام الكوفي. حدثنا زهير بن معاوية
الصحلمسي عن أبي اسحاق، عن عبد الله بن معقل، عن عدي بن حاتم قال:
سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: "من استطاع منكم أن يستتر من
النار ولو بشق تمر، فليفعل".

[ش (بشق) بكسر الشين، نصلها وحانها].

صحیح مسلم. الجزء الثالث ۳۲ - كتاب الجهاد والسير ۴۹ - باب عدد
غزوات النبي صلى الله عليه وسلم

۱۴۴ - (۱۳۵۴) وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة. حدثنا يحيى بن آدم. حدثنا
زهير عن أبي اسحاق، عن زيد بن أرقم، سمعه منه: أن رسول الله صلى الله
عليه وسلم غزا سبع عشرة غزوة. وحج بعدها حاجر حجة لم يحج غيرها.
حجة الوداع

صحیح مسلم. الجزء الرابع 44 - كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى
عنه 1 - باب من فضائل أبي بكر الصديق، رضي الله عنه

۵ - (۲۳۸۳) حدثنا محمد بن المشي وابن بشار قالا: حدثنا عبد الرحمن

حدثني سفيان عن أبي اسحاق، عن أبي الأحوص، عن عبد الله. ح وحدثنا عبد بن حميد. أخبرنا جعفر بن عون. أخبرنا أبو عميس عن ابن أبي مليكة، عن عبد الله. قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "لو كنت منخذلا خيلاً لا اتخذت ابن أبي قحافة خليلاً".

صحیح مسلم

الجزء الرابع ۴۴ - كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم ۲۲ - باب من فضائل عبد الله بن مسعود وأمه، رضي الله عنهما

۱۱۱ - (۲۴۶۰) حدثنا زهير بن حرب و محمد بن المثنى وابن بشار قالوا: حدثنا عبد الرحمن بن سفيان، عن أبي اسحاق، عن الأسود، عن أبي موسى. قال: أتت رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا أرى عبد الله من أهل البيت. أو ما ذكر من نحو هذا.

صحیح مسلم

الجزء الرابع ۸ - كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار 18 - باب النعوذ من شر ما عمل، ومن شر ما لم يعمل.

۷۲ - م - (۲۷۱) وحدثنا ابن المثنى وابن بشار. قالوا: حدثنا عبد الرحمن بن سفيان، عن أبي اسحاق، بهذا الاسناد، مثله. غير أن ابن المثنى قال في روايته "والعفة"

الادب المفرد میں امام بخاری کی بیان کردہ حدیث (گزشتہ صفحات کی حدیث نمبر ۱) میں آخری راوی عید المرتضیٰ ابن سعد ہیں جو ابن عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ امام عزیزی تہذیب الکمال، جلد ۷ میں ان کی سوانح عمری کے تحت زیر التعمد حدیث کو نقل کرتے ہیں۔ اور اس بات کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ یہ حدیث ابو نعیم، سفيان، ابو حنبلہ کی اسناد سے بیان کی گئی ہے۔ اور اس بات کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ یہ حدیث ابو نعیم، سفيان، ابو حنبلہ کی اسناد سے بھی ملتی ہیں۔ جیسا کہ امام بخاری نے

الادب المفرد میں نقل کیا ہے۔ (حدیث نمبر ۸)

عبد الرحمن ابن سعد کا ذکر کرتے ہوئے ابن حجر تہذیب التہذیب، جلد ۶ میں تحریر فرماتے ہیں:

[۳۷۱] نسخ البخاری فی الادب المفرد عبد الرحمن بن سعد القرشی کوفی روى عن مولاہ عبد اللہ بن عمر وعہ ابو اسحاق السبعی و منصور بن السعمر و أبو شیبۃ عبد الرحمن بن اسحاق الکوفی و حماد بن أبی سلیمان ذکرہ بن حبان فی الثقات قلت وقال النسائی ثقة
عبد الرحمن ابن سعد تھراوی کی ہیں۔ جیسا کہ امام ابن حجر تقریب التہذیب میں ابن حبان اور نسائی سے ثابت کرتے ہیں۔

[۳۸۷۷] عبد الرحمن بن سعد القرشی مولیٰ بن عمر کوفی وثقه النسائی من الثالثة بن

حاصل بحث

مذکورہ بالا گفتگو سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امام بخاری نے الادب المفرد میں جس حدیث کو نقل کیا ہے، وہ صحیح ہے (طبقات ابن سعد کی سند یکساں ہے) اور اس حدیث کا متن مختلف اسناد سے روایت کی گئی احادیث کے موافق ہے۔ (حدیث ۵، ۶، ۷، ۸) جیسا کہ امام سنن نے العملیہ الیوم میں نقل کیا ہے۔

☆☆☆

تدلیس اور مدلس

غیر مقلد مابھی عن سے روایت کردہ احادیث کو تسلیم کرتے ہیں۔

مشہور غیر مقلد و بانی مولوی یحییٰ کو غزالی لکھتے ہیں:

سفیان الثوری الامام المشہور لفقیہ العابد الحافظ الکبیر و صفہ
النسانی و غیر بالمدلس و قال البخاری ما اقل تدلیسہ.

ترجمہ: امام سفیان ثوری ایک مشہور فقیہ نایب اور حافظ تھے۔ امام نسائی و دیگر لوگوں
نے انھیں مدلس قرار دیا و امام بخاری و دیگر لوگوں نے کہا کہ ان کی تدلیس بہت ہی
معمولی ہے۔ (آمین بالجبر، یحییٰ کو غزالی، ص ۲۵-۲۶)

امام ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں:

امام ابن حجر عسقلانی نے مدلس کے پانچ درجے بیان کیے ہیں و امام سفیان
ثوری کو دوسرے درجے میں رکھتا ہے۔ دوسرے درجے کے مدلسین پر کام کرتے ہوئے
امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

الثانیة من احتصلی الانمة تدلیس و اخر جواله فی الصحیح لامانه
وقلة تدلیسه فی جنب ماروی کالثوری او کانی لا یدلس الا عن ثقة کابن
عینیہ.

ترجمہ: ماما کے نزدیک دوسرے درجے کے مدلسین قبولیت کا درجہ رکھتے ہیں اور ان
کی احادیث کو صحیح کے درجے میں شمار کیا جاتا ہے کیونکہ ان کی تدلیس بہت معمولی ہوتی
ہے۔ مثلاً امام سفیان ثوری دوسرے درجے کے مدلسین تھے راویوں سے تدلیس کرتے
ہیں مثلاً امام ابن عینیہ۔

اس اصولی گفتگو سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام سفیان ثوری مدلس تھے، لیکن

ان کی تدلیس معمولی تھی، جس سے حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ (حوالہ ایضاً)
 امام ابن حجر عسقلانی، امام سفیان ثوری کے متعلق امیر المؤمنین فی الحدیث کا
 خطاب استعمال کرتے ہیں۔
 امام حاکم ہی تحریر فرماتے ہیں:

وما اشاء شیخنا صاحب الاطلاق تخریج اصحاب الصحيح لطائفة منهم
 حیث جعل منهم قسما احتمل الاثمة تدلیسه وخرجوا له فی الصحيح
 لاعامته وقلة تدلیسه فی حسب ما روی کالثوری ینزل علی هذا لا یسما وقد
 جعل من هذا القسم من کان لا یدلس الا عن ثقة کابن عیینة (فتح السغیث،
 ج ۱، ص ۷۷)

ترجمہ: ابن حجر عسقلانی نے اس بات کی نشان دہی کی ہے کہ اصحاب الصحيح
 (صحابہ رحمہ اللہ کے امام) نے مدلسین کے اُس طبقے سے روایت کی ہے جو ملائے حدیث کے
 نزدیک بہت کم تدلیس کی وجہ سے مقبول ہیں۔ اس طبقے میں امام سفیان ثوری شامل ہیں اور
 امام سفیان ابن عیینہ جو صرف ائمہ راویوں سے روایت کرتے تھے۔

علامہ ابن حزم تحریر فرماتے ہیں ”وہ مدلسین جو ائمہ راویوں سے عن کی معرفت
 روایت کرتے ہیں، وہ ملائے نزدیک مقبول ہیں۔ (ابن حزم السحلی، ج ۷، ص ۲۱۹/
 الاحکام، ج ۶، ص ۱۳۵)

اگر ان غیر مقلدین وہابیوں کے اصول کے مطابق تمام مدلسین کو خارج کیا جاتا
 چاہیے تو امام مالک بھی خارج ہیں، جیسا کہ امام ابن حجر نے ان کو مدلسین کی فہرست
 میں شامل کیا ہے۔ (طبقات المدلسین از امام ابن حجر، ج ۱، ص ۲۹)

اگر عن سے روایت کی گئی تمام روایتوں کو خارج کیا جائے تب تو صحیح بخاری، صحیح مسلم
 اور مؤطا امام مالک کی احادیث بھی ضعیف کہلا میں گئی!!!

امام ابن صلاح تحریر فرماتے ہیں:

وفی المصحیح وغیرہما من الکتاب المحدثہ من حدیث ہذا
الضرب مکیہ جدا کفصادہ، والاعمش، والسفیانین، وھشیم بن بشیر
وغیرہم، وھذا التذلیس لبس کسا وانما هو ضرب من الایہام بلفظ
محتمل

ترجمہ: قتادہ، اعمش، سفیان ثوری، سفیان ابن عیینہ، ہشیم بن بشیر وغیرہ نے عن سے
بہت سی احادیث صحیحین میں روایت کی ہے۔ تذلیس کذب نہیں بلکہ ایک قسم کا ایہام ہے،
دوسرے الفاظ میں احتمال ہے، جس کی تحقیق کی جانی چاہیے۔ (مقدمہ ابن صلاح ص ۷۵)
امام خطیب بغدادی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فان کان تذلیسا عن ثقة لم یحتج ان یوقف علی شیء وقبلی منہ، ومن
کان بدلس عن غیر ثقة لم یقبل منہ الحلیث اذا ارسلہ حتی یقول حدثنی
فلان او سمعت، نحن نقبل تذلیس ابن عیینہ و نظرائہ، لانه یحیل علی علی
ثقة. (الکفایہ، ص ۳۶۶)

تذلیس کی دو قسمیں ہیں۔ اگر تذلیس ہمد راویوں سے کی جائے تو قابل قبول ہے
اور تحقیق کی حاجت نہیں۔ دوسری صورت میں غیر ہمد راویوں کی احادیث تب تک قابل قبول
نہیں ہوں گی جب تک وہ اس بات کی وضاحت نہ کر دیں کہ اس نے یہ حدیث کس راوی
سے سماع کی یا کس نے روایت کی۔ ہم ابن عیینہ اور ان جیسے دیگر افراد کی تذلیس کو قبول
کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے صرف ہمد راویوں سے روایت کی۔

امام ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں:

”یہ بے حد ضروری ہے کہ مدلسین کے متعلق ایک ایسا اصول وضع کیا جائے جس کی
بنیاد پر غم حدیث میں ان کا معیار قائم کیا جاسکے۔ صحیحین کی تمام احادیث کا سماع سے

ثابت ہونا اس پر اجماع کا اہتمام ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو اہل اہتمام کا مطالبہ پر متفق ہونا ثابت ہوگا، جو محال ہے۔ اس قسم کو دلیل سے ثابت کرنا مشکل ہے۔ اسی لیے یہ استدلال غلط ہوگا کہ مدلسین کی روایت کردہ وہ احادیث جو صحیحین کے علاوہ دیگر کتب احادیث میں موجود ہیں، صحیح نہیں۔ (المکت علی کتاب ابن الصلاح، ص ۶۳۵-۶۳۶)

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

الثانية: من اكثر الاثمة من اخراج حديثه اما لاماته او لكونه قليل التدليس في حسب ما روى من الحديث الكثير او انه كان لا يدليس الا عن ثقة فمن هذا الضرب ابراهيم بن ابي يزيد النخعي، واسماعيل بن ابي خالد، وبشير بن المهاجر، الحسن بن زكوان، والحسن البصري، والحكم بن عتيبة، وحماد بن اسامة و زكريا بن ابي زائدة، وسالم بن ابي الجعد، و سعيد بن ابي عروبة، وسفيان الثوري، وسفيان بن عيينة، وشريك القاضي، وعبد الله بن عطاء المكي، وعكرمة بن خالد المخزومي، ومحمد بن حازم ابو معاوية الضرير، وعكرمة بن بكير، ويونس بن عبيد. (النكت علی کتاب ابن الصلاح، ص ۶۳۵-۶۳۶)

ترجمہ: دوسرے طبقے میں وہ مدلسین شامل کیے گئے ہیں جن کی عن سے روایت کردہ احادیث کو ان کے صدق اور اہل مرتبہ کی وجہ سے قبول کیا جاتا ہے۔ ان کی تدلیس بہت معمولی ہے اور وہ ہمیشہ ثقہ راویوں سے روایت کرتے ہیں۔ اس طبقے میں ابراہیم بن ابی یزید النخعی، واسماعیل بن ابی خالد، بشیر بن المهاجر، الحسن بن زکوان، والحسن البصري، والحکم بن عتیبة، وحماد بن اسامة و زكريا بن ابی زائدة، وسالم بن ابی الجعد، وسعيد بن ابی عروبة، وسفيان الثوري، وسفيان بن عيينة، وشريك القاضي، وعبد الله بن عطاء المكي، وعكرمة بن خالد المخزومي، ومحمد بن حازم ابو معاوية الضرير، وعكرمة بن بكير، ويونس بن عبيد شامل ہے۔

تاریخین غور کریں مذکورہ بالا نمبر ست میں امام حسن بصری جیسے تابعین بھی شامل ہیں اور
چیدہ امام جیسے امام سفیان ثوری اور سفیان ابن عیینہ کا بھی ذکر ہے۔ لیکن ان سب کی تصدیق
مٹھ راویوں سے قبول کی جاتی ہیں۔

حاصل بحث

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے الادب المفرد میں جو حدیث روایت کی ہے، وہ صحیح
بخاری و صحیح مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔ کوئی شخص ان سب دلائل کے باوجود اس حدیث کو ضعیف
کہتا ہے تو اسے صحیح معنوں میں حدیث کا علم نہیں ہے۔ ایسے شخص سے امام حدیث کی کوئی بات
کرنا عبث ہے۔ اندھوں کے آگے رونا اپنی بھی آنکھیں کھونا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی حفظ و امان میں رکھے اور دین و سنت پر خاتمہ عطا فرمائے۔ آمین



خاتمة الكتاب

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ (سورہ الفأخر، آیت ۴)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کر دیا

اس آیت سے یہ واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کا ذکر بلند کیا۔ اس کے علاوہ بھی دیگر بے شمار آیات میں رسول ﷺ کی تعظیم و تکریم و شان رسالت کے آداب سکھائے گئے۔

گزشتہ صفحات میں گزری ہوئی تحریقات میں اکثر تحریف کا مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی شان، افضلیت، مرتبے اور خصوصیات کو کسی بھی طرح کم کیا جائے۔ اسلامی تاریخ کے مطالعے سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ یہ مخرفین ان باطل گمراہ فرقوں سے وابستہ ہیں جن کا وجود صرف تین سو سال پیش تر ہی ظاہر ہوا ہے۔ اگر ان مخرفین کا یہ ماننا ہے کہ جلیل القدر علما مثلاً امام صابونی، امام نووی، امام ملا علی القاری، وغیرہ کا عقیدہ باطل تھا تو یہ ان لوگوں کو واضح طور پر اس بات کا اعلان کرنا چاہیے، تاکہ امت مسلمہ یہ جان سکے کہ آج کے یہ نام نہاد مولوی ان جلیل القدر علما کو غلط اور باطل سمجھتے ہیں۔ کیا یہ بات درست نہیں کہ امام صاوی لما لکی علیہ الرحمہ نے واپس فریقے کی جو گرفت کی ہے اس کو مانتے ہوئے واپس فریقے سے دور رہا جائے، بجائے اس کے کہ امام صاوی کی عبارتوں میں ہی تحریف کر دی جائے؟

بعض لوگوں نے تو اپنے عمل کو ثابت کرنے کے لیے حدیث کے راوی کا نام ہی بدل

دیا۔ اور وہ اپنے کو ”اہل حدیث“ کہتے ہیں!!! شرم تم کو گھر نہیں آتی

تصور کیجیے اس شخص کا جو ”برہین قاطعہ“ جیسی کتابیں پڑھ کر اس نتیجے پر پہنچے کہ شیخ مہد الحق محدث و ہادی علیہ الرحمہ کا عقیدہ یہ تھا کہ حضہ ﷺ کو دیوبند کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔

(معاذ اللہ) جب تک کہ اُس شخص کو "برائین کا لمحہ" کے جھوٹے ہونے کا علم نہ ہوگا، وہ شیئ
عبد الحق دہلوی کے متعلق غلط خیال و نظر یہ پر قائم رہے گا۔

یہ اسلام کو کمزور کرنے کی ایک گھنٹی اور سنگین سازش ہے۔ ان شرم سے ماری ملاؤں
کا اسل مقصد ائمہ کرام کے نظریات کو غلط طریقے سے پیش کر کے "حق" میں بگاڑ پیدا کرنا
ہے۔ یہ نہ صرف ایک علمی خیانت ہے، بلکہ ایک بھیا تک گناہ بھی ہے۔ اس گناہ میں ہر وہ
شخص شریک ہے جو جان بوجھ کر ان تحریف شدہ کتابوں کی نشر و اشاعت میں لگا ہوا ہے۔

اہل سنت کے معزز و مکرم علماء و مشائخ کو اس مسئلے کی طرف سنجیدگی سے توجہ دینے کی
ہمت ضرورت ہے۔ ورنہ آج ہم غفلت میں ہی پڑے رہے تو مستقبل میں دیوبندی، وہابی
لٹریچر، مسلک حق اہل سنت کو شدید نقصان پہنچا سکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **العلماء ورثة الانبياء**۔ (سنن ترمذی، تہذیب
ملاچہ) ترجمہ: علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

قیامت تک ائمہ مسلمہ علماء سے ہی رجوع کرتی رہے گی۔ اس لیے ملا پر یہ بھاری
ذمے داری عائد ہوتی ہے۔ اور یہ ذمے داری دینی کتب کے ناشرین، مدیران اور مترجمین
اور مبصرین پر یکساں عائد ہوتی ہے کہ وہ ہر کتاب کی حق اشاعت اور ترجمے پر بار یکساں عائد
رکھے۔ کتابوں کے ناشرین کو تحقیق کی ذمے داری صرف ان حضرات کو دینی چاہیے جو صحیح
اعتقیدہ اور علمی طور پر فوقیت رکھتے ہوں۔

عوام الناس کو بھی دینی کتابیں خریدتے وقت احتیاط برتنا ضروری ہے۔ ہمیں کتابیں
صرف ان کتب خانوں اور ناشرین سے لینی چاہیے جو صحیح دین و مسلک کے ترجمان ہوں۔
محض دنیوی مفاد کے لیے کسی باطل فرقے کی کتابوں کو فروغ نہ دیتے ہوں۔ ہمارے علمائے
نصف صحیح دین اسلام سیکھنے میں مدد کرے گا، بلکہ ہماری حق حالی کی کمائی غلط کتابوں کے
خریدنے میں ضائع ہونے سے روکے گا۔

اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

اَللّٰهُمَّ اَسْأَلُكَ اَخُوَّةً فَاَصْلَحُوا بَيْنَ اَخَوْنِكَمَّ ح وَاَتَقُوْا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ (سورۃ النحر، آیت ۱۰)

ترجمہ: بے شک سب مومن آپس میں بھائی ہیں، سو اپنے بھائیوں میں صلح کر اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ ہم پر رحم کیا جائے۔

اس کتاب کے لکھنے کا ہمارا مقصد صرف بچے اور حق کو منظر عام پر لانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا ہے کہ جن لوگوں نے اس میں حق پایا، وہ اس کو سچے دل سے قبول کریں اور اہل سنت و جماعت پر مضبوطی سے گامزن رہیں۔ آمین

وَلِكُلِّ وَجْهَةٌ مِّنْهُمۡ مَّوَلٰٓئِهٖا فَاَسْبِغُوْا لَهَا الْخِيَرٰتَ ط اِنَّ مَا تَكُوْنُوْنَ اِيَّاهُ اللّٰهُ جَمِيعًا ط اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَلِيْلٌ۔ (سورۃ بقرہ، آیت ۱۲۸)

ترجمہ: اور ہر ایک کے لیے ایک سمت ہے جس کی طرف وہ نماز میں منہ کرتا ہے، سو تم نیکویں میں دوسروں سے آگے نکلو، تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تم سب کو لے آئے گا، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ رب العزت کا بے پناہ، بے حد و حساب شکر و احسان ہے اور کروڑوں درود و سلام ہو، ہم سب کے آمارِ رسولِ معظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر، لاکھوں سلام اُن کے آل و اصحاب پر، اولیاء، شہداء، صالحین پر۔

الأدب المفرد، للبخاري، محمد بن اسماعيل - ٢٥٦ هـ.

مخط محمد بن زيد بن جساس سنة ١٢٨٤ هـ.

١٣٢ ق

٢١ س

١٧×٢٢ اسم

نسخة جيدة، خطها نسخ معتاد، طبع .

الأزهرية ١ : ٣٩٢ كشف الظنون ١ : ٤٨

١- الحديث وعلومه - المؤلف ب - الناسخ

ج - تاريخ النسخ .

اي ولم يكنه فقتل اليها صحابه قتل كما كنتم انكرتموه فقال في لاهاب في هذا احدا
ابدا في سمعة النبي صلى الله عليه وسلم يقول من نفذى بعزاء الى اهلية فانا
عصونه ولا نكنوه **حدثنا عثمان** قال **حدثنا المبارز** عن **ابن جابر** عن **عتيق**
منه **باب** ما يقول الرجل اذا خدعت رجلا **حدثنا ابو نعيم**
قال **حدثنا سفيان** عن **ابي اسحاق** عن **عبد الرحمن بن سعد** قال خدعت رجلا
بن عمر فقال له رجل اذكر احب الناس اليك فقال **يا محمد** **باب**
حدثنا مسدد قال **حدثنا يحيى** عن **عثمان بن غياث** قال **حدثنا** بن **عثمان**
عن **ابي موسى** ان كان مع النبي صلى الله عليه وسلم في حائط من حيطان
المدينة وفي يد النبي صلى الله عليه وسلم عود يضرب به في الماء والطوبى
فجا برجل يستفتح فقال النبي صلى الله عليه وسلم انفتح وبشره بجنة فذهب فاذا
ابوكرو رضي استفتح فتحت له وبشرته بالجنة ثم استفتح رجلا آخر فقال انفتح له
وبشره بجنة فاذا اتم رجلا ستم فتحت له وبشرته بالجنة ثم استفتح رجلا آخر
وكان ملكا فجلس وقال انفتح له وبشره بجنة على بلوى نصيبه او تكون فذهب
فاذا اتم فتحت له فاخبرته بالذي قال قال اسمعاه **باب**
مصافحة الصبيان **حدثنا** بن شعبة قال **حدثنا** بن **سفيان** بن عيينة عن **حماد**
عن **زهارة** قال رايت ابا عبد الله مصافح الناس فقالني من انت قلت
مولد بني ليث فمخلى راسي ثلاثا قال **بارك الله فيك** **باب** المصافحة
حدثنا حجاج قال **حدثنا** حماد بن **سليم** عن **حميد** عن **ابن جابر** قال لما جاء
اهل اليمن قال النبي صلى الله عليه وسلم قد اتوا اهل اليمن وهم اقرب قلوبا منكم فهاؤا وادعوا
بالمصافحة **حدثنا** محمد بن **السايع** قال **حدثنا** اسماعيل بن **زكريا** عن **ابن جعفر**
البراء عن **عبد الله بن يزيد** عن **البراء بن عازب** قال من تمام النخبة ان تصافح اخوان

الكلمة الطيبة

في الأذكار الواردة
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

تأليف شيخ الإسلام
تقي الدين أحمد بن عبد الحليم بن تيمية
تغمده الله بواسع رحمته ورضوانه

راجعه خادماً العام
عبد الله بن إبراهيم الأنصاري

طبع على نفقة
صاحب المصروف في العهد بدولة قطر
الشيخ محمد بن خليفة بن حمد آل ثاني

١٤٠١ هـ - ١٩٨١ م

الْكُرْسِيُّ عِنْدَ الْحِجَامَةِ كَانَتْ مُنْفَعَةً
حِجَامَتِهِ .

الفصل السابع والأربعون

في الأذن إذا طنت وفي الرجل إذا خلرت

٢٢٩- عَنْ أَبِي رَافِعٍ ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ : قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : « إِذَا طَنَّتْ أُذُنُ
أَحَدِكُمْ فَلْيَذْكُرْ اللَّهَ وَلْيُصَلِّ عَلَيَّ وَلْيَقُلْ
ذَكَرَ اللَّهُ بِخَيْرٍ مَنْ ذَكَرَنِي » .

٢٣٠- عَنْ الْهَيْثَمِ بْنِ حَنْشَلٍ قَالَ : كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ
بِ بْنِ عَمْرٍ ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، فَخَلَرَتْ رِجْلُهُ
فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ : اذْكُرْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ
| فَقَالَ : يَا مُحَمَّدٌ . فَكَأَنَّمَا نَشِطَ مِنْ عِقَالٍ .
٢٣١- وَعَنْ مَجَاهِدٍ قَالَ : خَلَرَتْ رِجْلُ رَجُلٍ عِنْدَ

فلاح ریسرچ فاؤنڈیشن کی مطبوعہ کتب

(۱) حیاۃ الانبیاء Hayat al Anbiya انگریزی

فضل اللہ صابری چشتی

(۲) فور فقیہ ایشیوز Four Fiqh Issues انگریزی

فضل اللہ صابری چشتی

(۳) نمیری کیشنز Fabrications انگریزی

فضل اللہ صابری چشتی

FABRICATIONS

زیر نظر کتاب اسی طرز کی ۲۴، ۲۵ تحریفات پر مشتمل ہے جو وہابی دیوبندی علما نے اپنے اکابر کی بدعتیہ گئی اور گستاخی کی تصحیح کے لئے اسلام کی بنیادی کتابوں اور احادیث کی کتابوں میں کی ہیں، اُن میں اکثر کا تعلق مسجد نبوی اور روضہ رسول کی زیارت، رنخ یدین کی نبی و ترک، عقیدہ شفاعت، تصور کرسی برعرش، ہنداسے یا رسول اللہ، دعا بعد اذان میں صلوٰۃ و سلام اور شفاعت محمدی کا وسیلہ طلب کرنا، علم غیب کا ثبوت اور مسئلہ حاضر و ناظر، نام محمد رکارتے وقت انگشت شہادت کو چومنا، بیس رکعت تراویح، تین رکعات وتر، نبی اور امتی کا واضح فرق، نبی کی وفات اور امتی کی موت میں فرق، نبی کے عمل اور امتی کے عمل میں فرق، اہل اللہ سے استمداد و استعانت اور شان خدا اور رسول کے اصولی تقاضوں کے مطابق دیگر عقائد و معمولات سے متعلق مسائل سے ہے۔ تحریفات کا دوسرا رخ یہ ہے کہ انہوں نے خود اپنے اکابر کی اُن عبارتوں میں بھی تبدیلی کر ڈالی ہے جن سے گستاخی کے شرارے پھوٹ رہے تھے، اس کتاب میں اس کی بھی خبر لی گئی ہے اور کہاں کہاں، کب اور کیسے انہوں نے لفظی ہوشیاری سے اپنی عیاری و مکاری کا مظاہرہ کیا ہے۔ سب کی تفصیل اس کتاب میں جدید طرز تحقیق و تنقید کے مطابق موجود ہے بلکہ محرفین کا منہ بند کر دینے اور ساوہ نوح عام و خاص اہل علم و فن کی آنکھیں کھول دینے کی خاطر مؤلف نے تحریفات شدہ صفحات و مقامات کی نشاندہی کرتے ہوئے اُن کی فوٹو کاپی بھی کتاب میں شامل کر دی ہے تاکہ دیدہ و کور کو اندیکھی کا موقع نہ ملے اور تحقیق و تلاش کرنے والوں کی آسانی سے اُن عبارات اور کتابوں تک رسائی ہو سکے۔

مبصر: محمد ظفر الدین برکاتی

(ماخوذ از ماہنامہ کنز الایمان اپریل ۲۰۱۱ء صفحہ ۵۲)

FALAAH RESEARCH FOUNDATION